عمران سیریز
گریٹ مشن
مظہر کلیم
ایم اے

ناشران ---------- اشرف قریشی
---------- یوسف قریشی
تزئین ---------- محمد بلال قریشی
طابع ---------- پرنٹ یارڈ پرنٹرز لاہور
قیمت ---------- -/60 روپے

چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ نیا ناول "گریٹ مشن" آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس ناول میں عمران کے ملک سے ایک ایسی ایجاد کا فارمولا اڑا لیا جاتا ہے جس کی تفصیل سن کر عمران جیسے آدمی کی آنکھیں بھی حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ جاتی ہیں اور پھر وہ دیوانہ وار اس فارمولے کی واپسی کے لئے کام شروع کر دیتا ہے۔ یہ فارمولا ایسا ہے کہ جس فارمولے کا حامل ملک پوری دنیا پر حکومت کر سکتا ہے اور تیار ہے جس ملک نے یہ فارمولا عمران کے ملک سے حاصل کیا ہے اسے بھی اس کی اہمیت کا مکمل احساس ہے۔ اس لئے وہ یہ فارمولا کیسے عمران اور اس کے ساتھیوں کو واپس لے جانے کی اجازت دے سکتا تھا۔ نتیجہ یہ کہ ایسی خوفناک جدوجہد سامنے آتی ہے جسے بجا طور پر گریٹ مشن کا نام دیا جا سکتا ہے۔ امید ہے یہ ناول بھی ہر لحاظ سے آپ کے اعلیٰ معیار پر پورا اترے گا۔ اپنی رائے سے ضرور مطلع کیا کریں تاکہ مجھے ساتھ ساتھ معلوم ہوتا رہے کہ میرے قارئین مجھ سے کیا چاہتے ہیں۔ البتہ ناول کے مطالعہ سے پہلے حسب روایت اپنے چند خطوط بھی ملاحظہ کر لیجئے۔ تاکہ آپ کو بھی معلوم ہو سکے کہ کیسے کیسے خط میرے نام آتے رہتے ہیں۔

چکوال سے آمنہ اکرم لکھتی ہیں۔ "آپ واقعی ناول لکھ کر قلمی جہاد

کر رہے ہیں لیکن آپ کے ناولوں میں جولیا کے ساتھ جو سلوک ہوتا ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو جولیا سے دشمنی ہے۔ آپ محسوس نہ کریں میرے ذہن میں جولیا کی نسبت آپ کے خلاف غصہ موجود ہے۔ آپ جولیا کی صلاحیتوں سے صحیح کام کیوں نہیں لیتے۔ آپ اسے کیوں ہمیشہ عمران کے طنز کا نشانہ بنائے رکھتے ہیں۔ عمران آپ کے ناولوں کا ہیرو ہے لیکن اس کا رویہ جولیا کے ساتھ ایسا ہے کہ اسے گالیاں دینے کو دل چاہتا ہے۔ آپ نے کبھی یہ نہیں لکھا کہ جولیا کا پس منظر کیا ہے۔ وہ سوئٹزرلینڈ کبھی نہیں گئی۔ وہاں اس کا کون ہے اس کے بھائی بہن اور والدین۔ کبھی تو اس بارے میں بھی تفصیل لکھ دیا کریں۔ وہ بے چاری اکیلی اجنبی ملک میں مردوں کے ستم کا نشانہ بنی ہوئی ہے۔ آپ آخر عمران اور جولیا کی شادی کیوں نہیں کرا دیتے۔ امید ہے آپ ضرور ایسا کریں گے"۔

محترمہ آمنہ اکرم صاحبہ۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ نے جولیا سے جس ہمدردی کا اظہار اپنے طویل خط میں کیا ہے اور جو تڑپ آپ کے الفاظ میں جولیا کے لئے محسوس ہوتی ہے اس سے آپ کی دردمندی کا بخوبی پتہ چلتا ہے لیکن آپ نے اس غصے کا نشانہ مجھے بنا دیا ہے۔ شاید آپ کا خیال ہے کہ عمران میرے کہنے پر جولیا کو طنز کا نشانہ بناتا ہے اور اس کے جذبات کو مجروح کرتا رہتا ہے حالانکہ عمران تو اپنی مرضی کا آپ مالک ہے۔ لیکن ایک بات یقیناً آپ نے بھی محسوس کی ہوگی کہ جولیا کی جو قدر عمران کے دل میں ہے اور جس طرح وہ جولیا کی صلاحیتوں کا قدردان ہے ایسا دوسرا کوئی نہیں ہے البتہ آپ نے آخر میں جولیا اور عمران کی شادی کا نسخہ شاید اس لئے تجویز کیا ہے کہ اس کے بعد جولیا عمران سے گن گن کر سارے بدلے چکا سکے گی۔ شاید یہ بات عمران بھی جانتا ہے اس لئے وہ بھی شادی سے بھاگتا ہے۔ بہرحال بے فکر رہیں آپ کا خط عمران تک پہنچا دیا جائے گا اور اسے معلوم ہو جائے گا کہ جولیا یہاں اکیلی نہیں ہے۔ آپ جیسے ہمدردان کے ساتھ ہیں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتی رہیں گی۔

سیسی سے ملک محمد شہباز اقبال پرنس لکھتے ہیں۔ "آپ نے "کاٹن سیڈ موبہ۔ مسٹر کرنسی" جیسے اچھوتے، معیاری اور نازک موضوعات پر انتہائی حیرت انگیز ناول لکھے ہیں۔ ایسے موضوعات پر قلم اٹھانا آپ کا ہی خاصہ ہے۔ البتہ مجھے سیکرٹ سروس کے ممبران سے یہ شکایت ہے کہ وہ فضول ٹائپ کے فنکشن اٹنڈ کرتے رہتے ہیں جبکہ جدید سائنس اور دیگر علوم کا مطالعہ کرنا پسند نہیں کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ ٹائیگر چونکہ جدید موضوعات پر مطالعہ کرتے رہنے کا عادی ہے اس لئے وہ اکیلا ان سب پر ہر لحاظ سے بھاری ہے۔ آپ سیکرٹ سروس کے ممبران تک میرا پیغام پہنچا دیں اور ساتھ ہی ٹائیگر پر کوئی خصوصی نمبر بھی لکھیں۔ آپ طویل عرصے سے وعدہ تو کر رہے ہیں لیکن آپ نے ابھی تک وعدہ وفا نہیں کیا۔ امید ہے آپ ضرور یہ وعدہ جلد وفا کریں گے"۔

محترم ملک محمد شاہد اقبال پرنس صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ کو سیکرٹ سروس کے ممبران سے جو شکایت ہے وہ اپنی جگہ درست ہے لیکن محترم ہر آدمی اپنی علیحدہ فطرت لے کر پیدا ہوتا ہے۔ ضروری نہیں کہ جو کچھ عمران کرتا ہے وہی باقی سب بھی کریں۔ ویسے آپ کا مشورہ درست ہے۔ انہیں بھی صرف عمران پر تکیہ کرنے کی بجائے اپنے طور پر اپنے آپ کو اپ گریڈ کرنا چاہئے۔ اس لئے آپ کا مشورہ ان تک پہنچ جائے گا جہاں تک ٹائیگر پر خصوصی نمبر لکھنے کے وعدے کا تعلق ہے تو دعا کریں کہ میں جلد از جلد یہ وعدہ وفا کرسکوں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

بورے والا ضلع وہاڑی سے محمد سلیمان یوسف لکھتے ہیں۔ "گذشتہ سات سالوں سے آپ کا قاری ہوں۔ آپ کی کتابیں واقعی ہمارے لئے رہنما ثابت ہو رہی ہیں۔ آپ نے خیر و شر پر مبنی جو کتابیں لکھی ہیں انہوں نے نہ صرف ہمیں متاثر کیا ہے بلکہ ہماری آنکھوں کے سامنے سے غفلت کے پردے بھی دور ہوئے ہیں۔ ہمیں خیر و شر کی آویزش کا صحیح معنوں میں ادراک ہونے لگا ہے۔ اس علم کے بارے میں آپ ہماری تفصیلی رہنمائی کریں۔ بازار میں کتب تو موجود ہیں لیکن جس انداز میں آپ لکھتے ہیں کہ ہر بات فوری سمجھ میں آجاتی ہے ایسے ان میں لکھا ہوا نہیں ہوتا۔ امید ہے آپ ضرور اس بارے میں ہماری رہنمائی کریں گے"۔

محترم محمد سلیمان یوسف صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ نے خیر و شر کے بارے میں مزید معلومات مہیا کرنے کی فرمائش کی ہے تو محترم، یہ ایسے علوم ہیں جو بغیر کامل استاد کے سمجھ میں نہیں آسکتے۔ اس لئے اگر آپ ان علوم کے بارے میں کچھ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو کسی استاد کامل کو تلاش کر کے اس کا دامن تھام لیں۔ مجھے یقین ہے کہ اگر آپ کے اندر سچی تڑپ ہوگی تو آپ یقیناً بہت آگے بڑھ جائیں گے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

ڈیرہ اسماعیل خان سے ایک صاحب نے اپنا اہم اور نازک مسئلہ تفصیل سے لکھ کر بھیجا ہے اور اس سلسلے میں وہ رہنمائی چاہتے ہیں۔ میں چونکہ ان کے خط کا براہ راست جواب نہیں دے سکتا کیونکہ میرے پاس اتنا وقت نہیں ہوتا۔ اس لئے ان کے خط کے جواب میں صرف اتنا لکھ رہا ہوں کہ وہ اس مسئلے کو خود حل کرنے کی بجائے خاندان کے بزرگوں کے سامنے رکھ دیں۔ وہ اسے بہتر انداز میں حل کر لیں گے کیونکہ ایسے مسئلے جذباتیت یا ماورائی انداز میں حل نہیں ہوا کرتے۔ ان کے لئے ٹھوس منصوبہ بندی کرنا ہوتی ہے اور بزرگ غیر جذباتی ہو کر اس مسئلے کو واقعی حل کر سکتے ہیں۔ امید ہے آپ میرا مشورہ مانتے ہوئے اسے اپنے بزرگوں کے حوالے کر دیں گے۔

ملتان سے فخر عباس لکھتے ہیں۔ "گذشتہ تین سالوں سے آپ کے ناولوں کا قاری ہوں۔ آپ واقعی قلمی جہاد کر رہے ہیں کہ اس کھلی

فحاشی کے دور میں فحاشی سے مکمل پاک ایسے ناول لکھتے ہیں کہ انسان کی ذات خود بخود اصلاح کی جانب مائل ہو جاتی ہے۔ آپ کا ناول " مسلم کرنسی " واقعی ایک منفرد اور شاندار ناول ہے۔ اس طرح امید ہے کہ آپ آئندہ بھی ایسے ہی اچھوتے موضوعات پر ناول لکھتے رہیں گے "۔

محترم فخر عباس صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ میری تو شروع سے ہی یہ کوشش رہی ہے کہ میرے ناول ہر لحاظ سے فحاشی سے پاک ہوں۔ میں تو کوشش کرتا ہوں کہ میری تحریروں میں کوئی لفظ ذو معنی بھی نہ ہو اور یہ واقعی اللہ تعالیٰ کا خصوصی کرم ہے کہ اس نے موجودہ دور میں بھی میری تحریر کو مقبولیت بخشی ہے۔ مسلم کرنسی ناول کی پسندیدگی کا شکریہ۔ انشاء اللہ آئندہ بھی منفرد موضوعات پر لکھتا رہوں گا اور آپ سے بھی امید ہے کہ آپ بھی آئندہ خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

صفدر ٹہلتا ہوا شہر کی ایک معروف سڑک پر آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ صفدر لنچ کرنے کے لئے نکلا تھا اور اس کا خیال تھا کہ اس سڑک کے آخر میں واقع گولڈن ریسٹورنٹ میں لنچ کرے گا کہ اچانک اس کی نظریں فٹ پاتھ پر بیٹھے ہوئے ایک آدمی پر پڑیں جو فٹ پاتھ کے کنارے پر بیٹھا تھا۔ اس نے دونوں ٹانگیں سڑک پر رکھی ہوئی تھیں اور دونوں ہاتھ منہ پر رکھے زاروقطار رو رہا تھا لیکن اس کو دیکھ کر نہ کوئی کار رکی تھی اور نہ ہی اس کے عقب میں فٹ پاتھ پر چلتے ہوئے افراد میں سے کسی نے اس پر توجہ کی تھی۔ لوگ ایک دوسرے سے باتیں کرتے اپنی دنیا میں مگن چلے جا رہے تھے۔ یہ ادھیڑ عمر آدمی تھا اور اس کے جسم پر خاصا صاف ستھرا لباس تھا۔ جسمانی لحاظ سے وہ خاصا کمزور دکھائی دے رہا تھا۔ رونے کی وجہ سے اس کے جسم کو اس طرح جھٹکے لگ رہے تھے کہ جیسے زلزلہ آنے سے انسان کا جسم جھٹکے

کھانے لگتا ہے۔ صدیقی نے کچھ آگے جا کر کار سائیڈ پر روکی اور دروازہ کھول کر نیچے اترا اور تیز تیز قدم اٹھاتا اس آدمی کی طرف بڑھ گیا۔

"کیا ہوا جناب ۔ آپ کیوں اس طرح بیٹھے رو رہے ہیں"۔ صدیقی نے اس کے قریب جا کر بڑے ہمدردانہ لہجے میں کہا تو اس کی آواز سن کر فٹ پاتھ پر چلتے ہوئے کچھ افراد رک گئے لیکن پھر وہ کاندھے اچکا کر آگے بڑھ گئے۔

"جائیں چلے جائیں ۔ آپ میرے لئے کچھ نہیں کر سکتے ۔ مجھے رونے دیں ۔ اس ملک میں سب ہی بے درد ہیں، لٹیرے ہیں، رشوت خور ہیں۔ کسی کو کسی انسان سے ہمدردی نہیں ہے۔ چلے جاؤ۔ چلے جاؤ ۔ مجھے رونے دو"...... اس آدمی نے اسی طرح منہ پر ہاتھ رکھے روتے روتے کہا۔ اس کی آواز میں بے حد درد تھا۔

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں لیکن یہ ملک درد دل رکھنے والوں کے سر پر ہی چل رہا ہے۔ آپ روئیں نہیں ۔ مجھے بتائیں کیا ہوا ہے"...... صدیقی نے اس کے ساتھ ہی فٹ پاتھ پر بیٹھتے ہوئے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر انتہائی ہمدردانہ لہجے میں کہا حالانکہ اس کے جسم پر خاصا قیمتی سوٹ تھا لیکن اس نے سوٹ کی بھی پرواہ نہ کی تھی۔

"آپ ۔ آپ بھی میری بات سن کر دو بول ہمدردی کے بول کر چلے جائیں گے ۔ مجھے رونے دیں"...... اس آدمی نے چہرے سے ہاتھ ہٹا کر صدیقی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ چہرے سے خاصا معزز

آدمی لگ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر آنسوؤں کی لکیریں موجود تھیں اور رونے کی وجہ سے آنکھیں سوج سی گئی تھیں اور خاصی سرخ نظر آ رہی تھیں۔

"کیا آپ واقعی میری مدد کر سکتے ہیں"...... اس آدمی نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو۔

"آپ بتائیں تو سہی"...... صدیقی نے جواب دیا۔

"ہاں ۔ بالکل کروں گا اور انشاء اللہ آپ کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔ آپ اٹھیں اور میرے ساتھ آئیں۔ ہم کسی اچھی جگہ بیٹھ کر بات کریں گے"۔ صدیقی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے ہاتھ سے اپنا سوٹ جھاڑ لیا۔

"[illegible] کیا بات ہے۔ آپ کا لہجہ اور باتیں سن کر اور جس طرح آپ اس قیمتی سوٹ سمیت فٹ پاتھ پر بیٹھے ہیں مجھے کچھ کچھ یقین آ رہا ہے کہ چلیں آپ میری مدد نہ بھی کر سکیں تب بھی آپ ہمدردی تو کریں گے"...... اس آدمی نے اٹھ کر لباس جھاڑتے ہوئے کہا اور پھر اس نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنا چہرہ صاف کیا۔

"آئیں میرے ساتھ ۔ وہ سامنے میری کار ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"اوہ ۔ آپ کے پاس کار ہے اور آپ کار روک کر آئے ہیں ورنہ یہاں تو کوئی پیدل چلنے والا کسی دوسرے کے لئے نہیں رکتا"۔ اس آدمی نے کہا اور چند لمحوں بعد صدیقی اسے کار میں بٹھائے گولڈن

ریسٹورنٹ کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔

"آپ کیا کرتے ہیں"...... اس آدمی نے پوچھا۔

"میں کوشش کرتا ہوں کہ لوگوں کی مدد کر سکوں۔ ویسے میں ایک سرکاری ایجنسی سے متعلق ہوں۔ میرا نام صدیقی ہے"۔ صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سرکاری ایجنسی۔ کیا مطلب۔ کیا آپ پولیس میں ہیں"۔ اس آدمی نے چونک کر کہا۔

"نہیں۔ میں پولیس میں نہیں ہوں۔ آپ اس بات کو چھوڑیں آپ کی مدد ہو گی اور انشاء اللہ ضرور ہو گی"...... صدیقی نے کار گولڈن ریسٹورنٹ کے کمپاؤنڈ گیٹ میں موڑتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ اسے ساتھ لئے ہال کے ایک کونے میں موجود تھا۔ صدیقی نے اسے کھانے کے لئے پوچھا تو اس نے انکار کر دیا مگر صدیقی نے زبردستی اس کے لئے لنچ بھی منگوایا اور ضد کر کے اسے لنچ کرا دیا۔ پھر صدیقی نے ہاٹ کافی منگوائی اور ہاٹ کافی آنے کے بعد اس نے ایک پیالی تیار کر کے اس آدمی کے سامنے رکھ دی۔

"ہاں اب آپ مجھے اپنا تعارف کرائیں اور پھر مجھے بتائیں کہ کیا ہوا ہے کہ آپ اس طرح فٹ پاتھ پر بیٹھ کر رونے پر مجبور ہوئے ہیں"...... صدیقی نے کہا۔

"آئی ایم سوری۔ شدید پریشانی کی وجہ سے میں اپنا تعارف بھی نہیں کرا سکا۔ میرا نام جہانگیر حسن ہے اور میں ایک سرکاری محکمے

سے سپرنٹنڈنٹ ریٹائر ہوا ہوں۔ میری بیوی اچانک شدید بیمار ہو گئی۔ اس قدر بیمار کہ پراویڈنٹ فنڈ کی جو رقم محکمہ سے ریٹائرمنٹ کے وقت ملی وہ سب بیوی کے علاج پر خرچ ہو گئی لیکن ابھی تک وہ ویسے ہی بیمار ہے۔ اسے کینسر ہے اور صرف پنشن ہے جو بے حد قلیل ہے۔ مجھے کہیں نوکری بھی نہیں مل سکی اور بیوی کی بیماری کی وجہ سے میں نوکری کے قابل بھی نہیں رہا۔ میری ایک اکلوتی بیٹی ہے اور کوئی اولاد نہیں۔ بیٹی کا نام سعیدہ ہے۔ اس نے مائیکرو بیالوجی میں ایم ایس سی کی لیکن اسے بھی کہیں سروس نہ مل سکی۔ چنانچہ اس نے پرائیویٹ طور پر ایک سائنس دان کے پاس اس کے معاون کے طور پر نوکری کر لی۔ وہ اس کی معاونت کرتی اور اس کے مسودے ٹائپ کرتی تھی۔ وہ سائنس دان جس کا نام ڈاکٹر فیاض احمد ہے بوڑھا آدمی ہے لیکن اس کی بے شمار جائیداد ہے جس سے اسے بے حد معقول آمدنی ہوتی ہے۔ اس نے آج تک شادی نہیں کی اس لئے وہ اکیلا ملازموں کے ساتھ رہتا ہے۔ اس کی رہائش گاہ سبزہ زار ٹاؤن میں ہے۔ اس نے اپنی کوٹھی میں ہی نجی لیبارٹری بنائی ہوئی ہے۔ بہرحال میری بیٹی اس کے ساتھ کام کرتی رہی۔ اس طرح گھر کا گزارہ چلتا رہا۔ پھر اچانک آج سے دس روز پہلے سعیدہ اپنے وقت پر گھر نہ پہنچی تو میں نے سائنس دان کو فون کیا لیکن وہاں کسی نے فون اٹنڈ نہ کیا تو میں گھبرا گیا۔ میں خود بس پر سوار ہو کر وہاں گیا تو وہاں پولیس موجود تھی۔ مجھے بتایا گیا کہ سائنس دان اور اس

کے ملازموں کو گولیاں مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے۔ میرے معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ سعیدہ کی لاش وہاں سے ملنے والی لاشوں میں موجود نہیں ہے۔ چنانچہ میں اس بس سٹاپ پر پہنچا جہاں سے سعیدہ بس میں سوار ہوتی تھی۔ وہاں سے پوچھ گچھ پر معلوم ہوا کہ سعیدہ وہاں سے بس میں سوار ہوئی ہے کیونکہ وہ طویل عرصے سے روزانہ وہاں سے آتی جاتی تھی اس لئے وہاں مستقل رہنے والے دکاندار اسے پہچانتے تھے۔ ایک جگہ بس تبدیل کرنا پڑتی ہے۔ میں بھی وہاں اتر گیا اور پھر وہاں سے جب میں نے معلوم کیا تو مجھے بتایا گیا کہ سعیدہ بس سے اتر کر دوسری بس کے انتظار میں کھڑی تھی کہ اچانک ایک سیاہ رنگ کی کار وہاں رکی اور اس میں سے تین مقامی آدمی اترے اور انہوں نے جبراً میری بیٹی کو کار میں ڈالا اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی انہیں روکتا وہ کار لے کر چلے گئے۔ اس روز سے میں پاگلوں کی طرح اپنی بیٹی کو تلاش کرتا پھر رہا ہوں۔ میں پولیس کے پاس گیا۔ وہاں انہوں نے الٹا یہ الزام لگایا کہ سائنس دان اور اس کے ملازموں کو سعیدہ نے ہلاک کر دیا ہے اور خود وہ فرار ہو گئی ہے۔ انہوں نے الٹا مجھ پر تشدد کیا کہ میں بتاؤں کہ سعیدہ کہاں ہے۔ میں نے بہت واویلا کیا۔ انہیں وہ بس سٹاپ بھی بتایا جہاں سے سعیدہ کو اغوا کیا گیا لیکن پولیس نے میری ایک نہ سنی۔ میرے ایک محلے والے نے پولیس سے میری جان چھڑائی۔ تب سے میں نے تمام اعلیٰ حکام کے دروازے کھٹکھٹائے لیکن کوئی میری مدد نہیں کرتا۔ میں اپنے

دوستوں میں سے چند افسروں کے پاس گیا لیکن سوائے ہمدردی کے چند بول بولنے کے کوئی میری مدد پر آمادہ نہ ہوا۔ آج تو ایک پرانے دوست نے نہ صرف مجھے جھڑک دیا بلکہ کہا کہ لگتا ہے تمہاری بیٹی نے لمبی رقم ماری ہے جس کو بچانے کے لئے تم اس طرح ڈرامہ کر رہے ہو۔ بس کچھ نہ پوچھیں میرا کیا حال ہوا۔ میرا دل بھر آیا اور میں وہیں فٹ پاتھ پر بیٹھ کر رونے لگ گیا اور میں کر بھی کیا سکتا تھا۔ میری بیوی بھی اب جاں بلب ہو چکی ہے۔ اس کی حالت ہر طرح سے تباہ ہو چکی ہے۔ نجانے میری بیٹی کہاں ہو گی۔ نجانے وہ زندہ بھی ہو گی یا نہیں۔ نجانے اس کا کیا حشر ہوا ہو گا"۔ جہانگیر حسن نے انتہائی درد بھرے لہجے میں کہا۔ اس کی آنکھیں ایک بار پھر آنسوؤں سے لبریز ہو گئی تھیں۔

"کیا آپ کے پاس سعیدہ کی تصویر ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"ہاں"...... جہانگیر حسن نے کہا اور جیب سے ایک تصویر نکال کر اس نے صدیقی کے سامنے رکھ دی۔ صدیقی نے تصویر اٹھا کر دیکھی۔ لڑکی کے چہرے پر شرافت اور معصومیت نمایاں تھی۔ صدیقی نے غور سے تصویر کو دیکھا اور پھر اسے واپس کر دیا۔

"آپ میرے ساتھ چلیں اور مجھے اس بس سٹاپ پر لے چلیں جہاں سے سعیدہ کو اغوا کیا گیا تھا"...... صدیقی نے اٹھتے ہوئے کہا تو جہانگیر حسن بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ صدیقی نے ویٹر کو بلا کر پیمنٹ ادا کی اور تھوڑی دیر بعد وہ دونوں کار میں سوار آگے بڑھے چلے جا رہے

تھے۔ پھر جہانگیر حسن کے کہنے پر ایک جگہ صدیقی نے کار روک دی اور نیچے اتر آیا۔ جہانگیر حسن بھی نیچے اتر آیا۔ وہاں قریب ہی واقعی ایک بس سٹاپ تھا جہاں اب بھی دو مرد اور کچھ عورتیں بس کے انتظار میں موجود تھیں۔ بس سٹاپ کے عقب میں ایک پھول بیچنے والے کی دکان تھی جبکہ ساتھ ہی چائے اور کھانے کا عام سا ہوٹل تھا۔ صدیقی اس پھول بیچنے والے نوجوان لڑکے کی طرف بڑھ گیا۔ جہانگیر حسن اس کے پیچھے تھا۔

"دس روز قبل یہاں سے ایک لڑکی کو سیاہ رنگ کی کار میں زبردستی اغوا کیا گیا ہے۔ کیا آپ اس وقت یہاں موجود تھے"۔ صدیقی نے انتہائی نرم لہجے میں کہا تو لڑکا چونک کر صدیقی کی طرف دیکھنے لگا۔

"آپ کون ہیں۔ پولیس والے ہیں"...... اس نے صدیقی کے قدوقامت کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ میں ان صاحب کا رشتے دار ہوں۔ باہر سے آج ہی آیا ہوں۔ پولیس تو اس معاملے میں کچھ نہیں کر رہی۔ میں خود کوشش کروں گا"...... صدیقی نے نرم لہجے میں کہا۔

"جی ہاں۔ میں اس وقت یہاں موجود تھا۔ وہ لڑکی روزانہ یہاں سے آتی جاتی تھی اس لئے میں اسے اچھی طرح پہچانتا ہوں۔ ویسے وہ لڑکی انتہائی شریف اور باکردار ہے۔ اس نے آج تک کسی سے بات تک نہیں کی۔ شام کا وقت تھا۔ وہ یہاں کھڑی تھی کہ اچانک ایک

سیاہ رنگ کی کار آ کر رکی اور اس میں سے تین مقامی لیکن بدمعاش ٹائپ آدمی نکلے اور انہوں نے زبردستی اس لڑکی کو اٹھا کر کار میں ڈالا اور ہم سب حیرت بھرے انداز میں دیکھتے ہی رہ گئے اور وہ کار لے کر نکل گئے"...... اس لڑکے نے جواب دیا۔

"اس کار کا نمبر اور ماڈل وغیرہ"...... صدیقی نے پوچھا۔

"نہیں جناب۔ بس بڑی سی سیاہ رنگ کی کار تھی۔ مجھے تو اس کا نمبر دیکھنے کا ہوش نہیں رہا تھا اور ماڈل کا مجھے علم ہی نہیں ہے۔ ہم غریب لوگ ہیں"...... نوجوان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ان تینوں آدمیوں کے جو کار سے باہر آئے تھے کیا آپ حلیئے بتا سکتے ہیں"...... صدیقی نے کہا۔

"بس عام سے آدمی تھے۔ انہوں نے جینز کی پینٹس اور شرٹیں پہنی ہوئی تھیں۔ البتہ اپنے انداز اور چہروں سے بدمعاش دکھائی دیتے تھے"...... نوجوان نے جواب دیا۔

"کار کی کوئی خاص نشانی یا ان آدمیوں کی کوئی خاص نشانی آپ کو شاید یاد ہو۔ اگر آپ بتا دیں تو آپ کو ثواب ہو گا"...... صدیقی نے کہا۔

"ہاں۔ ایک آدمی جس نے اس لڑکی کو اٹھایا تھا اس کے دائیں گال پر زخم کا لمبا سا نشان تھا جیسے چھپکلی اس کے گال سے چپکی ہوئی ہو اور جناب ساتھ والے چائے کے ہوٹل میں بیٹھے ہوئے ایک آدمی نے بتایا تھا کہ یہ جیکی کلب کے لوگ ہیں۔ وہ شاید انہیں پہچانتا تھا۔

مجھے تو بہر حال یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ جیکی کلب کہاں ہے"۔ اس نوجوان نے کہا۔

"وہ آدمی کہاں مل سکے گا جس نے یہ بات بتائی تھی"...... صدیقی نے کہا۔

"جی وہ عام مسافر تھا۔ چائے پینے بیٹھ گیا تھا۔ اس واقعہ کے بعد سب اکٹھے ہو گئے تو اس نے یہ بات کی تھی۔ میں تو اسے نہیں جانتا"...... نوجوان نے جواب دیا۔

"اوکے۔ بے حد شکریہ"...... صدیقی نے کہا اور جیب سے ایک نوٹ نکال کر اس نوجوان کی طرف بڑھا دیا۔

"نہیں جناب۔ مجھے ان صاحب سے ہمدردی ہے۔ میں کوئی رقم نہیں لوں گا۔ ان کے ساتھ واقعی ظلم ہوا ہے"...... نوجوان نے نوٹ لینے سے صاف انکار کرتے ہوئے کہا تو صدیقی نے اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر خاموش کھڑے جہانگیر حسن کو ساتھ لے کر وہ دوبارہ کار میں آ بیٹھا۔

"اب آپ مجھے اپنی رہائش گاہ پر لے چلیں اور بے فکر رہیں۔ سعیدہ بہن کو اب ہر صورت میں برآمد کر لیا جائے گا"...... صدیقی نے کہا۔

"میں بس پر چلا جاتا ہوں۔ آپ تکلیف کیوں کرتے ہیں"۔ جہانگیر حسن نے کہا۔

"نہیں۔ کوئی تکلیف کی بات نہیں۔ آپ بتائیں کہاں ہے آپ

کی رہائش گاہ"...... صدیقی نے کہا تو جہانگیر حسن نے ایک آبادی کا نام بتا دیا۔ صدیقی کے لئے یہ نام نیا تھا۔

"آپ میری رہنمائی کرتے رہیں"...... صدیقی نے کہا اور کار آگے بڑھا دی اور پھر پندرہ منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد وہ ایک نئی آبادی میں داخل ہو گئے جہاں عام سے مکانات تھے۔

"یہ سامنے براؤن کلر کا دروازہ میرے مکان کا ہے"...... جہانگیر حسن نے کہا تو صدیقی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کار دروازے کے سامنے لے جا کر روک دی اور پھر وہ نیچے اتر آیا۔ جہانگیر حسن بھی نیچے اتر آیا۔

"بیٹھک کا دروازہ کھولیں میں آپ کا مزید کچھ وقت لوں گا"۔ صدیقی نے کہا۔

"مم۔ مم۔ مگر میرے پاس تو"...... جہانگیر حسن نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"آپ کوئی تکلیف نہ کریں۔ جب میں سعیدہ بہن کو لے آؤں گا تو پھر اکٹھے مٹھائی کھالیں گے"...... صدیقی نے کہا۔

"اللہ تعالیٰ آپ کی زبان مبارک کرے۔ نجانے وہ دن کب آئے گا"...... جہانگیر حسن نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دروازے کے اندر داخل ہو گیا تو صدیقی نے کار کا دروازہ کھولا اور پھر اندر بیٹھ کر اس نے ڈیش بورڈ کو مخصوص انداز میں کھولا اور اندر موجود ایک خاکی

لفافہ نکال کر اس نے ڈیش بورڈ بند کیا اور لفافہ جیب میں ڈال کر وہ دوبارہ کار سے اتر آیا۔ اسی لمحے سائیڈ پر ایک دروازہ کھلا اور جہانگیر حسن وہاں نظر آیا تو صدیقی اس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ وہ کمرے میں داخل ہوا تو وہاں ایک کافی پرانا صوفہ اور ایک چھوٹی سی میز موجود تھی۔ البتہ میز پر پڑے ہوئے فون کو دیکھ کر وہ چونک پڑا تھا۔

"اب میں آپ کے لئے کیا لاؤں۔ آپ پہلی بار آئے ہیں"۔ جہانگیر حسن نے کہا۔

"کچھ نہیں۔ میں نے کہا ہے کہ اکٹھا جشن ہو گا۔ آپ اپنا پتہ اور فون نمبر مجھے دے دیں میں آپ کو بہت جلد خوشخبری سناؤں گا"۔ صدیقی نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا تو جہانگیر حسن سر ہلاتا ہوا واپس اندر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک کاغذ اٹھائے واپس آیا اور اس نے کاغذ صدیقی کو دے دیا۔ صدیقی نے ایک نظر کاغذ پر ڈالی اور پھر اسے تہہ کر کے جیب میں رکھ لیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ اٹھا اور اس نے جیب سے وہی خاکی رنگ کا پھولا ہوا لفافہ نکال لیا۔

"سنیں۔ سعیدہ میری بہن ہے اور میں آپ کا بھی بیٹا ہوں۔ یہ رقم رکھ لیں اور اپنی بیوی کا علاج کرائیں"...... صدیقی نے لفافہ اس کے ہاتھ میں دیتے ہوئے تیز لہجے میں کہا اور تیزی سے واپس بیرونی دروازے کی طرف مڑنے لگا۔

"نہیں۔ نہیں۔ میں یہ خیرات نہیں لے سکتا"...... جہانگیر حسن نے احتجاج کرتے ہوئے کہا۔

"یہ خیرات نہیں ہے۔ ایک بیٹے کی اپنے باپ کو دی ہوئی رقم ہے"...... صدیقی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے باہر کی طرف بڑھ گیا اور پھر کار میں بیٹھ کر اس نے ایک جھٹکے سے کار آگے بڑھا دی۔ کافی دور جا کر اس نے ایک چوک سے موڑ کاٹا اور پھر ایک معروف سڑک پر پہنچ کر واپس چل پڑا۔ اس کے ذہن میں جیکی کلب کا نام گھوم رہا تھا لیکن اسے معلوم نہ تھا کہ یہ جیکی کلب کہاں ہے اور نہ ہی اس نے آج تک اس کا بورڈ دیکھا تھا اور نہ ہی کسی سے اس کا نام سنا تھا۔ اچانک اسے ٹائیگر کا خیال آگیا تو اس نے کار ایک سائیڈ پر روک دی اور ڈیش بورڈ کھول کر اس میں سے ٹرانسمیٹر نکال کر اس پر ٹائیگر کی فریکونسی ایڈجسٹ کی اور اسے آن کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ صدیقی کالنگ۔ اوور"...... صدیقی نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس۔ ٹائیگر اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... تھوڑی دیر بعد ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"ٹائیگر۔ کیا تم کسی جیکی کلب کے بارے میں جانتے ہو۔ اوور"۔ صدیقی نے کہا۔

"جیکی کلب۔ ہاں۔ کیوں۔ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں۔ کیا کوئی خاص بات ہے۔ اوور"...... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"فورسٹار کا ایک کیس ہے۔ ایک لڑکی کو بس سٹاپ پر زبردستی اٹھا لیا گیا ہے اور میری انکوائری میں جیکی کلب کا نام سامنے آیا ہے

اور اغوا کرنے والوں میں ایک آدمی ایسا ہے جس کے گال پر زخم کا لمبا سا نشان ہے جیسے چھپکلی چپکی ہوئی ہو۔ اوور"...... صدیقی نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے ۔ جیکی کلب راکسن روڈ کے پیچھے نکلنے والی گلی میں ہے۔ جیکی اس سارے علاقے کا بڑا بدمعاش ہے اور اسی کلب میں رہتا ہے۔ اوور"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اوکے ۔ بے حد شکریہ ۔ اوور"...... صدیقی نے کہا۔

"اگر آپ کہیں تو میں آجاؤں وہاں ۔ اوور"...... ٹائیگر نے کہا۔

"نہیں ۔ فی الحال اس کی ضرورت نہیں ہے۔ ضرورت پڑنے پر میں خود ہی تمہیں کال کر لوں گا۔ اوور اینڈ آل"...... صدیقی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کر کے دوبارہ اس پر فریکونسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔

"ہیلو ۔ ہیلو ۔ صدیقی کالنگ ۔ اوور"...... صدیقی نے ایک بار پھر بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس ۔ خاور بول رہا ہوں صدیقی ۔ خیریت ۔ ٹرانسمیٹر کال کی ہے۔ اوور"...... دوسری طرف سے خاور کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"تم کہاں ہو اس وقت ۔ اوور"...... صدیقی نے پوچھا۔

"میں اپنے فلیٹ پر ہوں ۔ کیوں ۔ اوور"...... خاور نے جواب دیا۔

"راکسن روڈ کے پیچھے ایک گلی نکلتی ہے اور اس کے اندر جیکی کلب ہے۔ اس جیکی کے آدمیوں نے ایک شریف لڑکی کو بس سٹاپ سے دس روز پہلے اغوا کیا ہے اور یہ لڑکی کسی سائنس دان کی معاون تھی اور اس سائنس دان اور اس کے ملازمین کو بھی ہلاک کر دیا گیا ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ یہ فور سٹارز یا سیکرٹ سروس کا کیس بن سکتا ہے۔ بہرحال فی الحال تو اس شریف لڑکی کو برآمد کرنا ہے۔ تم نعمانی اور چوہان کو فون کر دو اور ماسک میک اپ کر کے راکسن روڈ پر پہنچ جاؤ۔ میں وہیں پہنچوں گا۔ اوور"...... صدیقی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ہم آ رہے ہیں۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو صدیقی نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کیا اور پھر اسے ڈیش بورڈ میں رکھ کر اس نے ڈیش بورڈ سے ماسک میک اپ کا بیگ نکالا اور پھر ایک ماسک منتخب کر کے اس نے اسے سر اور چہرے پر چڑھایا اور پھر سامنے موجود بیک مرر میں دیکھ کر اس نے اپنے دونوں ہاتھوں سے ماسک کو تھپتھپانا شروع کر دیا۔ جب ماسک اس کی مرضی کے مطابق ایڈجسٹ ہو گیا تو اس نے ہاتھ ہٹائے اور پھر کار سٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی۔

عمران اپنے فلیٹ میں بیٹھا کسی کتاب کے مطالعہ میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"سلیمان دیکھنا کون ہے"...... عمران نے اونچی آواز میں کہا لیکن جب سلیمان کی آواز سنائی نہ دی تو وہ بے اختیار چونک پڑا کیونکہ سلیمان تو اسے کہہ کر شاپنگ کرنے گیا تھا اور عمران کو معلوم تھا کہ اس کی شاپنگ خاصی طویل ہوتی ہے اس لئے اس کی واپسی ابھی تک نہیں ہوئی تھی اور گھنٹی مسلسل بج رہی تھی۔ عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور کتاب کو الٹا کر میز پر رکھا اور پھر رسیور اٹھا لیا۔

"شیخ شمس الدین اینڈ کمپنی آڑھتی بول رہا ہوں"...... عمران نے لہجہ بدل کر کہا۔

"اوہ سوری۔ رانگ نمبر"...... دوسری طرف سے چونک کر کہا

گیا لیکن آواز نسوانی تھی۔ البتہ بولنے والی کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ مقامی لڑکی ہے۔

"یہ کون ہو سکتی ہے۔ آواز اور لہجہ تو اجنبی ہے"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے گھنٹی دوبارہ بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔ اس بار عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ وہی عمران صاحب ہیں جو سر عبدالرحمن کے بیٹے ہیں"۔ دوسری طرف سے دبی دبی نسوانی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

"جی ہاں۔ ڈیڈی تو یہی دعویٰ کرتے ہیں"...... عمران نے جواب دیا۔

"عمران صاحب۔ میرا نام رخسانہ عزیز ہے۔ میں جوہر آباد سے بول رہی ہوں۔ میں آپ کی بہن ثریا کی کلاس فیلو رہی ہوں۔ ثریا نے ہی مجھے کسی وقت آپ کا نمبر دیا تھا جو میری ذاتی ڈائری میں موجود تھا اس لئے میں نے آپ کو فون کیا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یہ تو میری خوش قسمتی ہے مس رخسانہ عزیز کہ آپ کی ڈائری میں میرا نمبر محفوظ رہا اور محکمہ فون والوں نے بھی طویل عرصے سے نمبر تبدیل کرنے کی کوشش ہی نہیں کی لیکن فرمایئے۔ کیا آپ کو

ثریا کا فون نمبر چاہیئے"...... عمران نے جواب دیا۔

"عمران صاحب ۔ میں مسز رخسانہ عزیز ہوں ۔ میری شادی جوہر آباد کے معروف صنعت کار گھرانے میں ہوئی ہے ۔ میرے شوہر عزیز بھی یہاں کے صنعت کار ہیں اور عمران صاحب ۔ میں نے اس لئے آپ کو فون کیا ہے کہ آج سے آٹھ روز قبل ایک نوجوان مقامی لڑکی انتہائی خوفزدگی کے عالم میں دوڑتی ہوئی اچانک ہماری گاڑی کے سامنے آگئی اور خاصی زخمی ہو گئی۔ میں اور میرا شوہر اس وقت گاڑی میں تھے۔ ہم نے اسے اٹھایا اور ہسپتال میں داخل کرا دیا لیکن شاید اس لڑکی کا ذہنی توازن درست نہ تھا کیونکہ وہ صرف چیختی تھی اور انتہائی خوفزدہ تھی۔ ڈاکٹروں نے بتایا کہ اس کے ذہن پر بے حد دباؤ ہے۔ اس سے کوئی ایڈریس بھی نہ مل سکا اور وہ اپنا نام اور ایڈریس بھی بتانے کے قابل نہ تھی۔ بہرحال میں اس کا علاج کراتی رہی ۔ پھر وہ تندرست ہو گئی۔ البتہ وہ یکسر خاموش ہو گئی تھی۔ پوچھنے پر کوئی جواب نہ دیتی تھی۔ میں اسے اپنے گھر لے آئی ۔ میں نے اسے پیار سے پوچھا تو اس نے صرف اتنا بتایا کہ وہ کسی سائنس دان کی معاون ہے اور اسے غنڈوں نے اغوا کر لیا تھا اور اس پر تشدد کیا۔ پھر اچانک غنڈوں نے کار کہیں روکی اور وہ نکل کر چلے گئے تو وہ کار سے نکل کر دوڑتی ہوئی سڑک پر آئی اور پھر اسے ہسپتال میں ہوش آیا لیکن وہ اپنا نام اور ایڈریس بھی نہیں بتا سکتی۔ وہ حد درجہ خوفزدہ ہے۔ میرے شوہر اسے پولیس کے حوالے کرنا چاہتے تھے لیکن میں نے

انہیں روک دیا کیونکہ ظاہر ہے پولیس نے اس لڑکی کو کسی دارالامان میں داخل کرا کر بھول جانا ہے۔ سائنس دان کی وجہ سے میرے ذہن میں یہ خلش پیدا ہوئی کہ معاملہ انتہائی مشکوک ہے اور پھر مجھے اچانک آپ کا خیال آگیا کیونکہ ثریا نے مجھے بتایا تھا کہ آپ فری لانسر جاسوس ہیں۔ میں نے سوچا کہ آپ کو فون کروں اور پوچھوں کہ اس لڑکی کا کیا کیا جائے"...... دوسری طرف سے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا گیا۔

"آپ اسے اپنے پاس رکھ لیں۔ آپ کو تو مفت میں نوکرانی مل جائے گی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں عمران بیٹے۔ مجھے اس سے بے حد ہمدردی ہے کیونکہ یہ شریف اور باعزت گھرانے کی لڑکی لگتی ہے اور کبھی کبھی وہ انگریزی ایسے بولتی ہے کہ لگتا ہے کافی پڑھی لکھی ہے۔ میں نے ڈاکٹروں سے اس کے ذہن کو چیک کرایا ہے لیکن ڈاکٹروں کی رائے ہے کہ اسے مینٹل ہسپتال داخل کرا دیا جائے لیکن میں ایسا نہیں چاہتی"...... مسز رخسانہ عزیز نے جواب دیا۔

"تو پھر آپ بتائیں کہ میں اس سلسلے میں آپ کی کیا مدد کر سکتا ہوں"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اگر آپ کہیں تو میں اسے آپ کے پاس چھوڑ جاؤں ۔ مجھے اپنا ایڈریس بتا دیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ارے نہیں ۔ میں یہاں فلیٹ میں اپنے باورچی کے ساتھ اکیلا

رہتا ہوں۔ میں یہاں کسی لڑکی کو نہیں رکھ سکتا"...... عمران نے فوراً ہی دوٹوک جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ اپنے پاس نہ رکھیں۔ اسے کسی ایسے ادارے میں داخل کرا دیں کہ جہاں وہ محفوظ رہ سکے اور آپ اپنے ڈیڈی سے کہہ کر اس کے والدین کا پتہ چلائیں۔ یہ نیکی کا کام ہو گا"...... مسز رخسانہ عزیز نے کہا۔

"مطلب ہے کہ آپ یہ بوجھ میری طرف منتقل کرنا چاہتی ہیں۔ ٹھیک ہے لے آئیں اسے۔ آپ نے ثریا کا حوالہ دیا ہے اس لئے آپ بھی میرے لئے ثریا جیسی ہی ہیں"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایڈریس بتا دیا۔

"شکریہ۔ میں چار گھنٹوں بعد پہنچ جاؤں گی"...... دوسری طرف سے مسرت بھرے لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھا اور پھر میز پر رکھی ہوئی کتاب اٹھا کر پڑھنا شروع کر دی۔ اس نے یہی سوچا تھا کہ سپیشل ہسپتال میں ڈاکٹر صدیقی کے پاس اس لڑکی کو چھوڑ دے گا اور وہ لازماً اس کا علاج کر لیں گے پھر جیسے بھی ہو گا دیکھ لیں گے۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی تو عمران سمجھ گیا کہ سلیمان واپس آ گیا ہے۔

"سلیمان"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"آ رہا ہوں"...... سلیمان نے جواب دیا اور پھر وہ شاپرز اٹھائے

دروازے کے سامنے سے گزر گیا۔ چند لمحوں بعد وہ کمرے میں داخل ہوا۔

"جی صاحب"...... سلیمان نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اگر ایک نوجوان لڑکی جو ذہنی طور پر کھسکی ہوئی ہو اس فلیٹ میں مستقل رکھی جائے تو تمہارا کیا ردعمل ہو گا"...... عمران نے کتاب بند کر کے میز پر رکھتے ہوئے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"سوری۔ میں دو کو اکٹھا نہیں بھگت سکتا"...... سلیمان نے بھی اسی طرح انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

"[illegible]۔ میں ایک لڑکی کی بات کر رہا ہوں۔ تم نے [illegible]"۔ عمران نے چونک کر کہا۔

"جناب۔ آپ نے کہا ہے کہ وہ ذہنی طور پر کھسکی ہوئی ہے اس لئے میں نے دو کا لفظ استعمال کیا ہے"...... سلیمان نے بھی اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ سلیمان نے اسے بھی ذہنی طور پر کھسکے ہونے کی ڈگری دے دی ہے اس لئے اس کا مطلب ہے کہ وہ لڑکی اور عمران دونوں کو نہیں بھگت سکے گا۔ چونکہ اس کا جواب بے حد گہرا اور خوبصورت تھا اس لئے عمران بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا تھا۔

"اگر یہی بات میں کہوں کہ میں دو کو نہیں بھگت سکوں گا تو پھر"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پھر ایسی صورت میں آپ کے لئے تو کوئی مسئلہ نہیں ہو گا۔

البتہ خوب گزرے کی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو"....... سلیمان نے ترکی بہ ترکی جواب دیا تو عمران ایک بار پھر ہنس پڑا۔

" اور اگر اس لڑکی نے تمہیں اینٹ مار دی تو پھر تم جیسا باورچی کہاں سے آئے گا"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" مجھے بڑی بیگم صاحبہ سے اب بات کرنا پڑے گی"....... سلیمان نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" کیوں ۔ کیا ہوا "....... عمران نے چونک کر پوچھا۔ ظاہر ہے اسے واقعی سلیمان کی اس بات کی سمجھ نہ آئی تھی۔

" معاملہ اینٹ مارنے تک پہنچ چکا ہے۔ اب مزید کیا انتظار کیا جائے "....... سلیمان نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

" بہرحال ابھی وہ لڑکی یہاں پہنچ رہی ہے۔ تم اس کا تفصیلی انٹرویو کرنا تاکہ معلوم ہو سکے کہ وہ تمہارے ذہنی معیار سے کس قدر بلند ہے"....... عمران نے کہا۔

" کیا واقعی ۔ کون ہے وہ"....... سلیمان نے چونک کر اور حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران نے مسز رخسانہ عزیز کے فون آنے اور پھر ان سے ہونے والی ساری بات چیت دوہرا دی۔

" اوہ ۔ نجانے کس خاندان کی ہو گی اور اس پر کیا گزری ہو گی۔ بہرحال ٹھیک ہے "....... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران نے دوبارہ کتاب اٹھا لی۔

صدیقی اپنے ساتھیوں سمیت جیکی کلب میں داخل ہوا تو وہاں کا ماحول تھرڈ کلاس تھا۔ ہر طرف غنڈے اور بدمعاش نما افراد بیٹھے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ ان کے ساتھ عورتیں بھی تھیں لیکن یہ عورتیں بھی اپنے انداز سے پیشہ ور ہی دکھائی دیتی تھیں۔ ایک طرف کاؤنٹر تھا جس پر دو نوجوان موجود تھے جبکہ تیسرا ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی تھا جس نے سرخ رنگ کی ہاف آستین کی شرٹ پہنی ہوئی تھی اور نیچے جینز کی پینٹ تھی۔ البتہ صدیقی اس کے گال پر موجود زخم کا نشان دیکھ کر ہی سمجھ گیا کہ پھول فروش لڑکے نے جس آدمی کا حوالہ دیا تھا وہ یہی آدمی ہے۔ اس کی تیز نظریں صدیقی اور اس کے ساتھیوں پر جمی ہوئی تھیں۔

" تمہارا کیا نام ہے مسٹر"....... صدیقی نے قریب جا کر قدرے سخت لہجے میں کہا تو وہ آدمی چونک پڑا۔

" میرا نام ۔ میرا نام وکی ہے کیوں اور تم کون ہو۔ میں تمہیں پہلی بار یہاں دیکھ رہا ہوں "...... اس آدمی نے بڑے سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ہمارا تعلق سراج آباد سے ہے۔ جیکی بار کی طرح ہمارے بھی وہاں چار بارز ہیں۔ ہمیں تمہارے باس جیکی کی ٹپ ملی ہے۔ ایک ایسا کام ہے جس میں وہ خاصی بڑی رقم آسانی سے کما سکتا ہے "۔ صدیقی نے جواب دیا تو وکی نے سامنے پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھا لیا۔

" کیا نام ہے تمہارا "...... وکی نے رسیور اٹھا کر صدیقی سے پوچھا۔

" رابرٹ آف ڈیزی بار سراج آباد "...... صدیقی نے جواب دیا تو اس نے بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" باس ۔ میں کاؤنٹر سے وکی بول رہا ہوں۔ چار نئے لوگ آئے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ آپ خاصی بڑی رقم کما سکتے ہیں "...... وکی نے صدیقی اور اس کے ساتھیوں کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

" باس ۔ عام سے لوگ ہیں "...... وکی نے دوسری طرف سے بات سن کر کہا اور پھر اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

" سیڑھیاں چڑھ کر اوپر چلے جاؤ۔ باس کا آفس ہے اور سنو۔ باس کے سامنے لہجے کو انتہائی نرم رکھنا ورنہ تمہاری لاشیں بھی واپس نہ آ سکیں گی "...... وکی نے سرد لہجے میں کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ ہم نے بزنس کی بات کرنی ہے کوئی لڑائی تو نہیں کرنی "...... صدیقی نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے چل پڑے ۔ سیڑھیاں چڑھ کر وہ اوپر راہداری میں پہنچے تو وہاں مشین گنوں سے مسلح دو لحیم شحیم غنڈے موجود تھے ۔

" وکی نے ہمیں بھیجا ہے "...... صدیقی نے ان سے کہا تو انہوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور صدیقی نے بند دروازے کو دھکیل کر کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا لیکن دیواروں پر ہر طرف عورتوں کی تقریباً نیم عریاں تصویریں آویزاں تھیں۔ سامنے ہی ایک میز کے پیچھے ایک بدشکل چہرے کا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے [illegible] کی پینٹ اور شرٹ پہنی ہوئی تھی۔ اس کی تنگ پیشانی اور پیچھے کو ہٹے ہوئے چھوٹے چھوٹے سر کے بالوں کے ساتھ اس کی ٹھوڑی کسی ہتھوڑے کی طرح آگے کو نکلی ہوئی نظر آ رہی تھی۔ اس کی چھوٹی چھوٹی آنکھوں میں سانپ کی آنکھوں جیسی چمک تھی۔ سامنے میز پر ایک مشین پسٹل رکھا ہوا تھا۔

" تمہارا نام جیکی ہے "...... صدیقی نے کہا۔

" ہاں ۔ میں ہوں جیکی۔ بولو "...... جیکی نے اور زیادہ سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" آج سے دس روز پہلے تمہارے آدمیوں نے باڑہ روڈ کے بس سٹاپ سے ایک لڑکی کو اغوا کیا تھا۔ وہ لڑکی کہاں ہے "...... صدیقی نے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا مطلب۔ کون ہو تم"....... جیکی نے چونک کر کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ تیزی سے میز پر پڑے ہوئے مشین پسٹل کی طرف بڑھا ہی تھا کہ چٹک کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی میز پر پڑا ہوا مشین پسٹل اڑتا ہوا ایک سائیڈ پر جا گرا۔ یہ صدیقی کا کام تھا۔ اس نے جیب سے سائیلنسر لگا ہوا مشین پسٹل نکال کر اس کا فائر کر دیا تھا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ یہ کیا مطلب ہوا"....... جیکی نے یکلخت اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے وہ چیختا ہوا پہلے ریوالونگ چیئر پر گرا اور پھر اٹھ کر دوسری سائیڈ پر جا گرا۔ صدیقی کا ایک ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما تھا اور تھپڑ کی زوردار آواز سے کمرہ گونج اٹھا تھا۔ نعمانی نے اس کے گرتے ہی بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھ کر اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے جیکی کو بازو سے پکڑا اور دوسرے لمحے وہ اسے ایک جھٹکے سے گھسیٹ کر سائیڈ پر لے آیا لیکن اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا صدیقی بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھ کر جھکا اور دوسرے لمحے اٹھتے ہوئے جیکی کی گردن پر اس کی کھڑی ہتھیلی پڑی تو جیکی کے حلق سے ایک بار پھر چیخ نکلی اور وہ دھڑام سے واپس گرا اور پھر ساکت ہو گیا۔

"میں سمجھا کہ تم نے اس کی گردن توڑ دی ہے"....... نعمانی نے کہا۔

"یہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے لیکن باہر دو مشین گن بردار موجود

ہیں"....... خاور نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"اگر وہ دونوں اندر آئیں تو آنے دینا"....... صدیقی نے کہا اور سائیلنسر لگا مشین پسٹل اس نے جیب میں ڈال کر نعمانی کی مدد سے بے ہوش پڑے ہوئے جیکی کو اٹھا کر صوفے کی ایک کرسی پر بٹھا دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے بیلٹ کے ساتھ اندر کی طرف موجود فل کلپ ہتھکڑی نکالی اور جیکی کے دونوں ہاتھ پیچھے کر کے اس نے ہتھکڑی ڈال کر کلپ بند کر دیئے۔

"اس کے پیچھے کھڑے ہو جاؤ چوہان"....... صدیقی نے کہا تو چوہان جیکی کے عقب میں کھڑا ہو گیا۔ صدیقی نے کوٹ کی اندرونی جیب سے تیز دھار خنجر نکالا اور اسے ایک ہاتھ میں پکڑ کر اس نے پوری قوت سے دوسرے ہاتھ سے جیکی کے چہرے پر تھپڑوں کی بارش کر دی۔ چوتھے یا پانچویں تھپڑ پر جیکی چیختے ہوئے ہوش میں آ گیا۔ اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن عقب میں کھڑے چوہان نے اس کے کاندھوں پر ہاتھ رکھ کر اسے اٹھنے سے روک دیا۔

"بولو کہاں ہے وہ لڑکی۔ بولو"....... صدیقی نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ تم کون ہو"....... جیکی نے قدرے سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا لیکن دوسرے لمحے صدیقی کا خنجر والا ہاتھ گھوما اور کمرہ جیکی کے حلق سے نکلنے والی دردناک چیخ سے گونج اٹھا۔ اس کی ایک آنکھ نکل کر سامنے قالین پر جا گری تھی۔ وہ اس طرح دائیں

بائیں سر پٹخنے لگا جیسے پنڈولم حرکت میں آ جاتا ہے۔ اس کا چہرہ تکلیف کی شدت سے بری طرح مسخ ہو گیا تھا۔

"بولو ۔ ورنہ دوسری آنکھ بھی نکال دوں گا۔ بتاؤ کہاں ہے وہ لڑکی"...... صدیقی نے غراتے ہوئے کہا۔

"وہ ۔ وہ بھاگ گئی تھی۔ بھاگ گئی تھی وہ"...... جیکی نے رک رک کر کہا۔

"کہاں بھاگ گئی تھی۔ بولو ۔ تفصیل بتاؤ"...... صدیقی نے کہا۔

"میرے آدمی اسے جوہر آباد لے جا رہے تھے ۔ لڑکی کار میں بے ہوش پڑی ہوئی تھی۔ میرے آدمی ہوٹل میں شراب پینے چلے گئے ۔ جب وہ واپس آئے تو لڑکی غائب تھی۔ کار کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ انہوں نے اسے تلاش کیا لیکن وہ نہ مل سکی"...... جیکی نے رک رک کر جواب دیا۔ ویسے آنکھ نکلنے کے بعد اس کی ساری اکڑ فوں یکلخت غائب ہو گئی تھی۔ اس کا تنا ہوا جسم ڈھیلا پڑ گیا تھا۔

"کیوں اغوا کیا تھا اسے اور کس کے کہنے پر کیا تھا۔ بولو۔ اور سنو۔ جھوٹ بولنے کی ضرورت نہیں ہے ورنہ ایک لمحے میں اندھے ہو جاؤ گے اور تم جانتے ہو کہ اندھے کو تمہارے آدمی ایک لمحہ بھی برداشت نہ کر سکیں گے۔ اگر تم سب کچھ سچ بتا دو تو ہم خاموشی سے واپس چلے جائیں گے"...... صدیقی نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"وہ ۔ وہ مجھے ماسٹر کلب کے ماسٹر نے کام دیا تھا۔ اس کا آدمی

ساتھ گیا تھا۔ ہم نے سبزہ زار ٹاؤن کی ایک کوٹھی پر حملہ کیا۔ وہاں ایک بوڑھا آدمی اور اس کے ملازم تھے۔ ہم نے ملازموں کو مار دیا اور بوڑھے سے ماسٹر کے آدمی نے پوچھا کہ سٹار فش کا فارمولا کہاں ہے۔ اس بوڑھے نے زبان نہ کھولی جس کی وجہ سے اس پر تشدد کیا گیا تو اس نے بتایا کہ وہ اس نے اپنی اسسٹنٹ سعیدہ کو نوٹ کرا دیا ہے۔ وہ اسے ٹائپ کرنے گھر لے گئی ہے۔ لڑکی کا ایڈریس اور حلیہ معلوم کیا گیا جو اس نے بتا دیا اور پھر اس سائنس دان کو ہلاک کر کے میرے آدمی اس لڑکی کے گھر جانے لگے تو ایک بس سٹاپ پر وہ لڑکی نظر آ گئی۔ میرے آدمیوں نے اسے اغوا کیا۔ اس کے [illegible] کاغذات موجود تھے۔ میرے آدمی نے وہ کاغذات اور لڑکی لے لی اور مجھے کہا کہ لڑکی کو جوہر آباد میں ریڈ کلب کے انتھونی کے پاس بھیج دیا جائے۔ میرے آدمی اسے لے کر جا رہے تھے کہ وہ فرار ہو گئی اور پھر نہ مل سکی۔ میں نے ماسٹر کو بتایا تو اس نے کہا کہ اس کی اب ضرورت بھی نہیں رہی کیونکہ اسے اس لئے وہاں پہنچایا جا رہا تھا کہ جب تک کاغذات چیک نہ ہو جائیں وہ وہاں قید رہے لیکن اب کاغذات درست ہیں اس لئے اب اس کی ضرورت نہیں رہی جس پر میں نے اس کا خیال چھوڑ دیا"...... جیکی نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"کیا نمبر ہے ماسٹر کا تاکہ جو کچھ تم نے کہا ہے اسے کنفرم کر سکو"...... صدیقی نے کہا تو جیکی نے نمبر بتا دیا۔

"نعمانی۔ فون کا نمبر ملاؤ اور رسیور اس کے کان سے لگا دو اور سنو جیکی۔ اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو تو اپنی بات کو کنفرم کراؤ"۔ صدیقی نے سرد لہجے میں کہا تو جیکی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ نعمانی نے فون اٹھا کر ساتھ میز پر رکھا اور جیکی کا بتایا ہوا نمبر ملا کر اس نے آخر میں لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر کے رسیور جیکی کے کان سے لگا دیا۔

"یس۔ ماسٹر بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"جیکی بول رہا ہوں ماسٹر"...... جیکی نے کہا۔

"اوہ تم۔ کیوں کال کی ہے"...... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

"اس لڑکی کے بارے میں ملٹری انٹیلی جنس کے لوگ مختلف کلبوں اور ہوٹلوں میں پوچھتے پھر رہے ہیں"...... جیکی نے کہا۔

"کس لڑکی کی بات کر رہے ہو"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"وہی لڑکی جس کے پاس فائل اور کاغذات تھے اور جسے جوہر آباد چھوڑنے جا رہے تھے لیکن وہ راستے میں غائب ہو گئی تھی"...... جیکی نے کہا۔

"اوہ۔ وہ لڑکی۔ وہ غیر ملکی تنظیم کا کام تھا۔ اب ہمارا کوئی تعلق نہیں رہا اس کام سے اور اگر وہ لڑکی تمہیں مل جائے تو اسے اڑا دینا"...... ماسٹر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو نعمانی نے رسیور واپس کریڈل پر رکھ دیا۔ صدیقی نے خنجر واپس جیب

میں ڈالا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے سائیلنسر لگا مشین پسٹل نکالا اور دوسرے لمحے کھٹاک کھٹاک کی آوازوں کے ساتھ ہی جیکی کے سینے پر گولیوں کی باڑ پڑی اور جیکی چند لمحوں تک تڑپ کر ختم ہو گیا تو صدیقی نے مشین پسٹل واپس جیب میں ڈالا اور پھر جیکی کی لاش کو آگے منہ کے بل نیچے گرا کر اس نے اس کے ہاتھوں سے [illegible] ہتھکڑی اتاری اور اسے بیلٹ میں لگا لیا۔

"باہر موجود دونوں مشین گن برداروں کو اندر بلاؤ اور ہم نے [illegible] صرف جیکی کو زندہ رکھنا ہے تاکہ اس سے پوچھ سکیں کہ [illegible] کہاں غائب ہوئی ہے۔ باقی سب کو اڑا دو"۔ [illegible] نے کہا۔

"لیکن پھر تو یہاں قتل و غارت کرنا پڑے گی"...... چوہان نے کہا۔

"ہاں۔ کوئی حرج نہیں۔ یہ لوگ اس قابل نہیں ہیں کہ ان پر رحم کیا جائے اور ویسے بھی ہم میک اپ میں ہیں"...... صدیقی نے کہا تو اس کے ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

کال بیل کی آواز سن کر عمران بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے ایک نظر سامنے کلاک کو دیکھا اور پھر ایک طویل سانس لے کر اس نے کتاب بند کر کے اسے میز پر رکھ دیا۔ سلیمان دروازے کی طرف جا رہا تھا۔ عمران سمجھ گیا تھا کہ ثریا کی سہیلی اس لڑکی کو لے کر آئی ہو گی۔ پھر دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی۔

" جی ہاں ہیں"...... سلیمان کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔ اس کا مؤدبانہ لہجہ بتا رہا تھا کہ آنے والی سے وہ خاصا متاثر ہوا ہے۔ چند لمحوں بعد راہداری میں دو عورتوں کے چلنے کی آوازیں سنائی دینے لگیں اور پھر یہ آوازیں ڈرائینگ روم کی طرف بڑھ گئیں تو عمران اٹھ کھڑا ہوا۔

" دو معزز خواتین ہیں"...... سلیمان نے دروازے کے سامنے سے گزرتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ وہ سٹنگ روم سے

نکلا اور پھر ڈرائینگ روم میں داخل ہوا تو وہاں ایک خاصے بھاری جسم کی خاتون کے ساتھ ساتھ ایک نوجوان لڑکی بیٹھی ہوئی تھی۔ لڑکی اس انداز میں بیٹھی ہوئی تھی جیسے کھوئی کھوئی سی ہو۔ خاتون کے ساتھ ساتھ لڑکی کے جسم پر بھی خاصا قیمتی لباس تھا۔ عمران کے اندر داخل ہوتے ہی وہ دونوں اٹھ کر کھڑی ہو گئیں لیکن پہلے وہ بھاری جسم کی خاتون اٹھیں اور پھر وہ لڑکی اس طرح اٹھی جیسے اس خاتون کو اٹھتے دیکھ کر وہ بھی میکانکی انداز میں اس کی نقل کر رہی ہو۔

" اوہ۔ بیٹھیں۔ آپ دونوں میری چھوٹی بہنیں ہیں۔ ثریا کی طرح"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بھاری جسم والی خاتون کے چہرے پر یکلخت انتہائی خوشگوار سا تاثر پھیل گیا جبکہ لڑکی ویسے ہی کھوئے کھوئے سے انداز میں بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کا انداز ایسے تھا جیسے اسے دنیا سے قطعاً کسی قسم کی کوئی دلچسپی نہ ہو۔

" میرا نام رخسانہ عزیز ہے اور اس کا نام سعیدہ ہے۔ اسے صرف اپنا نام یاد ہے اور بس۔ میرے شوہر کا تو خیال تھا کہ اسے پولیس کے حوالے کر دیا جائے لیکن میں نے اس کی مخالفت کی کیونکہ یہ نوجوان اور خوبصورت لڑکی ہے اور پولیس والوں کے بارے میں لوگوں کا تاثر اچھا نہیں ہے اس لئے بہت سوچنے کے بعد میں نے یہی فیصلہ کیا کہ آپ سے اس سلسلے میں رابطہ کیا جائے۔ آپ جو مشورہ دیں ہم ویسے ہی کریں گے"...... اس بھاری جسم والی خاتون نے

کہا۔

"آپ نے اچھا کیا۔ بہرحال میں تو اسے یہاں نہیں رکھ سکتا البتہ یہاں ایک ایسا ہسپتال ہے جہاں اس کا علاج اعلیٰ پیمانے پر ہو جائے گا۔ پھر جب اس کی یادداشت واپس آجائے گی تو اسے اس کے گھر پہنچا دیا جائے گا"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے آپ پر مکمل اعتماد ہے"...... رخسانہ عزیز نے کہا۔ اسی لمحے سلیمان ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا۔ اس نے ہاٹ کافی کے ساتھ ساتھ کافی سارے دیگر لوازمات بھی ٹرالی میں رکھے ہوئے تھے۔

"آپ نے تکلف کیا ہے عمران بھائی"...... رخسانہ عزیز نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نے نہیں۔ یہ تکلف سلیمان نے کیا ہے۔ چلیں آپ کے ساتھ میں بھی کافی کا لطف لے لوں گا ورنہ سلیمان مجھے تو کورا جواب دے دیتا ہے"...... عمران نے کہا تو رخسانہ عزیز بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"محترم خاتون۔ چھوٹے صاحب کو بڑی بیگم صاحبہ نے منع کر رکھا ہے۔ کافی پی پی کر ان کا رنگ کالا ہوتا جا رہا تھا اس لئے بڑی بیگم صاحبہ نے کہا ہے کہ انہیں کافی نہ دی جائے ورنہ پھر ان کے لئے افریقہ جانا پڑے گا"...... سلیمان نے بڑے احترام بھرے لہجے میں جواب دیا اور ٹرالی ایک طرف رکھ کر وہ باہر چلا گیا جبکہ رخسانہ عزیز

بے اختیار ہنس پڑی۔

"مجھے ثریا نے بتایا تھا کہ سلیمان ان کے ہاں بچے سے بڑا ہوا ہے حد بے حد وفی ہے"...... رخسانہ عزیز نے ہنستے ہوئے کہا۔

"وفی یعنی حاضر جواب تو کم ہے البتہ کھا کھا کر ویٹ یعنی بھاری بھرکم ضرور ہوتا جا رہا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو رخسانہ عزیز کے چہرے پر یکلخت شرمندگی کے تاثرات ابھر آئے۔

"عمران بھائی۔ میرا پہلا بچہ جب پیدا ہوا تو ایسا کوئی نقص پڑ گیا کہ باوجود کوشش کے میرا جسم پھیلتا جا رہا ہے"...... رخسانہ عزیز نے شرمندہ سے [illegible] کہا۔

"[illegible] ہے۔ میں آپ کو سچ کہہ رہا۔ مجھے تو بھاری بھرکم خواتین ہی اچھی لگتی ہیں۔ سوکھی سڑی سینک سلائی ٹائپ کی عورتیں تو مجھے خواتین کی بجائے کچھ اور دکھائی دیتی ہیں"...... عمران نے کہا تو رخسانہ عزیز بے اختیار مسکرا دی۔ وہ لڑکی ویسے ہی خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔ عمران نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے اور آخر میں لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

"یس۔ سپیشل ہسپتال"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر صدیقی سے بات کرائیں۔ میں علی عمران بول رہا ہوں"۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو ۔ ڈاکٹر صدیقی بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ڈاکٹر صدیقی کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔ عمران نے کہا تو رخسانہ عزیز جو کافی پی رہی تھی بے اختیار مسکرا دی۔

"اوہ ۔ عمران صاحب آپ ۔ فرمائیے"...... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

"میرے فلیٹ میں ایک نوجوان خاتون موجود ہے۔ ان کے ذہن پر کوئی ایسا دباؤ ہے کہ ان کی یادداشت اور شعور دب کر رہ گیا ہے اس لئے انہیں نہ ہی اپنے بارے میں کچھ علم ہے اور نہ ہی اپنے گھر والوں کے بارے میں ۔ ویسے دیکھنے میں وہ کسی معزز خاندان کی فرد لگتی ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ اسے پولیس یا ایسے ہی کسی ادارے کے سپرد کر کے اس کی زندگی تباہ کر دی جائے۔ آپ اس کا خصوصی وارڈ میں علاج کریں۔ اس کے اخراجات میں ذاتی طور پر ادا کروں گا"۔ عمران نے کہا۔

"عمران صاحب ۔ اخراجات کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم نے یہاں اپنے طور پر سپیشل وارڈ بنایا ہوا ہے جہاں ہم ایسے مریضوں کا جنہیں ضرورت ہوتی ہے اور رقم ان کے پاس نہیں ہوتی، علاج کرتے ہیں اور سب مل کر ان اخراجات کو پورا کرتے ہیں۔ میں ایمبولینس اور ایک ڈاکٹر بھیج رہا ہوں۔ آپ اس لڑکی کو بھجوا

دیں"...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا۔

"ایمبولینس کی ضرورت نہیں ہے۔ لڑکی کار میں بھی آ جائے گی آپ اپنی کار اور ایک ڈاکٹر بھیج دیں"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں بھجواتا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے اللہ حافظ کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"آپ بے فکر رہیں رخسانہ بہن۔ اب سعیدہ کا علاج ضرور ہو گا اور یہ ٹھیک ہو کر اپنے گھر چلی جائے گی لیکن یہ بتائیں کہ کیا یہ آپ کے بغیر ایک ڈاکٹر کے ساتھ ہسپتال جائے گی بھی سہی یا نہیں"۔ عمران نے ایک خیال کے تحت پوچھا۔

"اوہ ۔ واقعی یہ مجھ سے خاصی مانوس ہو چکی ہے۔ بہرحال میں اسے کار میں اپنے ساتھ لے جاتی ہوں لیکن ڈاکٹر صاحب بھی ہمارے ساتھ بیٹھ جائیں گے ۔ ہسپتال پہنچ کر وہ اسے خود سنبھال لیں گے"...... رخسانہ عزیز نے کہا۔

"اگر آپ کہیں تو میں ساتھ چلا جاؤں"...... عمران نے کہا۔

"اوہ نہیں ۔ اس کی ضرورت نہیں۔ آپ نے پہلے ہی کافی وقت دیا ہے اور اس مسئلے کو احسن طریقہ سے حل کر دیا ہے۔ میں وہیں سے واپس جوہر آباد چلی جاؤں گی"...... رخسانہ عزیز نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سرہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر صدیقی کی بھیجی ہوئی کار پہنچ گئی۔ عمران انہیں لے کر خود فلیٹ سے نیچے گیا اور اس نے ڈاکٹر صدیقی کے ڈرائیور اور ساتھ آنے والی لیڈی ڈاکٹر کو رخسانہ

عزیز کے ساتھ جانے کے بارے میں تفصیل سے بتا دیا۔

" ٹھیک ہے ۔ آئیے "...... لیڈی ڈاکٹر نے کہا اور پھر وہ بھی رخسانہ عزیز کی کار میں بیٹھ گئی جسے اس کا ڈرائیور چلا رہا تھا۔ رخسانہ عزیز اور سعیدہ دونوں پہلے ہی کار میں بیٹھ چکی تھیں اور پھر دونوں کاریں تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئیں تو عمران نے ایک طویل سانس لیا اور واپس سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آگیا۔ سٹنگ روم میں پہنچ کر اس نے دوبارہ کتاب اٹھائی اور مطالعہ میں مصروف ہو گیا۔

کار تیزی سے جوہر آباد کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر صدیقی تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر خاور بیٹھا ہوا تھا۔ عقبی سیٹ پر نعمانی اور چوہان بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے وہ ماسک اتار دیئے تھے جن سے انہوں نے جیکی کلب میں آپریشن کیا تھا اور اب وہ لپنے اصل چہروں میں تھے۔ انہوں نے جیکی کو ہلاک کرنے کے بعد باہر راہداری میں موجود دونوں دربانوں کو بھی ہلاک کر دیا تھا اور پھر واقعی انہوں نے کلب کے ہال میں پہنچ کر ایک حاظ سے قتل عام کر ڈالا تھا۔ البتہ وکی کی صدیقی اور نعمانی نے مل کر دونوں بازو اور دونوں ٹانگیں توڑ دی تھیں اور پھر صدیقی نے اس سے اس لڑکی کے بارے میں پوچھ گچھ کی تو اس نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں بتا دیا کہ وہ لڑکی کو جوہر آباد کے ریڈ کلب میں پہنچانے جا رہے تھے کہ جوہر آباد شہر کے آغاز میں جہاں صنعتی علاقہ ہے وہاں ایک ہوٹل میں شراب پینے کے لئے رک

گئے۔ چونکہ رات کا وقت تھا اس لئے کار میں بے ہوش پڑی ہوئی لڑکی ہوش میں آکر نکلی اور کہیں غائب ہو گئی اور باوجود تلاش کے نہ مل سکی تو وہ واپس آگئے۔ پھر اس ہوٹل کے بارے میں تفصیل پوچھ کر صدیقی نے اسے گولی مار کر ہلاک کر دیا تھا۔ پھر وہ اس کلب سے نکلے اور راستے میں انہوں نے ماسک اتار دیئے اور پھر صدیقی نے کار جوہر آباد جانے والی سڑک پر ڈال دی۔

"اس لڑکی کی کیا اہمیت ہو گی کہ اسے اس انداز میں اغوا کیا گیا ہے"...... خاور نے کہا۔

"کسی سائنس دان کا سلسلہ ہے۔ یہ لڑکی اس کی معاونت کرتی تھی اور وہ اس سے فارمولے لے کر ٹائپ کرنے گھر لے گئی تھی۔ جیکی نے یہ فارمولا حاصل کر کے اس ماسٹر تک پہنچانا تھا۔ چنانچہ انہوں نے کوٹھی پر حملہ کیا۔ سائنس دان کے ملازموں کو ہلاک کیا اور سائنس دان سے انہیں معلوم ہو گیا کہ فارمولا سعیدہ ٹائپ کرنے کے لئے اپنے گھر لے گئی ہے۔ اس کا ایڈریس معلوم کر کے وہ اس کے پیچھے گئے تو وہ لڑکی انہیں بس سٹاپ پر کھڑی نظر آ گئی۔ لازماً سائنس دان سے انہوں نے اس کا حلیہ اور لباس کی تفصیل معلوم کر لی ہو گی اس لئے وہ اسے پہچان گئے اور اسے اٹھا کر ماسٹر کلب لے گئے وہاں فارمولا اس سے لے لیا گیا اور پھر اسے جوہر آباد پہنچانے کا کہا گیا لیکن وہ جوہر آباد کے صنعتی علاقے میں پہنچ کر غائب ہو گئی"۔ صدیقی نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"پھر ہمیں اس لڑکی کے پیچھے بھاگنے کی بجائے ماسٹر کلب جانا چاہئے تھا تاکہ وہ فارمولا اس سے برآمد کرایا جا سکے"...... خاور نے کہا۔

"فی الحال ہمارا ٹارگٹ اس لڑکی کی برآمدگی ہے اور یقیناً فارمولا کسی دوسرے ملک پہنچ گیا ہو گا ورنہ یہاں کی کوئی تنظیم ان عام بدمعاشوں کو فارمولے کے حصول کے لئے ہائر نہ کرتی"...... صدیقی نے کہا تو خاور نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"صدیقی۔ وہ لڑکی کہاں مل سکتی ہے۔ لازماً جہاں بھی گئی ہو گی اسے پولیس کے حوالے کر دیا گیا ہو گا"...... عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے چوہان نے کہا۔

"اگر پولیس کو مل جاتی تو لازماً دارالحکومت کی پولیس کو اطلاع مل جاتی اس لئے میرا خیال ہے کہ وہ اس صنعتی علاقے کے کسی مزدور کے گھر ہو گی۔ یہ مزدور ایسے معاملات میں بے حد ہمدردی کرتے ہیں۔ انہوں نے یقیناً اسے چھپا لیا ہو گا"...... صدیقی نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ تقریباً ساڑھے تین گھنٹے کی تیز ڈرائیونگ کے بعد وہ جوہر آباد کے مضافات میں داخل ہو گئے۔ یہ صنعتی علاقہ تھا اور صنعتی علاقہ کے بعد جوہر آباد کا شہر آتا تھا۔ صدیقی نے کار کی رفتار آہستہ کی اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ اس ہوٹل کو ٹریس کر چکے تھے جس کے بارے میں وکی نے بتایا تھا کہ وہ یہاں رکے تھے اور لڑکی غائب ہو گئی تھی۔ صدیقی نے ہوٹل کے سامنے جا کر کار

روئی اور پھر وہ نیچے اتر آئے۔ سب اس طرح ادھر ادھر دیکھ رہے تھے کہ جیسے ماحول کا جائزہ لے رہے ہوں۔ سڑک کی دوسری طرف فیکٹریوں کی اونچی دیواریں تھیں۔ البتہ کچھ دور دائیں طرف ایک خوبصورت رہائشی کوٹھی بھی نظر آ رہی تھی جس کا گیٹ بند تھا اور باہر ایک مسلح سیکورٹی گارڈ موجود تھا۔

"آؤ" ...... صدیقی نے کہا اور مڑ کر وہ ہوٹل میں داخل ہو گیا۔ یہ چھوٹا سا ہوٹل تھا جس میں مزدور ٹائپ لوگ بھرے ہوئے تھے لیکن وہاں منشیات اور سستی شراب کی تیز بو بھی ہر طرف پھیلی ہوئی تھی۔ کاؤنٹر پر ایک ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا جو بڑے تشویش بھرے انداز میں انہیں دیکھ رہا تھا۔

"جی صاحب۔ فرمائیے۔ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں"۔ صدیقی اور اس کے ساتھیوں کے کاؤنٹر کے قریب پہنچتے ہی اس ادھیڑ عمر آدمی نے اٹھ کر انتہائی مؤدبانہ انداز میں کہا۔

"تقریباً دس روز پہلے یہاں رات کے وقت ایک کار سے نوجوان لڑکی نکل کر غائب ہوئی تھی۔ کیا اس کے بارے میں معلوم ہے کہ وہ کہاں ہے" ...... صدیقی نے کہا۔

"جج۔ جناب۔ وہ تو نہیں مل سکی جناب۔ نجانے کہاں چلی گئی" ...... اس ادھیڑ عمر آدمی نے رک رک کر جواب دیتے ہوئے کہا تو صدیقی اس کے جواب سے ہی سمجھ گیا کہ اسے معلوم ہو چکا ہے لیکن وہ بتانا نہیں چاہتا۔

"سنو۔ ہمارا تعلق ملٹری انٹیلی جنس سے ہے۔ اگر اب تم نے جھوٹ بولا تو نہ تمہارا یہ ہوٹل رہے گا اور نہ تم۔ سیدھی طرح بتاؤ کہ وہ لڑکی کہاں ہے" ...... صدیقی نے یکلخت غراتے ہوئے کہا تو ادھیڑ عمر آدمی جو پہلے ہی ان کے مخصوص قد و قامت دیکھ کر خوفزدہ نظر آ رہا تھا ملٹری انٹیلی جنس کا سن کر بری طرح گھبرا گیا۔

"جناب میں بتاتا ہوں۔ وہ سامنے سیٹھ عزیز صاحب کی کوٹھی ہے۔ لڑکی ان کے پاس ہے۔ مجھے دو روز بعد پتہ چلا تھا لیکن چونکہ میرا لڑکی سے کوئی تعلق نہ تھا اس لئے میں خاموش ہو گیا تھا" ...... ادھیڑ عمر نے فوراً جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا وہ اب بھی ان کے پاس ہے" ...... صدیقی نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ چار روز تک وہ ہسپتال میں رہی ہے اور پھر واپس آ گئی تھی۔ سیٹھ عزیز کے ملازم یہاں آتے رہتے ہیں۔ انہوں نے بتایا تھا جناب" ...... ادھیڑ عمر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ لیکن ایک بار پھر سن لو کہ اگر تم نے کوئی غلط بیانی کی ہے تو اب بھی وقت ہے سچ بول دو۔ ورنہ" ...... صدیقی نے کہا۔

"میں درست کہہ رہا ہوں جناب۔ یہاں سب کو معلوم ہے کیونکہ سیٹھ عزیز صاحب نے باقاعدہ یہاں سے معلومات کرائی تھیں کہ لڑکی کہاں سے آئی ہے اور کس طرح آئی ہے لیکن مہربانی کریں آپ میرا حوالہ نہ دیں۔ وہ بہت بڑے لوگ ہیں میرا ہوٹل ہی ختم

کرا دیں گے"۔۔۔۔ ادھیڑ عمر آدمی نے کہا تو صدیقی نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر مڑ کر تیزی سے باہر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد ان کی کار اس کوٹھی کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی جس کے سامنے مسلح سیکورٹی گارڈ موجود تھا۔ صدیقی نے کار گیٹ کے سامنے جا کر روک دی۔

"جی صاحب"۔۔۔۔۔ سیکورٹی گارڈ نے قریب آ کر کہا۔

"سیٹھ عزیز سے کہیں کہ ملٹری انٹیلی جنس کے آفیسرز آئے ہیں۔ ان سے ضروری بات کرنی ہے"۔۔۔۔ صدیقی نے سخت اور کھردرے لہجے میں کہا۔

"ملٹری انٹیلی جنس۔ اوہ اچھا جناب"۔۔۔۔۔ سیکورٹی گارڈ نے خوفزدہ سے لہجے میں کہا اور تیزی سے واپس گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے چھوٹا گیٹ کھولا اور اندر چلا گیا۔ چند لمحوں بعد بڑا پھاٹک خود بخود کھلتا چلا گیا۔

"آئیے جناب"۔۔۔۔۔ سیکورٹی گارڈ نے گیٹ سے نمودار ہوتے ہوئے کہا تو صدیقی نے کار اندر کی طرف بڑھا دی۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک بڑے لیکن انتہائی خوبصورت انداز میں سجے ہوئے ڈرائینگ روم میں موجود تھے۔ چند لمحوں بعد ایک درمیانی عمر کا نوجوان اندر داخل ہوا۔

"میرا نام عزیز ہے"۔۔۔۔۔ اس نے قدرے حیرت اور پریشانی سے پر لہجے میں کہا تو صدیقی اور اس کے ساتھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

"میرا نام صدیقی ہے اور یہ میرے ساتھی ہیں۔ ہمارا تعلق ملٹری

انٹیلی جنس سے ہے"۔۔۔۔۔ صدیقی نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے سرد اور کھردرے سے لہجے میں کہا۔

"جی مجھے گارڈ نے بتایا ہے۔ لیکن میرا کیا تعلق پیدا ہو گیا ملٹری انٹیلی جنس سے"۔۔۔۔۔ عزیز نے مصافحہ کرتے ہوئے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"تعلق پیدا ہوا ہے تو ہم آئے ہیں عزیز صاحب"۔۔۔۔ صدیقی نے جواب دیا۔

"جی فرمائیے۔ تشریف رکھیں اور فرمائیں"۔۔۔۔ عزیز نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات ابھر آئے تھے اور پھر اس سے پہلے کہ صدیقی کوئی بات کرتا ایک ملازم ٹرے میں مشروب کی بوتلیں اٹھائے اندر داخل ہوا۔

"یہ لے جاؤ۔ ہم ڈیوٹی پر ہیں"۔۔۔۔۔ صدیقی نے سخت لہجے میں کہا تو ملازم نے سیٹھ عزیز کی طرف دیکھا اور اس نے اسے واپس جانے کا اشارہ کر دیا تو وہ بوتلوں سمیت واپس چلا گیا۔

"سیٹھ عزیز۔ دس روز پہلے ایک نوجوان لڑکی سعیدہ آپ کے پاس پہنچی تھی۔ آپ نے اس کا ہسپتال میں علاج بھی کرایا تھا۔ وہ لڑکی اب کہاں ہے"۔۔۔۔۔ صدیقی نے اسی طرح سخت لہجے میں کہا تو سیٹھ عزیز بے اختیار اچھل پڑا۔

"اس لڑکی کا ملٹری انٹیلی جنس سے کیا تعلق ہے"۔۔۔ سیٹھ عزیز نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ ایک سائنس دان کی معاون تھی اور وہ سائنس دان وزارت دفاع کی طرف سے ایک اہم دفاعی ہتھیار پر کام کر رہا تھا۔ اس دفاعی ہتھیار کا فارمولا جب تیار ہو گیا تو اس نے اس لڑکی کو دیا کہ وہ اسے گھر سے ٹائپ کر کے لائے۔ اس دوران غیر ملکی ایجنٹوں نے اس فارمولے کے لئے وہاں ریڈ کیا اور اس سائنس دان کو ہلاک کر کے انہوں نے اس لڑکی کو اغوا کر لیا۔ اس کو چیک کرتے ہوئے ہم یہاں پہنچے تو ہمیں اطلاع ملی ہے کہ وہ لڑکی آپ کے پاس ہے"۔ صدیقی نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ وہ لڑکی یہاں تھی لیکن کل اسے دارالحکومت پہنچا دیا گیا ہے"..... سیٹھ عزیز نے کہا۔

"دارالحکومت۔ کہاں اور کس کے پاس اور وہ کیسے آپ کے پاس پہنچی"..... صدیقی نے چونک کر پوچھا۔

"میں اپنی بیوی کے ساتھ کار میں سوار ہو کر گیٹ سے نکلا ہی تھا کہ وہ نوجوان لڑکی انتہائی خوفزدگی کے عالم میں دوڑتی ہوئی ہماری گاڑی کے سامنے آ گئی اور خاصی زخمی ہو گئی۔ ہم نے اسے ہسپتال میں داخل کرا دیا۔ وہ جسمانی طور پر تو ٹھیک ہو گئی لیکن ذہنی طور پر وہ انتہائی ڈیپریس رہی۔ میں نے سوچا تھا کہ اسے پولیس کے حوالے کر دیا جائے کیونکہ وہ نوجوان لڑکی تھی اور ہم کسی چکر میں ملوث نہیں ہونا چاہتے تھے لیکن میری بیگم نہ مانی۔ اس کا پولیس والوں کے بارے میں اچھا تاثر نہیں ہے۔ اس کا خیال تھا کہ اس طرح اس

شریف لڑکی کا مستقبل تباہ بھی ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اس نے کل اسے دارالحکومت میں اپنی کسی یونیورسٹی کی سہیلی کے بھائی کے پاس پہنچا دیا۔ اس کی سہیلی کے بھائی نے اسے کسی سپیشل ہسپتال میں داخل کرا دیا ہے جہاں اس کا علاج ہو رہا ہے"..... سیٹھ عزیز نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کس کے پاس۔ کون صاحب ہیں وہ"..... صدیقی نے اسی طرح سخت لہجے میں کہا۔ چونکہ وہ اپنے آپ کو ملٹری انٹیلی جنس کے آدمی کے طور پر متعارف کرا چکا تھا اس لئے مجبوراً اسے یہ لہجہ اختیار کرنا پڑ رہا تھا۔

"میں اپنی بیگم کو بلاتا ہوں۔ وہی تفصیل سے بتا سکیں گی"۔ سیٹھ عزیز نے کہا اور اٹھ کر ڈرائینگ روم سے باہر چلا گیا۔

"سیٹھ عزیز بول تو سچ رہا ہے لیکن نجانے اب وہ لڑکی کس کے ہاتھ لگ گئی ہے"..... صدیقی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"آدمی تو شریف لگتا ہے"..... نعمانی نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد سیٹھ عزیز اندر داخل ہوا تو اس کے پیچھے ایک بھاری جسم کی نوجوان خاتون اندر داخل ہوئی تو صدیقی اور اس کے ساتھی احتراماً اٹھ کھڑے ہوئے۔

"یہ میری بیگم ہیں رخسانہ عزیز۔ میں نے انہیں آپ کے بارے میں بتا دیا ہے"..... سیٹھ عزیز نے کہا اور پھر وہ دونوں میاں بیوی ایک طرف صوفوں پر بیٹھ گئے جبکہ ان کے بیٹھنے کے بعد صدیقی اور

اس کے ساتھی بھی بیٹھ گئے۔

"محترمہ آپ بتائیں کہ آپ اس لڑکی کو کس کے حوالے کر آئی ہیں"...... صدیقی نے قدرے نرم لہجے میں کہا۔

"آپ سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل سر عبدالرحمن کو تو جانتے ہوں گے"...... رخسانہ عزیز نے کہا تو صدیقی اور اس کے ساتھی بے اختیار چونک پڑے۔

"جی ہاں۔ ہم اچھی طرح جانتے ہیں"...... صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"ان کا بیٹا ہے علی عمران جو کنگ روڈ پر فلیٹ نمبر دو سو میں رہتا ہے۔ وہ میری یونیورسٹی کی سہیلی ثریا کا بھائی ہے۔ کیا آپ انہیں بھی جانتے ہیں"...... رخسانہ عزیز نے کہا تو صدیقی نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"جی ہاں"...... صدیقی نے جواب دیا۔

"میں لڑکی کو ان کے پاس لے گئی تھی۔ انہوں نے کسی سپیشل ہسپتال کے ڈاکٹر صدیقی سے بات کی اور اس لڑکی کو اس سپیشل ہسپتال میں داخل کرا دیا۔ میں خود اس کے ساتھ گئی تھی اور اسے وہاں داخل کرا کر آئی ہوں"...... رخسانہ عزیز نے کہا۔

"کیا میں فون کر سکتا ہوں"...... صدیقی نے سامنے میز پر رکھے ہوئے فون کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ کیوں نہیں"...... سیٹھ عزیز نے کہا تو صدیقی نے فون

کو گھسیٹ کر اپنی طرف کیا اور رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بزبان خود بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے عمران کی مخصوص چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"عمران صاحب۔ میں صدیقی بول رہا ہوں جوہر آباد کے سیٹھ عزیز صاحب کی کوٹھی سے۔ ہم ایک لڑکی سعیدہ کو تلاش کرتے ہوئے یہاں تک پہنچے ہیں۔ ان کی بیگم نے بتایا ہے کہ وہ لڑکی آپ کے پاس پہنچائی گئی ہے اور آپ نے اسے سپیشل ہسپتال پہنچا دیا ہے۔ کیا یہ درست ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"تم وہاں تک کیسے پہنچ گئے اور کیا سلسلہ ہے اس لڑکی کا"۔ دوسری طرف سے عمران نے چونک کر پوچھا۔

"تفصیل طلب مسئلہ ہے۔ ہم صرف کنفرم کرنا چاہتے ہیں کہ لڑکی محفوظ ہے یا نہیں"...... صدیقی نے کہا۔

"ہاں۔ وہ محفوظ ہے۔ تم واپس آجاؤ اور مجھے بتاؤ کہ کیا سلسلہ ہے"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ شکریہ"...... صدیقی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"آپ کا شکریہ۔ آپ نے لڑکی کو واقعی محفوظ ہاتھوں میں پہنچا دیا

ہے۔ آپ ہماری وجہ سے ڈسٹرب ہوئے ہم معذرت خواہ ہیں"۔ صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں۔ بہرحال ہمارا فرض تھا۔ شکر ہے وہ لڑکی محفوظ ہاتھوں میں پہنچ گئی ہے"...... سیٹھ عزیز نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر اب گہرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے اور پھر وہ سیٹھ عزیز سے مصافحہ کر کے اور اس کی بیگم کو سلام کر کے وہ کوٹھی سے باہر آ گئے۔ تھوڑی دیر بعد ان کی کار تیزی سے واپس دارالحکومت کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

"صدیقی۔ میرا خیال ہے کہ عمران صاحب کے پاس جانے سے پہلے ہم اس ماسٹر کلب کے ماسٹر کو ٹٹول لیں تاکہ اس فارمولے کے بارے میں حتمی طور پر معلوم ہو سکے"...... سائیڈ سیٹ پر بیٹھے ہوئے خاور نے کہا۔

"ہاں۔ ٹھیک ہے لیکن ہمیں ایک بار پھر ماسک میک اپ کرنا ہو گا"...... صدیقی نے کہا۔

"یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے"...... خاور نے کہا تو صدیقی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً چار گھنٹے کی ڈرائیونگ کے بعد وہ دارالحکومت کے نواح میں پہنچ گئے تو صدیقی نے ایک طرف کر کے اندھیرے میں کار روک دی اور ڈیش بورڈ سے ماسک میک اپ بیگ نکال کر ان سب نے ایک ایک کر کے ماسک میک اپ کیا اور پھر صدیقی نے کار آگے کی طرف بڑھا دی۔

"اس وقت رات کو وہاں رونق عروج پر ہو گی"...... عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے نعمانی نے کہا۔

"ہاں اور وہاں یقیناً وہ ماسٹر بھی موجود ہو گا"...... صدیقی نے جواب دیا۔

"لیکن یہ ماسٹر کلب ہے کہاں"...... اس بار چوہان نے کہا۔

"میں نے دیکھا ہوا ہے"...... صدیقی نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد وہ ماسٹر کلب کی دو منزلہ عمارت کے سامنے پہنچ گئے۔ صدیقی نے کار ایک طرف روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ اسے لاک کر کے کلب کے مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کے ساتھی اس کے پیچھے تھے۔ کلب کی تقریباً وہی پوزیشن تھی جو جیکی کلب کی تھی۔ انتہائی نچلے طبقے کے غنڈے اور بدمعاش کلب میں آ جا رہے تھے۔ صدیقی اور اس کے ساتھی کلب میں داخل ہوئے تو ہال بھرا ہوا تھا۔ وہاں مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کی بھی کافی تعداد تھی لیکن یہ سب عورتیں اپنے انداز سے ہی پیشہ ور دکھائی دے رہی تھیں۔ گھٹیا شراب اور منشیات کی تیز بو ہر طرف پھیلی ہوئی تھی۔ ہال کے کونوں میں ایک ایک مشین گن سے مسلح غنڈہ موجود تھا۔ ایک طرف کاؤنٹر تھا جس کے پیچھے ایک لمبے قد اور ورزشی جسم کا آدمی کھڑا تھا جبکہ دو آدمی ویٹرز کو سروس دینے میں مصروف تھے۔ صدیقی نے ایک نظر ہال پر ڈالی اور پھر وہ کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔

"جی"...... اس لحیم شحیم آدمی نے خاصے کھردرے سے لہجے میں

صدیقی کے قریب پہنچنے پر کہا۔

" ماسٹر سے کہو کہ جوہر آباد کے ریڈ کلب کے انتھونی نے ہمیں بھیجا ہے"...... صدیقی نے کہا۔

" اوہ اچھا"...... اس لحیم شحیم آدمی نے چونک کر کہا اور پھر سامنے پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھا کر اس نے یکے بعد دیگرے کئی بٹن پریس کئے۔

" باس ۔ کاؤنٹر سے لوگی بول رہا ہوں ۔ چار افراد آئے ہیں ۔ ان کا کہنا ہے کہ جوہر آباد کے ریڈ کلب کے انتھونی نے انہیں آپ کے پاس بھیجا ہے"...... اس آدمی نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" یس باس ۔ یہاں وہ پہلے کبھی نظر نہیں آئے "...... لوگی نے دوسری طرف سے بات سن کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اچھا باس"...... لوگی نے ایک بار پھر دوسری طرف سے بات سن کر کہا اور رسیور رکھ دیا۔

" ادھر سیڑھیوں سے اوپر چلے جاؤ ۔ باس اپنے آفس میں موجود ہے"...... لوگی نے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

" اچھا ۔ شکریہ"...... صدیقی نے کہا اور اس طرف کو مڑ گیا جدھر لوگی نے اشارہ کیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک آفس میں داخل ہو رہے تھے جہاں ایک بڑی سی میز کے پیچھے ایک ٹھگنے قد لیکن موٹے اور پھیلے ہوئے جسم کا آدمی بڑے اکڑے ہوئے انداز میں بیٹھا تھا۔ اس کے چہرے پر خباثت اور مکاری جیسے کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی نظر آ

رہی تھی۔ آفس کی دونوں سائیڈ دیواروں کے ساتھ دو دو غنڈے ہاتھوں میں مشین گنیں اٹھائے ساکت کھڑے تھے۔ آفس کی ساخت بتا رہی تھی کہ آفس ساؤنڈ پروف بنایا گیا ہے۔

" آؤ بیٹھو اور بتاؤ کہ انتھونی نے تمہیں کیوں بھیجا ہے"...... اس ٹھگنے آدمی نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسے تھا جیسے انتھونی اس کا ملازم ہو۔

" تمہارا نام ماسٹر ہے"...... صدیقی نے کہا۔

" ہاں"...... اس ٹھگنے اور موٹے آدمی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" وہ لڑکی تو انتھونی کے پاس نہیں پہنچی تھی لیکن وہ فارمولا بھی نہیں پہنچا"...... صدیقی نے جیب میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا۔

" فارمولا ۔ لڑکی ۔ کون سا فارمولا ۔ کیا مطلب"...... ماسٹر نے یکلخت حیرت سے اچھلتے ہوئے کہا۔

" وہی فارمولا جو اس لڑکی سے حاصل کیا گیا تھا جو سائنس دان کی معاون تھی"...... صدیقی نے جواب دیا۔

" لیکن انتھونی کا اس سے کیا تعلق ۔ کون ہو تم"...... ٹھگنے آدمی نے جیب سے ایک مشن پسٹل نکالتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں یکلخت تیز چمک ابھر آئی تھی۔

" اطمینان سے بیٹھ جاؤ ماسٹر۔ ہم واقعی انتھونی کے آدمی ہیں لیکن ۔ صدیقی نے انتہائی نرم لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا لیکن لیکن کا لفظ اس نے کھینچ کر ادا کیا ہی تھا کہ یکلخت کمرہ تڑتڑاہٹ کی

آواز کے ساتھ ہی انسانی چیخوں سے گونج اٹھا جس میں ماسٹر کی چیخ بھی شامل تھی۔ اس کے ہاتھ میں موجود مشین پسٹل اڑتا ہوا دور جا گرا تھا اور وہ اب چیخ کر اس طرح ہاتھ جھٹک رہا تھا جیسے کوئی چیز اس کے ہاتھ سے چمٹ گئی ہو اور وہ اس سے پیچھا چھڑانا چاہتا ہو جبکہ دونوں سائیڈوں پر موجود مشین گن بردار چیختے ہوئے نیچے گرے اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ہی ساکت ہو گئے تھے۔ صدیقی کے نرم لہجے کے بعد البتہ کا لفظ سن کر اس کے ساتھی سمجھ گئے تھے کہ کیا کرنا ہے اس لئے انہوں نے بجلی کی سی تیزی سے جیبوں سے مشین پسٹل نکال کر سائیڈوں میں کھڑے چاروں افراد کو ان کے دلوں میں گولیاں مار کر نیچے گرا دیا تھا جبکہ ماسٹر کے ہاتھ پر فائر صدیقی نے کیا تھا اور پھر اس سے پہلے کہ ماسٹر سنبھلتا صدیقی نے اس کی گردن پکڑ کر اسے ایک زوردار جھٹکا دے کر اپنی طرف گھسیٹا تھا لیکن وہ خاصے پھیلے ہوئے جسم کا آدمی تھا اس لئے وہ جھٹکا کھا کر صرف اوندھے منہ میز پر گرا ہی تھا کہ صدیقی کا دوسرا ہاتھ گھوما اور مشین پسٹل کا دستہ پوری قوت سے ماسٹر کی کھوپڑی کی عقبی سمت پر پڑا اور اس کے ساتھ ہی ماسٹر کے حلق سے یکلخت چیخ نکلی اور اس کا جسم ڈھیلا ہو کر واپس کرسی پر گرا اور پھر الٹ کر سائیڈ میں ایک جھٹکے سے جا گرا۔ یہ سارا آپریشن چند لمحوں میں مکمل ہو گیا تھا۔ صدیقی نے مشین پسٹل جیب میں ڈالا اور آگے بڑھ کر اس نے سائیڈ میں اوندھے منہ پڑے ہوئے ماسٹر کو جھک کر بازو سے پکڑا اور گھسیٹ کر میز کی سائیڈ پر لے آیا۔ نعمانی

تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے صدیقی کی مدد کی اور پھر ان دونوں نے اسے اٹھا کر ایک صوفے کی چوڑی کرسی پر ڈال دیا۔ ماسٹر اس قدر موٹا تھا کہ وہ اس بڑی سی کرسی پر بھی پھنس گیا تھا۔

"دروازہ لاک کر دو"...... صدیقی نے کہا تو خاور جو دروازے کے قریب کھڑا تھا اس نے آگے بڑھ کر دروازہ اندر سے لاک کر دیا۔

"چوہان۔ تم اس کے عقب میں کھڑے ہو جاؤ"...... صدیقی نے کہا تو چوہان کرسی کے عقب میں جا کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی صدیقی کا ہاتھ گھوما اور کمرہ چٹاخ کی زوردار آواز سے گونج اٹھا۔ پہلا تھپڑ ہی اس قدر بھرپور تھا کہ ماسٹر کے منہ سے دانت کسی پھلجھڑی کی طرح نکل کر نیچے گرے اور وہ چیختا ہوا ہوش میں آ گیا جبکہ صدیقی نے اب جیب سے تیز دھار خنجر نکال لیا تھا۔

"بولو۔ کہاں ہے وہ فارمولا"...... صدیقی نے خنجر سے اس کی گردن پر کٹ ڈالتے ہوئے غرا کر کہا۔ ماسٹر نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن اس کے عقب میں کھڑے چوہان نے اس کے دونوں کاندھوں پر ہاتھ رکھ کر اسے اٹھنے سے روک دیا۔

"بولو۔ ورنہ آنکھ نکال دوں گا۔ بولو"...... صدیقی نے خنجر کا دوسرا وار کرتے ہوئے کہا اور اس بار گردن پر خاصا لمبا کٹ لگ گیا تھا۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ مت مارو مجھے۔ میں بتاتا ہوں۔ فارمولا ہارڈی کے پاس ہے۔ ہارڈی کے پاس"...... ماسٹر نے بری طرح چیختے

ہوئے کہا۔

" کون ہارڈی ۔ جلدی بتاؤ "....... صدیقی نے اور زیادہ سخت لہجے میں کہا۔

" بندرگاہ پر ریڈ لائٹ ہوٹل کا مالک ہارڈی ۔ اس نے مجھے کام دیا تھا۔ میں نے جیکی کو دیا اور پھر فارمولا میرے پاس پہنچ گیا اور میں نے ہارڈی کو پہنچا دیا اور بس ۔ پھر مجھے معلوم نہیں کیا ہوا "....... ماسٹر نے چیختے ہوئے جواب دیا۔

" کیا فون نمبر ہے اس کا "....... صدیقی نے کہا تو ماسٹر نے فون نمبر بتا دیا۔

" نعمانی ۔ فون اٹھا کر یہاں رکھو اور نمبر ملا کر رسیور اس کے کان سے لگا دو۔ لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دینا اور سنو ماسٹر ۔ اگر تم اپنی جان بچانا چاہتے ہو تو جو کچھ تم نے کہا ہے اسے کنفرم کراؤ ورنہ جیکی کی طرح تم بھی مارے جاؤ گے اور تمہارے سارے آدمی بھی "۔ صدیقی نے کہا۔

" اوہ ۔ اوہ ۔ تو جیکی کو بھی تم نے ہلاک کیا ہے اور اس کے کلب میں قتل عام بھی تم نے کیا تھا "....... ماسٹر کا رنگ یکلخت زرد پڑ گیا تھا۔

" ہاں ۔ اس نے ہم سے جھوٹ بولنے کی حماقت کی تھی "۔ صدیقی نے کہا۔

" تم کون ہو "....... ماسٹر نے کہا۔

" اگر زندہ رہنا چاہتے ہو تو دوبارہ یہ سوال نہ دوہرانا "۔ صدیقی نے غراتے ہوئے کہا تو ماسٹر بے اختیار سہم گیا۔ اس دوران نعمانی نے رسیور اٹھا کر نمبر پریس کئے اور آخر میں لاؤڈر کا بٹن پریس کر کے اس نے رسیور ماسٹر کے کان سے لگا دیا۔

" ریڈ لائٹ ہوٹل "....... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

" ماسٹر بول رہا ہوں ۔ ماسٹر کلب سے ۔ ہارڈی سے بات کراؤ "....... ماسٹر نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

" اوہ اچھا۔ اچھا "....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ہیلو ۔ ہارڈی بول رہا ہوں "....... چند لمحوں بعد ایک ٹھہری ہوئی باوقار سی آواز سنائی دی۔

" ماسٹر بول رہا ہوں ماسٹر کلب سے "....... ماسٹر نے کہا۔

" ہاں ۔ کیا بات ہے ۔ کیوں کال کی ہے "....... ہارڈی نے کہا۔

" اس فارمولے کے بارے میں کوئی سرکاری ایجنسی کام کر رہی ہے ۔ جیکی نے یہ کام کیا تھا۔ انہوں نے جیکی کو اس کے آفس میں ہلاک کر دیا ہے اور اس کے کلب میں قتل عام کر دیا ہے ۔ مجھے اپنا خطرہ محسوس ہو رہا ہے کیونکہ جیکی کو میں نے کام دیا تھا "....... ماسٹر نے کہا۔

" اوہ اچھا ۔ لیکن انہیں فارمولے کا کیسے علم ہوا۔ وہ تو اس لڑکی سے چھینا گیا تھا۔ تم ایسا کرو کہ انڈر گراؤنڈ ہو جاؤ کچھ روز کے لئے ۔

وہ خود ہی ٹکریں مار کر خاموش ہو جائیں گے"...... ہارڈی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب ایسا ہی کرنا ہو گا۔ میں کافرستان چلا جاتا ہوں"...... ماسٹر نے کہا۔

"ہاں۔ وہاں چلے جاؤ۔ فارمولا سرکاری نہیں تھا۔ وہ سائنس دان پرائیویٹ طور پر اس پر کام کر رہا تھا اس لئے یہ روٹین کی کارروائی ہو رہی ہو گی۔ خود ہی خاموش ہو جائیں گے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اچھا۔ ٹھیک ہے"...... ماسٹر نے کہا تو نعمانی نے رسیور واپس کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کے ساتھ ہی صدیقی نے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا تھا۔ عقب میں کھڑا چوہان تیزی سے ایک طرف ہوا۔ دوسرے لمحے تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی ماسٹر کا سینہ گولیوں سے چھلنی ہو گیا اور وہ چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔

"آؤ اب ہارڈی سے پوچھیں کہ فارمولا کہاں ہے"...... صدیقی نے مشین پسٹل جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اسے فوراً کور کرنا پڑے گا ورنہ اس تک ماسٹر کی موت کی خبر پہنچی تو وہ خود انڈر گراؤنڈ ہو جائے گا"...... چوہان نے جواب دیا اور وہ سب دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب ہال سے نکل کر باہر آئے اور چند لمحوں بعد ان کی کار تیزی سے بندرگاہ کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔

"کار ایک طرف کر کے روک دو۔ ماسک تبدیل کر لیں"۔ خاور

نے کہا۔

"کیا ضرورت ہے۔ جب تک وہاں اطلاع پہنچے گی ہم پہلے ہی وہاں پہنچ چکے ہوں گے"...... صدیقی نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد وہ بندرگاہ کے علاقے میں داخل ہو گئے۔ ریڈ لائٹ ہوٹل وہاں اس علاقے کا سب سے بڑا ہوٹل نظر آ رہا تھا۔ وہاں آنے جانے والوں میں ماہی گیروں کے ساتھ ساتھ درمیانے طبقے کے لوگ نظر آ رہے تھے۔ صدیقی نے کار روکی اور پھر وہ نیچے اترے ہی تھے کہ سامنے سے ٹائیگر آتا انہیں دکھائی دیا تو وہ بے اختیار چونک پڑے۔

"ٹائیگر۔ میں صدیقی ہوں"...... صدیقی نے آگے بڑھ کر ٹائیگر کے قریب جاتے ہوئے کہا تو ٹائیگر بے اختیار چونک کر رک گیا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"اوہ۔ آپ اور اس حلیئے میں۔ خیریت۔ وہ۔ وہ آپ نے جیکی کے بارے میں پوچھا تھا۔ وہاں قتل عام آپ نے کیا تھا"...... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ صدیقی کے ساتھی بھی اب ان کے قریب پہنچ کر رک چکے تھے۔

"ہاں۔ تم یہاں اندر سے آ رہے ہو۔ کیا ہارڈی تمہارا واقف ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"ہارڈی۔ ہاں وہ میرا دوست ہے۔ کیوں۔ مسئلہ کیا ہے۔ آپ بتائیں تو سہی"...... ٹائیگر نے کہا تو صدیقی نے اسے مختصر طور پر

ساری بات بتا دی۔

" اوہ ۔ ہارڈی کا تعلق واقعی غیر ممالک سے ہے۔ اس نے یقیناً یہ فارمولا کسی کے کہنے پر حاصل کیا ہو گا اور اس کی یہ عادت بھی میں جانتا ہوں کہ ایسے کاموں کے لئے انتہائی گھٹیا افراد کو حرکت میں لاتا ہے۔ اس کا نظریہ ہے کہ ایسے لوگوں کی طرف سرکاری ایجنٹوں کا خیال ہی نہیں جاتا۔ آؤ میرے ساتھ "...... ٹائیگر نے کہا اور واپس مڑ گیا۔

" وہ تمہارا دوست ہے اس لئے اگر تم جانا چاہو تو جا سکتے ہو۔ ہم نے اس سے سب کچھ اگلوانا ہے"...... صدیقی نے کہا۔

" ایسی کوئی بات نہیں۔ میں خود اس کے حلق سے سب کچھ اگلوا لوں گا۔ میری وجہ سے آپ اس کے آفس تک پہنچ بھی جائیں گے ورنہ آپ کو جیکی کلب کی طرح یہاں بھی قتل عام کرنا پڑے گا"۔ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا تو صدیقی نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

فون کی گھنٹی بجتے ہی آفس کے انداز میں سجے ہوئے کمرے میں بیٹھے ہوئے ادھیڑ عمر آدمی نے چونک کر فون کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" یس ۔ بلیک بول رہا ہوں"...... اس ادھیڑ عمر آدمی نے سخت اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

" چیف سیکرٹری صاحب سے بات کریں"...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی تو ادھیڑ عمر آدمی بے اختیار چونک پڑا۔

" ہیلو "...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

" یس سر ۔ میں بلیک بول رہا ہوں"...... بلیک نے اس بار مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" سولر انرجی کی چپ کا فارمولا ٹی ایس تمہاری ایجنسی نے پاکیشیا

سے حاصل کیا تھا"...... دوسری طرف سے بھاری آواز میں کہا گیا۔

"یس سر"...... بلیک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ البتہ وہ چونک ضرور گیا تھا۔

"کیا وہ سائنس دان زندہ ہے"...... چیف سیکرٹری نے پوچھا۔

"نہیں جناب۔ وہ آپریشن کے دوران ہلاک ہو گیا تھا"۔ بلیک نے جواب دیا۔

"تم نے جو رپورٹ دی تھی اس میں درج تھا کہ کوئی لڑکی اس سائنس دان کے ساتھ معاونت کرتی تھی اور فارمولا بھی اس سے ہی ملا تھا۔ کیا وہ لڑکی زندہ ہے"...... چیف سیکرٹری نے کہا۔

"وہ لڑکی غائب ہو گئی تھی لیکن چونکہ فارمولا ہمیں مل گیا تھا اس لئے ہم نے اس کی پرواہ نہیں کی۔ ہو سکتا ہے کہ وہ زندہ ہو یا اب تک مر چکی ہو۔ لیکن سر مسئلہ کیا ہے"...... بلیک نے کہا۔

"اس فارمولے میں چند اہم کاغذات غائب ہیں۔ مجھے ابھی رپورٹ دی گئی ہے کہ نمبر شمار کے لحاظ سے بھی تقریباً چھ صفحات غائب ہیں اور یہ انتہائی اہم صفحات ہیں۔ ان کے بغیر یہ فارمولا مکمل نہیں ہو سکتا"...... چیف سیکرٹری نے کہا۔

"اوہ۔ اگر ایسا ہے تو ہو سکتا ہے کہ یہ چھ صفحات اس لڑکی نے کہیں چھپا دیئے ہوں۔ ٹھیک ہے۔ میں اس کی تلاش کے احکامات جاری کر دیتا ہوں۔ پھر اس سے صفحات بھی حاصل کر لئے جائیں گے"۔ بلیک نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ جلد سے جلد یہ کام کرو تاکہ اس اہم کام کو فائنل کیا جا سکے۔ یہ ایسا فارمولا ہے جو پوری دنیا میں انقلاب برپا کر دے گا اور چونکہ اس کا مین فارمولا ہمارے پاس ہو گا اس لئے پوری دنیا اسے ہم سے ہی خریدنے پر مجبور ہو گی۔ اس طرح فان لینڈ دنیا کا اہم ترین ملک بن جائے گا"...... چیف سیکرٹری نے کہا۔

"یس سر۔ میں اس کی اہمیت کو سمجھتا ہوں سر"...... بلیک نے کہا۔

"اوکے۔ ان صفحات کو حاصل کرو جس طرح بھی ممکن ہو سکے لیکن جلد از جلد"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو بلیک نے کریڈل دبایا اور پھر فون کے نیچے موجود ایک بٹن پریس کر دیا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے اس کے سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"راجر جہاں بھی ہو میری اس سے بات کراؤ"...... بلیک نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"کاش۔ یہ صفحات اس لڑکی کے پاس ہوں اور لڑکی بھی زندہ ہو"...... بلیک نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو بلیک نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... بلیک نے کہا۔

"راجر لائن پر ہے جناب"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے

میں کہا گیا۔

"کراؤ بات"...... بلیک نے کہا۔

"ہیلو۔ راجر بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک اور مردانہ آواز سنائی دی۔

"بلیک بول رہا راجر۔ تم نے پاکیشیا میں ٹی ایس آپریشن کرایا تھا"...... بلیک نے کہا۔

"یس باس۔ کیا ہوا ہے"...... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

"تمہاری رپورٹ میں درج تھا کہ فارمولا سائنس دان کی بجائے اس لڑکی سے برآمد ہوا ہے جو غائب ہو گئی تھی۔ کیا بعد میں پتہ چلا کہ اس لڑکی کا کیا ہوا"...... بلیک نے پوچھا۔

"نہیں باس۔ اس کی ضرورت ہی نہیں محسوس کی گئی۔ میں تو فارمولا لے کر فوری واپس آگیا تھا۔ کیوں۔ کیا ہوا ہے"...... راجر نے کہا۔

"اس لڑکی نے فارمولے کے انتہائی اہم چھ صفحات چھپالئے ہیں اور ان صفحات کے بغیر وہ فارمولا ہمارے کسی کام کا نہیں ہے"۔ بلیک نے جواب دیا۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ اب اس لڑکی کو تلاش کرنا پڑے گا"...... راجر نے کہا۔

"کیسے تلاش کرو گے"...... بلیک نے کہا۔

"وہاں یہ کام میں نے ایک آدمی ہارڈی کے ذریعے کرایا تھا۔ اب بھی اسی سے بات کرنا پڑے گا"...... راجر نے کہا۔

"تم میرے آفس میں آجاؤ اور میرے سامنے بات کرو کیونکہ یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے"...... بلیک نے کہا۔

"یس باس۔ میں آرہا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو بلیک نے کریڈل دبایا اور پھر فون کے نیچے موجود بٹن پریس کر کے اس نے سیکرٹری کو کہا کہ راجر جیسے ہی آئے اسے آفس میں بھجوا دیا جائے اور یہ حکم دے کر اس نے رسیور رکھ دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی۔

"یس کم ان"...... بلیک نے اونچی آواز میں کہا تو دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔

"آؤ راجر بیٹھو اور بات کرو"...... بلیک نے کہا اور فون اٹھا کر اس کا مخصوص بٹن پریس کر کے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر فون کو راجر کے سامنے رکھ دیا جو میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔

"لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دینا"...... بلیک نے کہا تو راجر نے اثبات میں سر ہلایا اور رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ کافی دیر تک وہ نمبر پریس کرتا رہا۔ پھر اس نے آخر میں لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا اور اس کے ساتھ ہی دوسری طرف بجنے والی گھنٹی کی آواز سنائی دینے لگی۔

"یس۔ ریڈ لائٹ ہوٹل"...... ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

" میں فان لینڈ سے راجر بول رہا ہوں۔ہارڈی سے بات کراؤ"۔ راجر نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ اچھا۔ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ہیلو۔ہارڈی بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ہارڈی کی آواز سنائی دی۔لہجہ ٹھہرا ہوا اور باوقار سا تھا۔

"راجر بول رہا ہوں فان لینڈ سے "...... راجر نے کہا۔

"اوہ آپ۔فرمائیں "...... دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔

" ہارڈی ۔جس لڑکی سے فارمولا حاصل کیا گیا تھا اس کا کچھ پتہ چلا"...... راجر نے کہا۔

" نہیں۔آپ نے کہا تھا کہ اس کی ضرورت نہیں ہے۔کیوں"۔ ہارڈی نے چونک کر پوچھا۔

" اس لڑکی نے فارمولے کے چھ اہم صفحات چھپالئے ہیں اس لئے یہ فارمولا ادھورا ہے۔ہم نے اس لڑکی سے وہ صفحات حاصل کرنے ہیں"...... راجر نے کہا۔

" اوہ ۔اب تو اس کا پتہ نہیں چل سکتا کیونکہ جس گروپ نے اس لڑکی کو اٹھایا تھا وہ پورا گروپ کسی سرکاری ایجنسی سے ٹکرانے کی وجہ سے ہلاک ہو چکا ہے"...... ہارڈی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اسے بہر حال تلاش تو کرنا ہے ورنہ تو سارا کام ہی ختم ہو جائے گا"...... راجر نے کہا۔

" میں تو اب یہ کام نہیں کر سکتا۔البتہ آپ کو ایک ٹپ دے

دیتا ہوں۔ان کا یہاں ٹریسنگ ایجنسی کا کام ہے۔وہ ایسا کام انتہائی آسانی سے کر لیتے ہیں۔میں انہیں فون بھی کر دوں گا۔آپ ان سے بات کر لیں"...... ہارڈی نے کہا۔

" ٹھیک ہے ۔لیکن اسے تفصیل تو نہیں بتانا ہو گی"...... راجر نے کہا۔

" وہ میں بتا دوں گا کیونکہ کمیشن تو بہرحال میں نے بھی لینا ہے"۔دوسری طرف سے ہارڈی نے جواب دیا۔

" کیا نام ہے اس ایجنسی کا اور فون نمبر کیا ہے"...... راجر نے پوچھا۔

" سمتھ اس کا نام ہے۔اس کی ایجنسی کا نام سمتھ ٹریسنگ ایجنسی ہے۔یہاں دارالحکومت میں لکی پلازہ میں ان کا باقاعدہ آفس ہے۔اس کا فون نمبر میں بتا دیتا ہوں"...... ہارڈی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون نمبر بتا دیا۔

" ٹھیک ہے ۔تم اسے فون کر دو۔پھر میں اس سے بات کروں گا"...... راجر نے کہا۔

" آپ دس منٹ بعد اسے فون کر لیں ۔میں اسے کہہ دیتا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے "...... راجر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

" کیا یہ ہارڈی بااعتماد آدمی ہے"...... بلیک نے پوچھا۔

" یس باس ۔بے حد کام کا آدمی ہے۔صاف اور سچا "...... راجر

نے کہا۔

" تمہارے اس سے تعلقات کیسے بن گئے ہیں "...... بلیک نے پوچھا۔

" یہ پہلے یہاں فان لینڈ کے دارالحکومت میں ہی رہتا تھا۔ پھر یہاں سے کافرستان اور پھر وہاں سے پاکیشیا شفٹ ہو گیا۔ وہاں اس کا کام ٹھیک چل پڑا ہے "...... راجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کیا وہ جانتا ہے کہ تمہارا تعلق سٹار ایجنسی سے ہے "...... بلیک نے کہا۔

" اوہ نہیں باس۔ میں نے تو اسے بتایا ہوا ہے کہ میں ایک پرائیویٹ ایجنسی چلاتا ہوں۔ سٹار ایجنسی کا نام میں نے کبھی نہیں لیا کیونکہ یہ لوگ سرکاری ایجنسیوں سے خوفزدہ رہتے ہیں "...... راجر نے کہا تو بلیک نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اس نے دس منٹ بعد رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" سمتھ بول رہا ہوں "...... دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

" راجر بول رہا ہوں فان لینڈ سے۔ کیا ہارڈی نے آپ کو میرے بارے میں فون کیا ہے "...... راجر نے کہا۔

" اوہ ہاں۔ اس نے بتایا ہے کہ ایک لڑکی کو ٹریس کرنا ہے۔ اس کے پاس کسی فارمولے کے چھ صفحات ہیں۔ اس نے مجھے تفصیل بھی بتائی ہے کہ لڑکی کو کہاں سے اغوا کیا گیا تھا اور پھر کہاں

لے جایا جا رہا تھا کہ وہ غائب ہو گئی۔ اس نے مجھے لڑکی کا حلیہ بھی بتا دیا ہے اس لئے آپ بے فکر رہیں۔ اگر وہ لڑکی زندہ ہے تو ہم اسے چند گھنٹوں میں تلاش کر لیں گے۔ ہمارا تو کام ہی یہی ہے "۔ سمتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ کیا معاوضہ لیں گے۔ یہ بتا دوں کہ یہاں میری ذاتی تنظیم ہے۔ آپ سے پہلی بار رابطہ ہو رہا ہے اور اگر آپ نے مناسب معاوضہ پر اور کام ہماری مرضی کا کیا تو آپ سے مزید رابطہ رہے گا "...... راجر نے کہا۔

" مجھے ہارڈی نے بتایا ہے۔ ہم اس کام کے ویسے تو دس ہزار ڈالر لیتے ہیں لیکن چونکہ آپ کے ساتھ ہمارا یہ پہلا کام ہے اس لئے آپ صرف آٹھ ہزار ڈالر دے دیں۔ آپ کا کام ہو جائے گا لیکن اپنا کوئی براہ راست نمبر دے دیں تاکہ آپ کو فوری رپورٹ دی جا سکے "۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

" فان لینڈ کے دارالحکومت سنائی میں راجر کلب مشہور ہے۔ میں اس کا مالک ہوں اور جنرل مینجر بھی۔ فون نمبر نوٹ کر لیں "۔ راجر نے کہا اور ساتھ ہی اس نے فون نمبر بتا دیا۔

" آپ معاوضہ بھجوا دیں۔ ہم ابھی کام شروع کر دیتے ہیں "۔ سمتھ نے کہا۔

" آپ اپنا اکاؤنٹ نمبر اور بینک کے بارے میں تفصیل بتا دیں "...... راجر نے کہا تو سمتھ نے تفصیل بتا دی۔

"ٹھیک ہے ۔ معاوضہ آپ کے اکاؤنٹ میں پہنچ جائے گا۔ آپ فوری کام شروع کر دیں اور اپنی کارکردگی دکھائیں"...... راجر نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں۔ کام ہو جائے گا"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو راجر نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"ٹھیک ہے ۔ اب میری تسلی ہو گئی ہے۔ معاوضہ اسے بھجوا دینا"...... بلیک نے کہا۔

"یس باس"...... راجر نے کہا اور اٹھ کر اس نے باس کو سلام کیا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

عمران اپنے فلیٹ میں موجود تھا۔ رات کا کھانا کھائے اسے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی۔ اسے صدیقی کا انتظار تھا کیونکہ صدیقی کے فون نے اسے چونکا دیا تھا۔ صدیقی اس رخسانہ عزیز کے پاس جوہر آباد پہنچا تھا لیکن اس نے چونکہ کوئی تفصیل نہیں بتائی تھی اس لئے عمران کو اس کا انتظار تھا۔ البتہ اس نے سپیشل ہسپتال فون کر کے ڈاکٹر صدیقی سے لڑکی کے بارے میں رپورٹ لے لی تھی اور ڈاکٹر صدیقی نے اسے بتایا تھا کہ لڑکی کے سر پر چوٹ لگائی گئی تھی جس کی وجہ سے اس کے ذہن میں گڑبڑ ہو گئی اور اس کا شعور اور یادداشت متاثر ہوئی۔ البتہ ڈاکٹر صدیقی نے بتایا تھا کہ دو تین روز تک لڑکی ٹھیک ہو جائے گی کیونکہ کیس زیادہ پیچیدہ نہیں ہے اس لئے عمران مطمئن ہو گیا تھا۔ گو اسے معلوم تھا کہ جوہر آباد سے دارالحکومت کا فاصلہ طے کرنے میں چار گھنٹے لگ جاتے ہیں لیکن اب تو فون آئے

ہوئے سات گھنٹے گزر چکے تھے لیکن صدیقی کا نہ فون آیا تھا اور نہ ہی
وہ خود آیا تھا اور عمران اس بات پر حیران ہو رہا تھا کہ آخر یہ لوگ
کس چکر میں ہیں۔ تھوڑی دیر بعد کال بیل کی آواز سنائی دی۔

"سلیمان دیکھنا یقیناً صدیقی ہو گا"...... عمران نے اونچی آواز میں
کہا۔

"جی صاحب"...... سلیمان کی سنجیدہ آواز سنائی دی اور پھر وہ
راہداری میں چلتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"کون ہے"...... سلیمان نے اونچی آواز میں پوچھا اور پھر عمران
کو دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی۔

"عمران صاحب ہیں"...... صدیقی کی آواز سنائی دی۔

"وہ آپ کے ہی انتظار میں بیٹھے مسلسل چائے پر چائے پیئے چلے
جا رہے ہیں"...... سلیمان کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی
صدیقی کے ہنسنے کی آواز سنائی دی اور پھر چند لمحوں بعد صدیقی سٹنگ
روم میں داخل ہوا۔

"آج تو مجھے تمہارا کسی محبوبہ کی طرح انتظار کرنا پڑا ہے"۔ عمران
نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ خود ہی تو کہتے ہیں کہ انتظار میں بڑا لطف ہوتا ہے"۔
صدیقی نے سلام دعا کے بعد کہا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔

"کھانا کھا لیا ہے یا سلیمان سے کہوں"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ میں نے کھا لیا ہے۔ شکریہ"...... صدیقی نے مسکراتے

ہوئے جواب دیا۔

"ہاں۔ اب بتاؤ اس لڑکی سعیدہ کا کیا سلسلہ ہے۔ تم نے کوئی
تفصیل نہیں بتائی اس لئے میں بے چین ہو رہا تھا"۔ عمران نے کہا تو
صدیقی نے جہانگیر حسن کے فٹ پاتھ پر بیٹھ کر رونے سے لے کر
ہارڈی تک پہنچنے کی پوری روئیداد تفصیل سے سنا دی اور عمران کے
چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ تحسین کے تاثرات بھی پھیلتے چلے
گئے۔

"ویری گڈ صدیقی۔ تم نے یہ نیکی کا کام کر کے اپنی وقعت میرے
دل میں بڑھا دی ہے۔ گڈ شو۔ کسی کے ساتھ بے لوث نیکی اللہ تعالیٰ
کی رحمت ہوتی ہے"...... عمران نے انتہائی خلوص بھرے لہجے میں
کہا تو صدیقی کے چہرے پر مسرت کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

"ہارڈی نے کیا بتایا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"ہارڈی نے بتایا ہے کہ یہ فارمولا فان لینڈ کے دارالحکومت سنائی
میں کسی پرائیویٹ تنظیم کے سربراہ راجر کو اس نے حاصل کر کے دیا
ہے۔ راجر یہاں آیا تھا اور اس نے ہارڈی کے ذمے یہ کام لگایا تھا۔
ہارڈی نے ماسٹر کلب کے ماسٹر کو کہا اور ماسٹر نے یہ کام جیکی کے
ذمے لگا دیا۔ اس لڑکی سعیدہ سے انہیں فارمولا مل گیا تھا اور فارمولا
راجر لے کر واپس فان لینڈ چلا گیا"...... صدیقی نے کہا۔

"اس سائنس دان کا کیا نام تھا اور وہ کہاں رہتا تھا"...... عمران
نے کہا۔

"اس لڑکی کے والد نے بتایا تھا کہ اس سائنس دان کا نام ڈاکٹر فیاض احمد تھا اور وہ سبزہ زار ٹاؤن کی کسی کوٹھی میں رہتا تھا۔ اس نے اس کوٹھی میں ہی لیبارٹری بنائی ہوئی تھی اور یہ لڑکی سعیدہ اس کی معاون کے طور پر کام کرتی تھی"...... صدیقی نے جواب دیا۔

"اس فارمولے کے بارے میں کچھ پتہ چلا"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ نہ ہارڈی کو اس بارے میں کچھ معلوم ہے اور نہ ہی اس لڑکی کے والد کو۔ البتہ اس لڑکی کو لازماً اس بارے میں معلوم ہو گا"...... صدیقی نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"علی عمران بول رہا ہوں"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں باس۔ صدیقی صاحب یہاں آئے تھے"۔ دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"ہاں۔ کیوں۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے ان کے ساتھ مل کر ہارڈی سے پوچھ گچھ کی تھی۔ اب ہارڈی ہلاک ہو چکا ہے لیکن مجھے اس کے مینجر جیکب نے ایک اہم اطلاع دی ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"کیسی اطلاع۔ تفصیل سے بتایا کرو"...... عمران کا لہجہ سرد ہو گیا۔

"اوہ۔ سوری باس۔ میں سمجھا تھا کہ صدیقی صاحب اپنے طور پر

اس کیس پر کام کر رہے ہیں ورنہ میں پہلے ہی آپ کو رپورٹ دے دیتا۔ روڈی نے بتایا ہے کہ ہارڈی کو کل فان لینڈ کے دارالحکومت سنائی سے راجر کا فون آیا تھا۔ وہ اس لڑکی کو ٹریس کرنا چاہتا تھا کیونکہ اس کے مطابق جو فارمولا وہ لے گیا تھا وہ ادھورا تھا اور اس میں سے چھ اہم صفحات غائب ہیں جو یقیناً اس لڑکی نے چھپائے ہوں گے لیکن ہارڈی نے اسے لکی پلازہ میں ایک سمتھ ٹریسنگ ایجنسی کی ٹپ دے دی۔ میں اس سلسلے میں صدیقی صاحب سے بات کرنا چاہتا تھا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"سمتھ ٹریسنگ ایجنسی۔ کیا مطلب۔ کیا اب یہاں پاکیشیا میں بھی ٹریسنگ ایجنسیاں قائم ہو گئی ہیں۔ حیرت ہے"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسے واقعی اس اطلاع پر حیرت ہو رہی تھی۔

"یس باس۔ کافی عرصہ سے کام کر رہی ہے یہ ٹریسنگ ایجنسی۔ یہ لوگ گمشدہ افراد اور دوسری گمشدہ چیزیں ٹریس کرتے ہیں۔ خاصی بڑی ایجنسی ہے"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کون ہے اس کا چیف"...... عمران نے پوچھا۔

"سمتھ نام ہے اس کا۔ ایکریمین ہے"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"تم اس راجر کے بارے میں تفصیل معلوم کرو"...... عمران نے کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے کریڈل

دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے ۔ صدیقی خاموش بیٹھا چائے پینے میں مصروف تھا کیونکہ اس دوران سلیمان چائے اور سنیکس رکھ کر خاموشی سے چلا گیا تھا۔

" سپیشل ہسپتال "...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

" ڈاکٹر صدیقی ڈیوٹی پر ہیں یا رہائش گاہ پر جا چکے ہیں۔ میں علی عمران بول رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

" جی وہ ایک اہم آپریشن کر کے ابھی فارغ ہوئے ہیں۔ آفس میں ہی ہیں۔ ہولڈ کریں۔ میں بات کراتی ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ہیلو ۔ ڈاکٹر صدیقی بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ڈاکٹر صدیقی کی آواز سنائی دی۔

" علی عمران بول رہا ہوں ڈاکٹر صاحب ۔ اس لڑکی سعیدہ کی اب کیا پوزیشن ہے"...... عمران نے کہا۔

" وہ ریکور ہو رہی ہے لیکن ابھی دو روز اسے پوری طرح ریکور ہونے میں لگیں گے "...... ڈاکٹر صدیقی نے جواب دیا۔

" اوکے ۔ میں نے اس لئے فون کیا ہے کہ آپ اسے سپیشل وارڈ میں شفٹ کر دیں کیونکہ ایک غیر ملکی پارٹی اسے ٹریس کر رہی ہے اور میں نہیں چاہتا کہ وہ اسے لے اڑیں"...... عمران نے کہا۔

" اوہ اچھا ۔ میں اسے ابھی شفٹ کرا دیتا ہوں ۔ آپ نے اچھا کیا

جو مجھے بتا دیا"...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا تو عمران نے شکریہ ادا کر کے رسیور رکھ دیا اور پھر اس نے صدیقی کو ٹائیگر کی کال کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

" اوہ ۔ اس کا مطلب ہے کہ فارمولا انہیں ادھورا ملا ہے لیکن یہ تو معلوم ہو کہ یہ فارمولا ہے کیا"...... صدیقی نے کہا۔

" اب یہ لڑکی تندرست ہو گی تو پتہ چلے گا اور اگر یہ فارمولا واقعی کوئی اہمیت رکھتا ہے تو پھر اسے فان لینڈ سے واپس لانا پڑے گا اور اس کے لئے چیف کو رپورٹ دینا ہو گی"...... عمران نے کہا۔

" عمران صاحب ۔ ایک درخواست ہے"...... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" کیا"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

" اگر واقعی فان لینڈ میں مشن ہوا تو آپ چیف سے کہہ کر سفارش کر دیں کہ اس بار وہ آپ کے ساتھ فورسٹارز کو بھیجیں"...... صدیقی نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

" تمہارا کیا خیال ہے کہ چیف میری بات مان جائے گا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" آپ کہیں گے تو وہ یقیناً مان جائیں گے "...... صدیقی نے کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ میں کہہ دوں گا۔ اب آگے چیف کی مرضی"۔ عمران نے کہا تو صدیقی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" اب مجھے اجازت "...... صدیقی نے اٹھتے ہوئے کہا تو عمران نے

اثبات میں سر ہلا دیا اور صدیقی سلام کر کے مڑا اور سٹنگ روم سے باہر چلا گیا تو عمران بھی سونے کے لئے اٹھ کر بیڈ روم کی طرف بڑھ گیا کیونکہ اس وقت رات کافی گزر چکی تھی اور کوئی ایسی ایمرجنسی بھی نہ تھی کہ وہ اس وقت ہی راجر کے بارے میں یا اس ہلاک ہونے والے سائنس دان کے بارے میں انکوائری شروع کر دیتا۔

دوسرے روز وہ ابھی نماز سے فارغ ہو کر باغ میں جا کر اپنی مخصوص ورزش کرنے میں مصروف تھا کہ اسے دور سے سلیمان تیز تیز قدم اٹھاتا اپنی طرف آتا دکھائی دیا تو عمران بے اختیار چونک پڑا کیونکہ سلیمان کی اس طرح اور اس انداز میں آمد کا مطلب تھا کہ کوئی ہنگامی صورت حال پیش آ گئی ہے۔

" کیا ہوا سلیمان ۔ خیریت "...... عمران نے بھی سلیمان کی طرف بڑھتے ہوئے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

" صاحب ۔ سپیشل ہسپتال سے ڈاکٹر صدیقی کا فون آیا ہے۔ انہوں نے بتایا ہے کہ جس لڑکی کو آپ نے ہسپتال میں داخل کرایا تھا اسے رات کو اغوا کر لیا گیا ہے اور سپیشل وارڈ کے دو گارڈز کو بھی ہلاک کر دیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ آپ کو فوری اطلاع دی جائے "...... سلیمان نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

" اوہ ۔ اوہ ۔ ویری بیڈ ۔ یہ کیا ہو گیا۔ ویری بیڈ "...... عمران نے کہا اور ایک لحاظ سے دوڑتا ہوا اپنے فلیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ یہ بات تو اس کے تصور میں بھی نہ تھی کہ اس لڑکی سعیدہ کو سپیشل

ہسپتال کے سپیشل وارڈ سے اس طرح راتوں رات اغوا کر لیا جائے گا۔ فلیٹ پر پہنچ کر اس نے تیزی سے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے ۔ دوسری طرف گھنٹی کی آواز سنائی دیتی رہی اور پھر کسی نے رسیور اٹھا لیا۔

" یس ۔ ٹائیگر بول رہا ہوں "...... ٹائیگر کی خمار آلود آواز سنائی دی۔

" عمران بول رہا ہوں ٹائیگر ۔ اس لڑکی سعیدہ کو سپیشل ہسپتال سے رات کو اغوا کر لیا گیا ہے اور لازماً اسے سمتھ ٹریسنگ ایجنسی والوں نے ٹریس کیا ہو گا لیکن وہ اسے خود اغوا نہیں کر سکتے۔ لازماً یہاں کے کسی مقامی گروپ نے اسے ہسپتال سے اغوا کیا ہو گا۔ تم فوری طور پر اس سمتھ سے معلوم کرو کہ اس نے کس کو اطلاع دی ہے اور کون سا گروپ اس واردات میں ملوث ہے۔ فوری حرکت میں آ جاؤ۔ ہم نے ہر صورت میں اور فوری طور پر اس لڑکی کو برآمد کرنا ہے۔ مجھے رپورٹ دو فوری "...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

" یس باس "...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے ۔ اس بار دوسری گھنٹی پر ہی رسیور اٹھا لیا گیا۔

" صدیقی بول رہا ہوں "...... دوسری طرف سے صدیقی کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں صدیقی۔ اس لڑکی سعیدہ کو رات سپیشل ہسپتال کے سپیشل وارڈ سے اغوا کر لیا گیا ہے۔ اس سے انہوں نے ان چھ صفحات کے بارے میں معلومات حاصل کی ہوں گی لیکن وہ لڑکی شاید ابھی تفصیل نہ بتا سکے اور یقیناً یہ لوگ اس پر تشدد کریں گے۔ تم اپنے ساتھیوں کو ساتھ لے کر فوراً سپیشل ہسپتال پہنچو اور وہاں سے ان کا کلیو نکال کر ان تک پہنچنے کی کوشش کرو"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ۔ ویری بیڈ۔ ویسے عمران صاحب۔ میں نے اس پوائنٹ پر پہلے ہی غور کیا ہے کیونکہ جو مسودہ اس روز اس لڑکی کے پاس ہو گا جس روز اسے اغوا کیا گیا ہے تو وہ مسودہ تو اس سے چھین لیا گیا ہو گا ورنہ اس لڑکی کو کیا ضرورت تھی کہ وہ ان چھ صفحات کو علیحدہ کر کے چھپا لیتی۔ اغوا ہونے کے بعد تو اسے اس کا موقع ہی نہ مل سکتا تھا اور اگر ایسا ہوتا تو لازماً یہ صفحات بیگم رخسانہ عزیز یا سیٹھ عزیز کے پاس ہوتے اور وہ اس کا ذکر کرتے۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ صفحات یا تو سعیدہ پہلے علیحدہ گھر لے گئی تھی جو وہیں رہ گئے اور اس روز وہ باقی مسودہ لے جا رہی تھی یا پھر یہ چھ صفحات اس سائنس دان کی لیبارٹری میں ہی رہ گئے لیکن اگر ایسا ہے تو لازماً وہاں سے حملہ آوروں کو یہ مل جاتے لیکن ایک خیال یہ بھی ہے کہ وہاں سائنس دان کی کوٹھی پر حملہ کرنے والے انتہائی گھٹیا اور نچلے طبقے کے غنڈے اور بدمعاش تھے انہیں کسی صورت ایسے کاغذات کی

کوئی پہچان نہیں ہو سکتی۔ مجھے اس سعیدہ کے گھر کا علم ہے۔ میں پہلے وہاں جاتا ہوں۔ اگر تو یہ صفحات وہاں ہیں تو میں انہیں اپنے قبضہ میں کر لیتا ہوں بعد میں باقی کارروائی ہوتی رہے گی اور اگر وہاں سے نہ ملے تو پھر سائنس دان کی کوٹھی کو چیک کرتا ہوں۔ اس کا بھی مجھے علم ہے۔ البتہ باقی ساتھیوں کو میں ہسپتال بھجوا دیتا ہوں"۔ صدیقی نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"گڈ آئیڈیا۔ ایسا ہی کرو اور مجھے اطلاع دو۔ میں فلیٹ پر ہی ہوں"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا اور پھر وہ اٹھ کر باتھ روم کی طرف بڑھنے ہی لگا تھا کہ اچانک اسے خیال آگیا۔ اس نے رسیور اٹھا کر ڈاکٹر صدیقی کو فون کیا اور ان سے حالات معلوم کر کے انہیں تسلی دی کیونکہ ڈاکٹر صدیقی خاصے پریشان محسوس ہو رہے تھے اور پھر رسیور رکھ کر وہ غسل کے لئے باتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔

راجر اپنے کلب کے آفس میں موجود تھا کہ سامنے موجود اس کے خصوصی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے چونک کر فون کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس ۔ راجر بول رہا ہوں"...... راجر نے کہا۔

"سمتھ ٹریسنگ ایجنسی ۔ پاکیشیا سے سمتھ بول رہا ہوں ۔ آپ نے جس لڑکی کو ٹریس کرنے کے لئے کہا تھا اسے ٹریس کر لیا گیا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو راجر بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ ۔ اتنی جلدی ۔ کیسے اور کہاں ہے وہ لڑکی"...... راجر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے ہارڈی نے جو تفصیل بتائی تھی اس کے مطابق ہماری ایجنسی کے ماہر آدمیوں نے اس لڑکی کی تلاش شروع کر دی اور پھر ہم جوہر آباد کے اس ہوٹل تک پہنچ گئے جہاں سے وہ لڑکی غائب

ہوئی تھی۔ وہاں سے معلوم ہوا کہ لڑکی اس ہوٹل کے سامنے رہنے والے ایک صنعت کار سیٹھ عزیز کے پاس رہی ہے۔ وہاں ان کے ملازمین کو رقم دے کر مزید معلومات حاصل ہو گئیں کہ سیٹھ عزیز کی بیگم نے اسے دارالحکومت کے کسی ہسپتال میں داخل کرا دیا ہے۔ ہم نے اس ہسپتال کا محل وقوع اس سے معلوم کر لیا۔ پھر ہمارے آدمیوں نے اس ہسپتال سے معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ یہ لڑکی جس کا نام سعیدہ بتایا گیا ہے وہاں کے سپیشل وارڈ میں داخل ہے۔ اس کا بیڈ نمبر اٹھارہ ہے اور اس کا علاج ہسپتال کے انچارج ڈاکٹر صدیقی کے تحت ہو رہا ہے۔ اس وقت وہ لڑکی وہیں موجود ہے۔ ہمارے آدمیوں نے باقاعدہ وارڈ میں جا کر اسے چیک کیا۔ یہ لڑکی تھی جس کا حلیہ ہارڈی نے بتایا تھا لیکن یہ رپورٹ بھی ملی کہ ہسپتال کے اس وارڈ میں باقاعدہ مسلح پہرہ بھی لگا ہوا ہے"۔ نے تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ اسے وہاں سے اغوا نہیں کرا سکتے"...... راجر نے کہا۔

"اوہ نہیں مسٹر راجر۔ ہمارا کام صرف ٹریسنگ ہے اور بس"۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو راجر نے اس کے کام کی تعریف کرتے ہوئے اس سے آئندہ بھی کام کا وعدہ کیا اور کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"گرینڈ لائٹ ہوٹل"...... ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"کافن لینڈ سے راجر بول رہا ہوں۔ ہارڈی سے بات کراؤ"۔ راجر

نے کہا۔

" باس ہارڈی ہلاک ہو چکا ہے ۔آپ نئے مینجر جیکب سے بات کر لیں ۔ میں ملواتا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو راجر بے اختیار اچھل پڑا۔اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات تھے۔

" ہیلو ۔جیکب بول رہا ہوں"...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد دوسری آواز سنائی دی۔ لہجہ مؤدبانہ تھا۔

" مسٹر جیکب ۔ میں فان لینڈ سے راجر بول رہا ہوں راجر کلب کا مالک ۔ہارڈی کے ساتھ کیا ہوا ہے"...... راجر نے کہا۔

" میں آپ کو جانتا ہوں ۔یہاں کا ایک مقامی آدمی ٹائیگر جو باس کا دوست تھا، کوئی پارٹی لے کر آیا تھا۔اس نے باس سے فون پر بات کی اور باس نے اس پارٹی کو آفس میں بلوا لیا جبکہ ٹائیگر واپس چلا گیا۔ بعد میں وہ پارٹی چلی گئی تو پتہ چلا کہ باس کو اس کے آفس میں ہلاک کر دیا گیا ہے۔ ٹائیگر سے ہم نے پوچھا تو اس نے بتایا کہ یہ پارٹی اسے کلب کے پارکنگ میں ملی تھی۔اس نے صرف ان سے باس سے ملوانے کی رقم لی تھی اور چلا گیا تھا۔ بہرحال ہم انہیں تلاش کر رہے ہیں"...... جیکب نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" میں نے ہارڈی کے ذمے ایک اہم کام لگانا تھا۔ پاکیشیا میں ہارڈی کے علاوہ اور کوئی میرا واقف نہیں ہے"...... راجر نے کہا۔

" آپ مجھے بتائیں ۔ میں باس ہارڈی سے بھی زیادہ آپ کے کام آ سکتا ہوں"...... جیکب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تو پھر سنو ۔لیکن کام انتہائی احتیاط سے کرنا ۔ایک لڑکی کو اغوا کیا گیا تھا۔ اس لڑکی کا نام سعیدہ ہے اور اس سے ایک فارمولا حاصل کیا گیا تھا لیکن اس فارمولے کے چھ صفحات غائب ہیں جو یقیناً اس لڑکی کے پاس ہوں گے۔ ہم نے وہ چھ صفحات حاصل کرنے ہیں۔ میں نے ہارڈی کو کہا تو اس نے اس لڑکی کو ٹریس کرنے کے لئے مجھے سمتھ ٹریننگ ایجنسی کی ٹپ دے دی۔ میں نے اس ایجنسی کو کام دے دیا اور اس نے ابھی رپورٹ دی ہے کہ وہ لڑکی دارالحکومت کے کسی سپیشل ہسپتال کے سپیشل وارڈ میں داخل ہے اور اس کا بیڈ نمبر اٹھارہ ہے اور یہ بھی رپورٹ ملی ہے کہ اس وارڈ میں مسلح افراد کا پہرہ ہے۔اس ہسپتال کا جو محل وقوع مجھے بتایا گیا ہے وہ میں تمہیں تفصیل سے بتا دیتا ہوں"...... راجر نے کہا اور پھر اس نے ہسپتال کا محل وقوع تفصیل سے بتا دیا۔

" ٹھیک ہے ۔میں سمجھ گیا ہوں"...... جیکب نے کہا۔

" اس لڑکی کو وہاں سے اغوا کرو اور پھر اس سے معلوم کرو کہ وہ صفحات کہاں ہیں۔ ویسے میرا خیال ہے کہ یہ صفحات شاید اس کے گھر پر ہوں کیونکہ یہ لڑکی سائنس دان سے صفحات ٹائپ کرنے کے لئے گھر لے جاتی رہتی تھی۔ بہرحال جہاں بھی ہوں اس لڑکی سے صفحات حاصل کرنے ہیں۔اس کا معاوضہ بھی تمہاری مرضی کا دیا جائے گا لیکن کام ہماری مرضی کا اور فوری ہونا چاہئے"...... راجر نے

" آپ بے فکر رہیں ۔ کام ہو جائے گا اور معاوضہ بھی بعد میں آپ
سے لیں گے "...... جیکب نے کہا۔
" کیا تم خود یہ کام کرو گے "...... راجر نے پوچھا۔
" نہیں ۔ یہاں ایک خاص گروپ ہے ۔ وہ یہ کام انتہائی آسانی
سے کر لے گا"...... جیکب نے کہا۔
" یہ بتا دوں کہ یہ صفحات ہمارے لئے انتہائی اہم ہیں ورنہ ہماری
اب تک کی ساری محنت ختم ہو جائے گی اور ہمیں کروڑوں ڈالرز ک
نقصان ہو جائے گا"...... راجر نے کہا۔
" آپ بے فکر رہیں ۔ آپ کا کام ہو جائے گا ۔ میں اس کی گارن
دیتا ہوں"...... جیکب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
" میرا خاص نمبر نوٹ کر لو ۔ اگر تم نے یہ صفحات حاصل کر ل
تو تمہیں معاوضے کے علاوہ خصوصی انعام بھی دیا جائے گا"...... را
نے کہا اور ساتھ ہی اس نے فون نمبر بتا دیا۔
" اوکے ۔ میں جلد ہی آپ کو رپورٹ دوں گا"...... جیکب نے ک
تو راجر نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ جیکب کے لہجے میں
اطمینان اور اعتماد تھا اس سے راجر سمجھ گیا تھا کہ وہ یہ کام آسانی س
کر لے گا اس لئے راجر بھی مطمئن ہو گیا تھا۔

عمران ناشتہ کر کے اب اخبارات دیکھنے میں مصروف تھا کہ فون
کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔
" علی عمران بول رہا ہوں "...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
" صدیقی بول رہا ہوں عمران صاحب "...... دوسری طرف سے
صدیقی کی آواز سنائی دی ۔
" کیا رپورٹ ہے "...... عمران نے چونک کر پوچھا۔
" عمران صاحب ۔ لڑکی کا تو پتہ نہیں چلا البتہ لڑکی کے گھر پر صبح
سویرے چار افراد نے ریڈ کیا تھا۔ انہوں نے لڑکی کے والد اور والدہ پر
انتہائی غیر انسانی تشدد کیا اور ان سے پوچھا کہ لڑکی سائنس دان سے
جو کاغذات لے کر آئی تھی وہ کہاں رکھتی تھی۔ اس لڑکی کی علیحدہ
الماری تھی جسے تالا لگا ہوا تھا۔ انہوں نے اس تالے کو توڑا اور
الماری کے اندر موجود دو فائلیں اٹھا کر لے گئے جن میں کاغذات تھے۔

ان چاروں حملہ آوروں نے چونکہ نقاب پہنے ہوئے تھے اس لئے ان کے حلیئے بھی معلوم نہیں ہو سکے۔ ویسے ان کی گفتگو سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ تھرڈ کلاس غنڈے تھے۔ وہ کاغذات یقیناً ان فائلوں میں ہوں گے۔ میں نے اس لڑکی کے والد اور والدہ جو تشدد سے زخمی ہو کر گھر میں بے ہوش پڑے ہوئے تھے، اٹھا کر سٹی ہسپتال پہنچا دیا ہے اور میں وہیں سے آپ کو کال کر رہا ہوں اور اب مجھے ان نقاب پوشوں کے بارے میں انکوائری کرنا ہو گی"...... صدیقی نے کہا۔

"لیکن پہلے غنڈوں نے تو لڑکی کو بس سٹاپ سے اغوا کیا تھا۔ اب وہ اس کے گھر کیسے پہنچ گئے۔ اس کا مطلب ہے کہ انہوں نے لڑکی پر تشدد کر کے اس سے گھر کا ایڈریس معلوم کیا ہو گا اور شاید اب اس لڑکی کی لاش ہی دستیاب ہو۔ بہرحال اب تم اس گروپ کا جلد از جلد سراغ لگاؤ۔ اب یہ کیس کافی سیریئس ہوتا جا رہا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ مجھے اب چیف کو رپورٹ دینی پڑے"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں کام شروع کرتا ہوں"...... دوسری طرف سے صدیقی نے کہا تو عمران نے رسیور رکھا ہی تھا کہ ایک بار پھر گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"علی عمران بول رہا ہوں"...... عمران نے پہلے کی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"باس۔ میں ٹائیگر بول رہا ہوں۔ میں نے معلوم کر لیا ہے۔

لڑکی کو ہسپتال سے اغوا کرنے والا گروپ اعظم گروپ کہلاتا ہے۔ یہ گروپ انتہائی تھرڈ کلاس غنڈوں اور بدمعاشوں کا گروپ ہے۔ ان کا مین اڈا لکی سٹار کلب ہے جو گرین وڈ روڈ پر ہے"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"پھر"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"باس۔ میں نے سوچا کہ آپ کو اطلاع دے دوں۔ اب میں لکی سٹار کلب جا رہا ہوں۔ لڑکی کو یقیناً وہیں رکھا گیا ہو گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"تم اکیلے وہاں سے لڑکی کو نکال لو گے"...... عمران نے پوچھا۔

"یس باس۔ ٹائیگر کا راستہ یہ لوگ نہیں روک سکتے"۔ ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سنو۔ چار نقاب پوش اس لڑکی کے گھر پہنچے تھے اور وہاں انہوں نے اس لڑکی کے والد اور والدہ کو شدید زخمی کر کے ان سے معلوم کیا کہ لڑکی کاغذات کہاں رکھتی تھی۔ پھر اس کی الماری سے دو فائلیں نکال کر یہ لے گئے ہیں۔ یقیناً یہ وہی گروپ ہو گا۔ ان سے یہ فائلیں بھی برآمد کرنی ہیں۔ اگر تم کہو تو میں جوانا کو تمہارے پاس بھجوا دوں"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس۔ آپ جوانا کو بھجوا دیں۔ اسے کہہ دیں کہ وہ گرین وڈ روڈ کے پہلے چوک پر پہنچ جائے۔ میں وہیں موجود ہوں"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے"...... عمران نے کہا اور کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"رانا ہاؤس"...... دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں جوزف۔ جوانا سے بات کراؤ"...... عمران نے کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے جوزف کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"یس ماسٹر۔ جوانا بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد جوانا کی آواز سنائی دی۔

"جوانا۔ کار لے کر گرین وڈ روڈ کے پہلے چوک پر پہنچ جاؤ۔ وہاں ٹائیگر تمہیں ملے گا۔ تم نے ٹائیگر کے ساتھ مل کر لکی سٹار کلب سے ایک اغوا شدہ لڑکی کو برآمد کرنا ہے۔ اگر یہ لڑکی زخمی ہو تو اسے سپیشل ہسپتال میں ڈاکٹر صدیقی کے پاس پہنچا دینا اور اگر زخمی نہ ہو یا مر چکی ہو تو پھر اس کی لاش تم نے رانا ہاؤس لے آنی ہے اور ٹائیگر کو میں نے ہدایات دے دی ہیں۔ یہ لوگ اس لڑکی کے گھر پر حملہ کر کے وہاں سے دو فائلیں لے گئے ہیں۔ وہ فائلیں بھی حاصل کرنی ہیں۔ یہ لوگ انتہائی تھرڈ کلاس غنڈے اور بدمعاش ہیں اس لئے ان پر رحم کھانے کی ضرورت نہیں ہے"...... عمران نے کہا۔

"یس ماسٹر"...... دوسری طرف سے جوانا کی مسرت بھری آواز سنائی دی جیسے عمران نے آخری فقرہ کہہ کر اس کی کوئی دیرینہ

خواہش پوری کر دی ہو تو عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھا، اس نے الماری سے ٹرانسمیٹر نکال کر میز پر رکھا اور پھر اس پر صدیقی کی فریکونسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔ اسے معلوم تھا کہ صدیقی کے پاس واچ ٹرانسمیٹر ہر وقت موجود رہتا ہے اس لئے کال اٹنڈ کر لی جائے گی۔ پھر کال کر کے اس نے صدیقی کو بتا دیا کہ ٹائیگر نے اس گروپ کا سراغ لگا لیا ہے اور پھر اس کی تفصیل بتانے کے ساتھ ساتھ اس نے اسے یہ بھی بتا دیا کہ ٹائیگر اور جوانا دونوں وہاں آپریشن کرنے گئے ہوئے ہیں۔

"پھر اب ہمارے لئے کیا حکم ہے۔ اوور"...... صدیقی نے کہا۔

"اس لڑکی کے والد اور والدہ کے علاج کے بارے میں تم نے بھی ہسپتال میں کیا کیا ہے۔ اوور"...... عمران نے کہا

"وہاں وارڈ ڈاکٹر میرا واقف تھا۔ میں نے اسے کہہ دیا ہے۔ وہ ان کا خاص خیال رکھے گا۔ اوور"...... صدیقی نے کہا۔

"اوکے۔ پھر تم واپس اپنے ہیڈ کوارٹر چلے جاؤ اور کیا ہو سکتا ہے۔ اینڈ آل"...... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے ایک بار پھر اخبار اٹھا لیا۔ پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"عمران بول رہا ہوں"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں باس۔ اس لڑکی کو اس کلب کے ایک تہہ خانے سے برآمد کر لیا گیا ہے۔ وہ معمولی زخمی ہے۔ اسے اس گروپ

کے چیف اعظم نے اپنی عیاشی کے لئے قید کر رکھا تھا اور اسی وجہ سے اسے ہلاک نہیں کیا گیا تھا۔ جوانا اسے لے کر سپیشل ہسپتال گیا ہے۔ وہ دونوں فائلیں نہیں مل سکیں کیونکہ اس گروپ کے چیف نے دونوں فائلیں بندرگاہ پر واقع ریڈ لائٹ ہوٹل کے مینجر جیکب کو پہنچا دی تھیں۔ میں وہاں گیا اور جیکب سے معلوم ہوا کہ اس نے یہ دونوں فائلیں سپیشل کوریئر سروس کے ذریعے فان لینڈ بھجوا دی ہیں۔ جیکب سے معلوم ہوا ہے کہ اسے یہ کام فان لینڈ کے دارالحکومت سناکی کے راجر کلب کے راجر نے دیا تھا۔ پہلے جو فارمولا حاصل کیا گیا تھا وہ اسی ریڈ لائٹ ہوٹل کے مالک ہارڈی کے ذریعے اس راجر نے ہی حاصل کیا تھا۔ اس ہارڈی کو صدیقی اور اس کے گروپ نے ہلاک کر دیا تھا۔ میں نے سپیشل کوریئر سروس کے آفس سے معلومات حاصل کی ہیں۔ وہاں سے پتہ چلا ہے کہ وہ پیکٹ جو جیکب نے بک کرایا تھا وہ پاکیشیا سے فان لینڈ جانے والی صبح کی فلائٹ سے جا چکا ہے۔ میں نے ایئرپورٹ سے بھی کنفرم کر لیا ہے اور میں اس وقت ایئرپورٹ سے ہی بول رہا ہوں"...... ٹائیگر نے تفصیلی رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"کیا لڑکی ہوش میں ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"یس باس۔ وہ لڑکی ہوش میں ہے"...... ٹائیگر نے جواب دیا

"ٹھیک ہے۔ اب تم واپس جا سکتے ہو"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اب اسے جوانا کی کال کا انتظار تھا اور پھر تھوڑی دیر

بعد جوانا کی کال آ گئی۔ اس نے بتایا کہ لکی سٹار کلب میں ٹائیگر اور اس نے بھرپور آپریشن کیا۔ وہاں موجود بیس سے زیادہ افراد ہلاک کر دیئے گئے۔ لڑکی کو تہہ خانے سے برآمد کر لیا گیا اور اب وہ اسے سپیشل ہسپتال کے ڈاکٹر صدیقی کے حوالے کر کے واپس رانا ہاؤس پہنچ گیا ہے جبکہ ٹائیگر بندرگاہ کے علاقے میں کسی ریڈ لائٹ ہوٹل گیا ہے اور عمران نے اوکے کہہ کر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"سپیشل ہسپتال"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں۔ ڈاکٹر صدیقی سے بات کراؤ"۔ عمران نے کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ڈاکٹر صدیقی بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ڈاکٹر صدیقی کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں ڈاکٹر صاحب۔ کیا وہ لڑکی سعیدہ واپس پہنچ گئی ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ جوانا اسے تھوڑی دیر پہلے پہنچا گیا ہے۔ کہاں سے ملی ہے"...... ڈاکٹر صدیقی نے پوچھا۔

"ایک گروپ اسے اغوا کر کے لے گیا تھا۔ بہرحال مجھے رپورٹ ملی ہے کہ لڑکی ہوش میں ہے۔ کیا واقعی۔ جبکہ آپ نے تو کہا تھا کہ

وہ کچھ دنوں بعد ریکور ہو جائے گی"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔وہ پوری طرح ہوش میں ہے۔اس پر تشدد کیا گیا ہے اور اس تشدد نے اس کا علاج کر دیا ہے۔اس کا شعور اور یادداشت دونوں بحال ہو گئے ہیں۔اب وہ زخمی ہے اس لئے اس کے زخموں کی بینڈیج کی جا رہی ہے"...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ اس سے پوچھ گچھ کی جا سکتی ہے"۔عمران نے کہا۔

"ہاں"...... ڈاکٹر صدیقی نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔میں آ رہا ہوں"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھا اور ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے سپیشل ہسپتال کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی اور پھر سپیشل ہسپتال پہنچ کر وہ ڈاکٹر صدیقی سے ملا تو ڈاکٹر صدیقی اسے اس لڑکی کے کمرے میں چھوڑ کر واپس آ گیا۔لڑکی بیڈ پر آنکھیں بند کئے لیٹی ہوئی تھی۔اس کے سر اور چہرے پر بینڈیج کی گئی تھی۔عمران نے کرسی گھسیٹی اور بیڈ کے قریب کر کے اس پر بیٹھ گیا۔کرسی گھسٹنے کی آواز سن کر لڑکی نے آنکھیں کھول دیں اور عمران نے دیکھا کہ اب اس کی آنکھوں میں واقعی شعور کی چمک موجود تھی لیکن عمران کو دیکھ کر اس کی آنکھوں میں اجنبیت نمایاں تھی۔

"تمہارا نام سعیدہ ہے"...... عمران نے اس سے مخاطب ہو کر کہا تو لڑکی بے اختیار چونک پڑی۔

"ہاں۔مگر آپ کون ہیں اور کیسے مجھے جانتے ہیں"...... سعیدہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میرا نام علی عمران ایم ایس سی۔ڈی ایس سی (آکسن) ہے"...... عمران نے کہا تو لڑکی کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"ایم ایس سی۔ڈی ایس سی (آکسن) اوہ۔آپ نے سائنس میں ڈاکٹریٹ کر رکھا ہے۔حیرت ہے"...... لڑکی نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔اس کا مطلب تھا کہ لڑکی کی یادداشت واقعی بحال ہو چکی ہے اور عمران نے اسی لئے ڈگریاں دوہرائی تھیں۔

"تمہیں یہاں اس ہسپتال میں داخل بھی میں نے کرایا ہے"۔عمران نے کہا۔

"اوہ۔مگر آپ کون ہیں۔آپ مجھ سے کیسے واقف ہیں"۔لڑکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران نے مختصر طور پر اسے ساری بات بتا دی تا کہ لڑکی کا ذہن مطمئن ہو سکے۔

"اوہ۔تو میرے ساتھ ایسے واقعات گزر چکے ہیں حالانکہ مجھے صرف اتنا یاد ہے کہ میں بس سٹاپ پر کھڑی تھی کہ ایک کار وہاں آ کر رکی۔اس میں سے چار غنڈے نکلے اور انہوں نے مجھے زبردستی اٹھا کر کار میں ڈالا اور میں چیخنے لگی تو میرے سر پر چوٹ لگائی گئی اور پھر مجھے ہوش نہ رہا۔پھر مجھے ہوش آیا تو میں ایک تہہ خانے میں تھی اور وہاں دو لحیم شحیم غنڈے مجھے مار رہے تھے۔وہ مجھ سے فارمولے کے

کاغذات مانگ رہے تھے۔ میں نے انہیں بتایا کہ وہ کاغذات میرے
گھر پر ہیں۔ انہوں نے مجھ سے گھر کا پتہ زبردستی معلوم کیا اور پھر مجھے
باندھ کر وہ چلے گئے۔ پھر ایک آدمی ایک دیوقامت حبشی کے ساتھ
آیا اور انہوں نے مجھے رسیوں سے آزاد کیا اور مجھے لے کر اس عمارت
سے باہر آ گئے۔ وہاں ہر طرف لاشیں پڑی تھیں اور خون پھیلا ہوا
تھا۔ پھر وہ حبشی مجھے کار میں بٹھا کر یہاں چھوڑ گیا۔ میں ڈر کے مارے
خاموش رہی اور پھر میرا یہاں علاج کیا گیا۔ میں نے ڈاکٹر صاحب
سے پوچھنے کی کوشش کی لیکن انہوں نے کچھ نہیں بتایا۔ اب آپ
نے مجھے سب کچھ بتایا ہے۔ میں آپ کی مشکور ہوں۔ آپ مجھے میرے
گھر پہنچا دیں"...... سعیدہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ابھی تمہارا علاج ہو گا۔ وہ آدمی اور حبشی میرے آدمی تھے جنہوں
نے تمہیں ان غنڈوں کے قبضے سے نکالا ہے۔ ویسے تم پر ہونے
والے تشدد نے تمہارا فوری علاج کر دیا ہے۔ بہرحال تم گھبراؤ
نہیں۔ اب تم یہاں محفوظ رہو گی اور تمہارے والدین کو بھی یہاں
بھجوا دیا جائے گا لیکن تم مجھے بتاؤ کہ تم کس سائنس دان کے ساتھ
کام کرتی ہو اور وہ سائنس دان کس فارمولے پر کام کر رہا تھا جس کی
وجہ سے یہ ساری واردات ہوئی ہے"...... عمران نے کہا۔

"آپ کون ہیں۔ آپ کا تعلق کس سے ہے"...... سعیدہ نے
پوچھا۔

"میرا تعلق ایک سرکاری ایجنسی سے ہے۔ اس سائنس دان کو

ہلاک کر دیا گیا ہے اور وہ فارمولا جو تم ٹائپ کرنے گھر لے جا رہی
تھی اس کے لئے تمہیں اغوا کیا گیا تھا۔ اب ہم نے وہ فارمولا واپس
حاصل کرنا ہے"...... عمران نے کہا۔

"میں نے ایم ایس سی کیا ہوا ہے۔ میں ڈاکٹر فیاض احمد کی
معاون تھی اور ڈاکٹر فیاض احمد سولر انرجی پر اتھارٹی تھے۔ وہ تقریباً
بارہ سال تک کناڈا کی ایک لیبارٹری میں سولر انرجی پر کام کرتے
رہے تھے۔ پھر وہاں سے ریٹائر ہو کر پاکیشیا آ گئے اور پھر انہوں نے
یہاں اپنی کوٹھی میں ہی لیبارٹری بنا لی۔ وہ سولر انرجی کی چپ تیار
کرنے پر ساری عمر کام کرتے رہے ہیں اور آخرکار وہ کامیاب ہو گئے
تھے۔ یہ ایسی انقلابی ایجاد تھی کہ جس سے پوری دنیا میں انقلاب آ
جاتا۔ اس کا فارمولا انہوں نے مجھے ٹائپ کرنے کے لئے دیا تھا"۔
سعیدہ نے جواب دیا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر
انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"کیا واقعی۔ ڈاکٹر فیاض احمد نے سولر انرجی کی چپ ایجاد کر لی
تھی۔ کیا واقعی"...... عمران نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا
کیونکہ اسے سعیدہ کی بات پر واقعی یقین نہ آ رہا تھا کہ ڈاکٹر فیاض
احمد ایسا کر سکتا ہے۔ اسے معلوم تھا کہ سورج کی بے پناہ توانائی
جسے سائنسی زبان میں سولر انرجی کہا جاتا ہے کا استعمال اس لئے
نہیں ہو پا رہا تھا کہ سولر انرجی کو اکٹھا کر کے اس سے بجلی پیدا
کرنے کے لئے بڑی بڑی مخصوص چادریں درکار ہوتی ہیں اور پھر بھی

سولر انرجی اس قدر اکٹھی نہیں ہو پاتی تھی کہ اسے بجلی کی طرح استعمال میں لایا جاسکے اور پوری دنیا میں سولر انرجی پر مسلسل تحقیقات ہو رہی تھیں تاکہ کسی طرح سولر انرجی کی چھوٹی چپ بنائی جاسکے جس میں سولر انرجی کو محفوظ بھی کیا جاسکے اور اسے مسلسل استعمال میں بھی لایا جاسکے۔ اگر ایسی چپ ایجاد ہو جائے تو پھر دنیا میں زبردست انقلاب آ جائے گا۔ پٹرول، تیل اور توانائی کے باقی تمام ذرائع مکمل طور پر فیل ہو کر رہ جائیں گے اور سولر انرجی جو قدرت کی طرف سے بے بہا نعمت ہے اور مسلسل دنیا کو دستیاب ہو رہی ہے پوری دنیا کا نظام قیامت تک آسانی سے چلا سکتی ہے۔ سائنس دانوں کی تحقیقات تھیں کہ سورج پلک جھپکنے کے عرصے میں جس قدر توانائی خارج کرتا ہے اگر اس کا کروڑواں حصہ بھی استعمال میں لایا جاسکے تو پوری دنیا کو سینکڑوں سالوں تک توانائی کا لامحدود ذخیرہ مہیا کیا جاسکتا ہے اس لئے جب سعیدہ نے اسے بتایا کہ ڈاکٹر فیاض احمد نے سولر انرجی کی چپ کا فارمولا ایجاد کر لیا ہے تو اسے حقیقتاً اس بات پر یقین نہ آیا تھا۔

"کتنی توانائی اس چپ میں محفوظ کی جاسکتی ہے"...... عمران نے کہا۔

"سو میگا پاور"...... سعیدہ نے جواب دیا تو عمران بے اختیار کرسی سے اچھل پڑا کیونکہ سو میگا پاور کا مطلب تھا کہ ایک چپ سے پاکیشیا کے پورے دارالحکومت اس میں موجود تمام کارخانوں،

گھروں، دکانوں، اور شاہراہوں وغیرہ کو دس سال تک اس ایک چپ سے توانائی مہیا کی جاسکتی ہے۔

"کیا واقعی۔ کیا تم درست کہہ رہی ہو۔ کیا ڈاکٹر فیاض احمد نے اس کا تجربہ کیا تھا"...... عمران نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ لیبارٹری میں مختلف تجربات کرتے رہتے تھے لیکن ان کا خیال تھا کہ وہ بڑا تجربہ فان لینڈ میں کریں گے جہاں وہ پہلے کام کرتے رہے ہیں۔ انہوں نے فان لینڈ میں کسی ڈاکٹر ہومز سے اس بارے میں فون پر تفصیل سے ڈسکس بھی کی تھی اور انہیں اپنے فارمولے کے بارے میں بتایا تھا۔ ڈاکٹر ہومز نے انہیں دعوت دی تھی کہ وہ فارمولے سمیت فوراً فان لینڈ آ جائیں لیکن ڈاکٹر فیاض احمد نے کہا تھا کہ وہ پہلے اس فارمولے کو پاکیشیا حکومت سے ڈسکس کریں گے اور اگر پاکیشیا حکومت نے اس پر توجہ نہ دی تو پھر وہ اسے لے کر فان لینڈ آئیں گے۔ ڈاکٹر فیاض احمد کا خیال تھا کہ اس ایجاد سے پوری دنیا پر پاکیشیا حکومت کر سکتا ہے اور وہ اپنے ملک کو پوری دنیا کا لیڈر دیکھنے کی ہمیشہ خواہش کا اظہار کرتے رہتے تھے"...... سعیدہ نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ وہ اب سمجھ گیا تھا کہ فان لینڈ تک اس فارمولے کی بات کیسے پہنچی اور کیوں اس طرح فارمولا حاصل کیا گیا تھا۔

"جب تمہیں اغوا کیا گیا اس سے کتنے دن پہلے ڈاکٹر فیاض احمد

نے ڈاکٹر ہومز سے بات کی تھی"...... عمران نے کہا۔

"تین دن پہلے ڈاکٹر ہومز نے انہیں کہا تھا کہ اگر ڈاکٹر فیاض احمد فوری طور پر خود نہیں آسکتے تو وہ خود ان کے پاس آجاتے ہیں۔ وہ اس فارمولے کو دیکھنے کے لئے انتہائی بے چین ہو رہے تھے اور ڈاکٹر فیاض احمد نے انہیں خوش آمدید کہا اور اپنا ایڈریس بھی فون پر انہیں لکھوا دیا تھا"...... سعیدہ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اتنا اہم فارمولا ڈاکٹر فیاض احمد نے تمہیں کیسے لکھ کر دے دیا کہ تم اسے گھر لے جا کر ٹائپ کرو"...... عمران نے کہا۔

"انہیں ٹائپ کی آواز سے الرجی تھی اور ویسے بھی وہ مجھے اپنی حقیقی بیٹی کی طرح چاہتے تھے اور میں تو ہمیشہ ان کے کاغذات گھر لے جا کر ٹائپ کر کے لایا کرتی تھی"...... سعیدہ نے جواب دیا۔

"کیا اس فارمولے کے کچھ صفحات تم پہلے لے گئی تھی گھر پر ٹائپ کرنے کے لئے"...... عمران نے کہا تو سعیدہ بے اختیار چونک پڑی۔

"ہاں۔ مگر آپ کو کیسے معلوم ہوا۔ چند اہم کاغذات ڈاکٹر صاحب نے پہلے ٹائپ کرائے تھے لیکن پھر ان میں انہوں نے چند ترامیم کر دیں تو مجھے کہا کہ میں دوبارہ ٹائپ کروں۔ میں نے انہیں کہا کہ جب یہ فارمولا ٹائپ ہو گا تو میں انہیں بھی دوبارہ ٹائپ کر لوں گی اور اکٹھے ہی لے آؤں گی تو انہوں نے اس کی اجازت دے دی"...... سعیدہ نے جواب دیا۔

"کیا وہ صفحات تمہارے گھر کی الماری میں موجود ان دو فائلوں میں تھے جس کو تم نے تالا لگا کر رکھا تھا"...... عمران نے کہا تو سعیدہ بے اختیار اچھل پڑی۔ اس کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"ہاں۔ سرخ رنگ کی فائل میں لیکن آپ کو کیسے معلوم ہو گیا۔ آپ میرے گھر گئے تھے"...... سعیدہ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ان کاغذات کے بارے میں تم نے غنڈوں کو بتایا تھا جنہوں نے تم پر تشدد کر کے تمہیں زخمی کیا تھا"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ وہ مجھے بے عزت کرنے پر تل گئے تھے اس لئے مجبوراً مجھے اپنی عزت بچانے کے لئے بتانا پڑا"...... سعیدہ نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ تم بے فکر رہو۔ تم جلد ہی ٹھیک ہو کر اپنے گھر چلی جاؤ گی۔ فی الحال آرام کرو۔ یہاں تمہارا ہر لحاظ سے خیال رکھا جائے گا"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ میرے ماں باپ کیسے ہیں۔ آپ تو ان سے ملے ہوں گے۔ میری گمشدگی سے نجانے ان کا کیا حال ہوا ہو گا"۔ سعیدہ نے انتہائی افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ ٹھیک ہیں۔ انہیں اطلاع دے دی گئی تھی کہ تم مل چکی ہو۔ وہ آج شام تمہیں یہاں ملنے آئیں گے۔ بے فکر رہو"...... عمران نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا تو سعیدہ نے اس کا شکریہ ادا کیا اور

عمران تیزی سے مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے ذہن میں دھماکے ہو رہے تھے۔ یہ فارمولا واقعی اس قدر انقلاب انگیز اور قیمتی تھا کہ عمران کا بس نہ چل رہا تھا کہ وہ اڑ کر فان لینڈ جائے اور وہاں سے یہ فارمولا واپس لے آئے۔ ویسے اسے ڈاکٹر فیاض احمد پر غصہ آ رہا تھا جس نے نہ ہی حکومت کو اس سے مطلع کیا اور نہ ہی اس کی حفاظت کا کوئی انتظام کیا اور اپنی جان بھی دے دی اور اپنے ملازموں کی بھی۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہسپتال سے نکلا اور چند لمحوں بعد اس کی کار تیزی سے دانش منزل کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو اپنی عادت کے مطابق احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

" بیٹھو "...... سلام دعا کے بعد عمران نے کہا اور خود بھی اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

" آپ بے حد سنجیدہ ہیں۔ خیریت "...... بلیک زیرو نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

" ابھی بتاتا ہوں "...... عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" صدیقی بول رہا ہوں "...... رابطہ قائم ہوتے ہی صدیقی کی آواز سنائی دی تو سامنے بیٹھا ہوا بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا کیونکہ فون کا لاؤڈر مستقل طور پر پریسڈ رہتا تھا اس لئے دوسری طرف سے

آنے والی آواز دونوں واضح طور پر سن سکتے تھے۔

" ایکسٹو "...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

" یس سر۔ حکم سر "...... صدیقی نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" عمران نے ہسپتال میں اس لڑکی سے ملاقات کر کے مجھے اس بارے میں مکمل رپورٹ دی ہے۔ پاکیشیا کا انتہائی قیمتی فارمولا فان لینڈ والوں نے اڑا لیا ہے اس لئے اس فارمولے کی واپسی کے لئے میں فوری طور پر عمران کی سربراہی میں ٹیم بھیج رہا ہوں۔ عمران نے درخواست کی ہے کہ چونکہ اس کیس کو تم نے لوگوں سے نیکی کرتے ہوئے اوپن کیا ہے اس لئے اس بار فور سٹارز کی ٹیم کو شامل کیا جائے۔ میں نے عمران کی درخواست منظور کر لی ہے اس لئے تم اپنے ساتھیوں کو تیار رہنے کا حکم دے دو۔ اس کے ساتھ ساتھ سٹی ہسپتال میں سعیدہ کے والدین کے بارے میں معلوم کرو اگر وہ اس قابل ہوں کہ اپنی بیٹی سے مل سکیں تو انہیں سپیشل ہسپتال لے جا کر اس سے ملوا دو "...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

" بے حد شکریہ چیف۔ ہم آپ کے ممنون ہیں۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی۔ ویسے میں ابھی ہسپتال سے ہی واپس آ رہا ہوں۔ وہ دونوں بالکل ٹھیک ہو چکے ہیں۔ معمولی زخم تھے۔ میں انہیں ملوا لاتا ہوں ان کی بیٹی سے "...... صدیقی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران نے بغیر کچھ کہے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ بلیک زیرو خاموش بیٹھا ہوا تھا لیکن

اس کے چہرے پر الجھن کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ اسے کسی بات کا علم تک نہ تھا۔ پھر عمران نے انکوائری سے فان لینڈ کا رابطہ نمبر معلوم کیا اور ایک بار پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"رچرڈ کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"پاکیشیا سے بول رہا ہوں۔ رچرڈ سے بات کراؤ"...... عمران نے اسی طرح مخصوص لہجے میں کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ رچرڈ بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"سپیشل فون پر کال کرو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد پاس پڑے ہوئے دوسرے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ چیف بول رہا ہوں"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"رچرڈ بول رہا ہوں جناب۔ حکم فرمائیں"...... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا کیونکہ رچرڈ فان لینڈ میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا فارن ایجنٹ تھا۔

"دارالحکومت سناکی میں کوئی راجر کلب ہے جس کا مالک اور جنرل مینجر راجر ہے"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ بہت بدنام کلب ہے اور راجر کی شہرت بھی اچھی نہیں ہے"...... رچرڈ نے جواب دیا۔

"اس راجر نے پاکیشیا کے چند گروپس کو استعمال کر کے پاکیشیا سے ایک انتہائی اہم فارمولا حاصل کیا ہے جبکہ تم کہہ رہے ہو کہ یہ بدمعاش ٹائپ آدمی ہے"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"یقیناً راجر نے ایسا کیا ہو گا باس۔ راجر ایکریمیا کی کسی سرکاری ایجنسی سے بھی طویل عرصہ تک منسلک رہا ہے۔ پھر ایجنسی چھوڑ کر اس نے یہاں کلب بنا لیا۔ اس کا یہ کلب سناکی کے بلیک ایریا میں ہے اور آپ کو معلوم ہو گا کہ سناکی کا بلیک ایریا پوری دنیا میں مشہور ہے اور راجر ایک لحاظ سے اس ایریئے کا کنگ ہے۔ ویسے اس کی وحشت پورے سناکی پر چھائی ہوئی ہے کیونکہ کہا یہی جاتا ہے کہ سناکی میں اور سناکی سے باہر ہونے والے ہر بڑے جرم کے پیچھے راجر کا ہاتھ ہوتا ہے اور وہ ایسے کام بھی بک کرتا رہتا ہے۔ انتہائی حد تک دولت پرست ہے۔ یہودیوں سے بھی بڑھ کر۔ اس نے یقیناً اس کی باقاعدہ بکنگ کی ہو گی اور کام کر دیا ہو گا"...... رچرڈ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے وہ اب بھی کسی سرکاری ایجنسی سے متعلق ہو"۔ عمران نے کہا۔

"نہیں جناب۔ ایسا تو ممکن ہی نہیں ہے۔ ویسے فان لینڈ کے اعلیٰ حکام سے لے کر سرکاری ایجنسیوں کے چیفس تک راجر سے

دبتے ہیں کیونکہ وہ فان لینڈ کا سب سے بڑا اور کامیاب بلیک میلر بھی ہے۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ کسی سرکاری ایجنسی نے اسے یہ کام دیا ہو اور اس نے کر دیا ہو"...... رچرڈ نے کہا۔

"کیا اس بارے میں تم معلومات حاصل کر سکتے ہو"...... عمران نے کہا۔

"نہیں جناب ۔یہاں راجر کے بارے میں کوئی زبان نہیں کھولتا بلکہ پوچھنے والا دوسرے دن کا سورج بھی نہیں دیکھ سکتا البتہ مجھے اتفاق سے ایک بات کا علم ہے کہ یہاں ایک سرکاری ایجنسی ہے جس کا نام سٹار ایجنسی ہے۔ اس کا چیف بلیک نامی آدمی ہے۔ اس ایجنسی کا آفس اوپن ہے۔ یہاں سناکی میں اس فیلڈ میں کام کرنے والے سب جانتے ہیں۔ اس کا آفس کالاج روڈ پر واقع ایک بہت بڑی عمارت میں ہے۔ اس عمارت پر باقاعدہ سٹار ایجنسی کا بورڈ موجود ہے۔ ایک بار میں کالاج روڈ پر گزر رہا تھا تو میں نے عمارت میں ایک کار کو مڑتے ہوئے دیکھا۔ اس کار کو خود راجر چلا رہا تھا اور وہ کار میں اکیلا تھا حالانکہ عام طور پر وہ چار مسلح افراد کے بغیر بلیک ایریا سے باہر نہیں نکلتا۔ اس سے میں یہی سمجھا تھا کہ وہ خود کسی وجہ سے بلیک سے ملنے جا رہا ہے۔ بس مجھے تو صرف اتنا ہی معلوم ہے"۔ رچرڈ نے جواب دیا۔

"اچھا ۔کیا تمہیں اس بلیک کے آفس کا فون نمبر معلوم ہے"۔ عمران نے کہا۔

"جی ہاں ۔میں بتا دیتا ہوں"...... رچرڈ نے کہا اور نمبر بتا دیا۔

"یہ سٹار ایجنسی فان لینڈ کے کس افسر کے تحت ہے"۔ عمران نے پوچھا۔

"جناب ۔یہاں کی تمام سرکاری ایجنسیاں چیف سیکرٹری کے انڈر ہیں اور ان کا نام سر آرتھر ہے۔ وہ پہلے فان لینڈ کے ایکریمیا میں سفیر تھے لیکن پھر ان کے گروپ کے صدر منتخب ہو گئے اور انہوں نے انہیں ایکریمیا سے بلا کر چیف سیکرٹری بنا دیا"...... رچرڈ نے جواب دیا۔

"اوکے ۔ٹھیک ہے ۔تم اپنی زبان بند رکھو گے"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور رسیور رکھ کر بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"آپ مجھے تو بتائیں یہ سب کیا ہو رہا ہے ۔مجھے تو کسی بات کا علم تک نہیں ہے"...... بلیک زیرو نے احتجاج سے پر لہجے میں کہا۔

"چیف ایسا عہدہ ہے کہ اسے کچا پھل پیش ہی نہیں کیا جا سکتا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کچا پھل ۔کیا مطلب"...... بلیک زیرو نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کچا پھل کھانے سے منہ کڑوا اور منہ کا ذائقہ خراب ہو جاتا ہے اور یقیناً پیٹ میں بھی مروڑ اٹھنے لگتے ہیں۔ اس لئے چیف تک وہ کچا پھل اس وقت پہنچایا جاتا ہے جب وہ پوری طرح پک چکا ہو۔ اس کا

ذائقہ شیریں ہو اور وہ پیٹ میں مروڑ پیدا نہ کرے تاکہ چیف سے اس کے بدلے میں ایک بھاری مالیت کا چیک وصول کیا جا سکے"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو اس بار بے اختیار ہنس پڑا۔ وہ عمران کی بات سمجھ گیا تھا۔ عمران کا مطلب تھا کہ کسی کیس کے سلسلے میں اس وقت چیف کو بتایا جا سکتا ہے جب تمام معلومات ملنے کے بعد کیس کنفرم ہو جائے۔

"میرے پیٹ میں مروڑ نہیں اٹھا کرتے اس لئے آپ کچا پھل ہی پیش کر دیا کریں"...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"پھر اس کچے پھل کو پکنے کون دے گا اس لئے مجبوری ہے"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"چلیں اب تو پھل پک چکا ہے۔ اب تو بتا دیں"...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اسے شروع سے لے کر اب تک ہونے والی ساری کارروائی بتا دی۔

"اوہ۔ اسی لئے صدیقی نے آپ سے کہا تھا کہ انہیں اس مشن میں شامل کیا جائے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ ایسا ہی ہے۔ ان کا حق بنتا ہے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"جولیا بول رہی ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی جولیا کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے جولیا کا لہجہ یکلخت مؤدبانہ ہو گیا۔

"ایک مشن کے سلسلے میں عمران کی سرکردگی میں ٹیم فان لینڈ بھیجی جا رہی ہے۔ اس بار چند خصوصی حالات کی بنا پر ٹیم میں صدیقی، نعمانی، چوہان اور خاور شامل ہوں گے۔ میں نے صدیقی کو براہ راست احکامات دے دیئے ہیں۔ تم باقی ٹیم سمیت یہاں رہو گی"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے جولیا نے کہا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"کمال ہے۔ جولیا نے کوئی احتجاج ہی نہیں کیا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"وہ جتنا چیف سے ڈرتی ہے اتنا شاید نالی میں رینگنے والے کیڑے سے بھی بحیثیت خاتون ہونے کے نہ ڈرتی ہو گی اور پھر میں نے اسے چند خصوصی حالات کا حوالہ دے دیا ہے اس لئے وہ خاموش ہو گئی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو آپ نے مجھے نالی میں رینگنے والے کیڑے سے بھی زیادہ خطرناک بنا دیا ہے"...... بلیک زیرو نے منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"ارے۔ فون میں نے کیا ہے یا تم نے"...... عمران نے کہا تو

بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"اب آپ وہاں پہنچ کر راجر کو گھیریں گے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ مرکزی کردار تو راجر کا ہی ہے لیکن ظاہر ہے راجر نے یہ فارمولا کسی کے لئے حاصل کیا ہو گا اور فارمولا وہاں پہنچ بھی چکا ہو گا۔ اصل مسئلہ تو اس فارمولے کا حصول ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"اس بار آپ نے ٹیم میں کسی خاتون کو شامل نہیں کیا۔ جولیا کی بجائے صالحہ کو ساتھ لے جاتے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"بغیر صفدر کے اسے ساتھ لے جانا زیادتی ہے"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

سٹار ایجنسی کا چیف بلیک اپنے آفس میں بیٹھا ہوا تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو بلیک نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... بلیک نے کہا۔

"چیف سیکرٹری صاحب لائن پر ہیں جناب"...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ نسوانی آواز سنائی دی۔

"کراؤ بات"...... بلیک نے کہا۔

"ہیلو"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"یس سر۔ میں بلیک بول رہا ہوں"...... بلیک نے کہا۔

"بلیک۔ تمہاری ایجنسی نے اس بار واقعی کام کیا ہے۔ وہ گمشدہ چھ صفحات بھی دستیاب ہو گئے ہیں اس لئے اب فارمولا مکمل ہو چکا ہے۔ میں نے اس لئے فون کیا ہے کہ تمہارے اس کارنامے پر تمہیں انعام دیا جائے گا اور تمہاری ایجنسی کو بھی اپ گریڈ کر دیا جائے

گا"......چیف سیکرٹری نے کہا۔

"بے حد شکریہ جناب۔ آپ واقعی قدر شناس ہیں"...... بلیک نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ایک بات اور یہ معلوم کرنا ہے کہ پاکیشیا سے یہ فارمولا حاصل کرنے میں کوئی ایسا کلیو تو نہیں چھوڑا گیا جس سے وہاں کی سیکرٹ سروس تم تک پہنچ جائے"......چیف سیکرٹری نے کہا۔

"اوہ نہیں جناب۔ اول تو پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس فارمولے کا علم ہی نہیں ہو سکتا کیونکہ جس سائنس دان سے فارمولا حاصل کیا گیا ہے اس کا کوئی تعلق حکومت سے نہیں تھا اور پھر یہ ساری کارروائی ایک ایسے آدمی نے کرائی ہے کہ اس تک کوئی بھی نہیں پہنچ سکتا اس لئے آپ بے فکر رہیں"...... بلیک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے"...... دوسری طرف سے اطمینان بھرے لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو بلیک نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد ایک بار پھر فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... بلیک نے کہا۔

"کال چیکنگ سنٹر کا انچارج جیری آپ سے بات کرنا چاہتا ہے جناب"...... دوسری طرف سے اس کی پرسنل سیکرٹری نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ کراؤ بات"...... بلیک نے چونک کر کہا۔

"ہیلو سر۔ میں کال چیکنگ سنٹر سے جیری بول رہا ہوں"۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کیا بات ہے۔ کوئی خاص کال چیک ہوئی ہے"...... بلیک نے کہا۔

"فارن کال چیکنگ شعبہ نے اطلاع دی ہے کہ پاکیشیا سے ایک کال یہاں سناکی میں کی گئی ہے اور اس میں آپ کا اور ایجنسی کا نام لیا گیا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو بلیک بے اختیار اچھل پڑا۔

"پاکیشیا سے کال اور میرا اور ایجنسی کا نام لیا گیا ہے۔ کیا کال ٹیپ کی گئی ہے"...... بلیک نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیا یہ معلوم کیا گیا ہے کہ یہاں سناکی میں کسے کال کی جا رہی تھی"...... بلیک نے کہا۔

"یس سر۔ رچرڈ کلب کا رچرڈ بات کر رہا تھا"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"پاکیشیا سے کون بات کر رہا تھا"...... بلیک نے پوچھا۔

"کوئی چیف بات کر رہا تھا۔ کال کے دوران رچرڈ کا لہجہ بے حد مؤدبانہ رہا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ۔ ٹھیک ہے۔ تم یہ ٹیپ مجھے بھجوا دو"...... بلیک نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ کر ساتھ پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھا لیا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" یس ۔ ریان بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

" بلیک بول رہا ہوں ریان۔ سٹار ایجنسی سے "...... بلیک نے قدرے بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

" اوہ تم ۔آج کیسے یاد کر لیا مجھے "...... دوسری طرف سے بھی بے تکلفانہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا گیا۔

" رچرڈ کلب کے رچرڈ کو جانتے ہو"...... بلیک نے کہا۔

"ہاں ۔کیوں کیا ہوا"...... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

" اس کا پاکیشیا سے کیا رابطہ ہے "...... بلیک نے کہا۔

" پاکیشیا سے ۔ اوہ ۔ تو تمہیں معلوم نہیں ہے کہ رچرڈ فان لینڈ میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایجنٹ ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو بلیک بے اختیار اچھل پڑا۔

" اوہ ۔ تو یہ بات ہے ۔ پھر تو اسے یہاں زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں ہے"...... بلیک نے کہا۔

" کیا کہہ رہے ہو ۔ کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے"...... ریان نے کہا۔

" نہیں ۔جب معلوم ہو گیا ہے کہ وہ غیر ملکی ایجنٹ ہے تو پھر اس کا یہاں رہنا غلط ہے"...... بلیک نے کہا۔

"یہاں تو بے شمار غیر ملکی ایجنٹ موجود ہیں۔ تم کس کس کو ختم کرو گے ۔ تمام سپر پاورز کے ایجنٹ ہیں اور ہر ملک کے

دارالحکومت میں ایسے لوگ موجود رہتے ہیں۔ویسے بھی اسے ہلاک کر دو گے تو کوئی دوسرا اس کی جگہ لے لے گا"...... ریان نے کہا۔

" ہاں ۔ تمہاری بات ٹھیک ہے۔بہرحال اب میں اس کی طرف سے محتاط رہوں گا"...... بلیک نے کہا۔

" کیا تم نے پاکیشیا کے خلاف کوئی مشن تو ہاتھ میں نہیں لے لیا"...... ریان نے کہا۔

" ارے نہیں ۔ میرا پاکیشیا سے کیا تعلق ۔ویسے بھی فان لینڈ اور پاکیشیا دوست ملک ہیں"...... بلیک نے کہا۔

" ایسا کرنا بھی نہیں۔ وہاں کی سیکرٹ سروس بے حد تیز اور فعال ہے ۔خاص طور پر اس کے لئے کام کرنے والا عمران تو قیامت ہے قیامت۔ایکریمیا بھی اس سے ڈرتا ہے"...... ریان نے کہا۔

" میں نے کہا تو ہے کہ میرا پاکیشیا سے کبھی کوئی لنک نہیں رہا۔ مجھے تو بس اطلاع ملی تھی اس لئے سوچا کہ تم سے کنفرم کر لوں"...... بلیک نے کہا۔

" اوکے "...... دوسری طرف سے ریان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو بلیک نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔چند لمحوں بعد دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی تو بلیک نے میز کے کنارے پر موجود ایک بٹن پریس کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی دروازہ خود بخود کھل گیا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔

" باس ۔کال چیکنگ سنٹر سے ٹیپ بھجوا دیا گیا ہے"...... آنے

والے نے سلام کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ الماری سے ٹیپ ریکارڈر نکالو اور اسے فٹ کرو اور پھر واپس جاؤ"...... بلیک نے کہا تو نوجوان نے اثبات میں سرہلایا اور پھر ایک الماری کھول کر اس نے اس میں سے ایک جدید ساخت کا ٹیپ ریکارڈر نکال کر میز پر رکھا اور ہاتھ میں پکڑے ہوئے ٹیپ کو اس میں لگایا اور پھر ٹیپ ریکارڈر اٹھا کر بلیک کے سامنے رکھ کر وہ مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔ اس کے باہر جاتے ہی دروازہ خود بخود بند ہو گیا تو بلیک نے ہاتھ بڑھا کر ٹیپ ریکارڈر کو آن کر دیا۔ دوسرے لمحے کمرے میں دو آدمیوں کے درمیان ہونے والی بات چیت سنائی دینے لگی۔ بلیک خاموش بیٹھا سنتا رہا۔ جب ٹیپ ختم ہوا تو اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹیپ ریکارڈر آف کیا اور پھر ڈائریکٹ فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"راجر بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے راجر کی آواز سنائی دی۔

"بلیک بول رہا ہوں"...... بلیک نے کہا۔

"اوہ آپ۔ فرمائیے کیسے یہاں کال کی ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"میں تمہیں ایک ٹیپ سنوانا چاہتا ہوں۔ میں اسے آن کر کے رسیور ساتھ رکھ دیتا ہوں۔ تم سن لو۔ پھر بات ہو گی"...... بلیک نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں سن رہا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو بلیک نے ٹیپ ریکارڈر کا بٹن آن کر دیا۔ جدید ساخت کے اس ٹیپ ریکارڈر میں ٹیپ آٹومیٹک ریورس ہو چکا تھا اس لئے ٹیپ ریکارڈر آن ہوتے ہی گفتگو آغاز سے ہی سنائی دینے لگی۔ بلیک خاموش بیٹھا رہا۔ جب ٹیپ ختم ہو گئی تو بلیک نے ٹیپ ریکارڈر آف کر کے رسیور اٹھایا اور اسے کان سے لگا لیا۔

"تم نے ٹیپ سن لیا"...... بلیک نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن یہ کون بات کر رہے تھے"...... راجر نے کہا۔

"یہاں سے رچرڈ کلب کا رچرڈ بات کر رہا تھا اور ریان نے بتایا ہے کہ وہ یہاں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایجنٹ ہے اور پاکیشیا سے کوئی چیف بات کر رہا تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ چیف یقیناً پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف ہو گا۔ اس کا مطلب ہے کہ انہیں اس فارمولے کے بارے میں نہ صرف معلوم ہو چکا ہے بلکہ انہیں یہ بھی معلوم ہے کہ فارمولا تم نے حاصل کیا ہے"...... بلیک نے کہا۔

"آپ کیوں پریشان ہو رہے ہیں۔ رچرڈ نے انہیں میرے بارے میں جو کچھ بتایا ہے اس کے بعد ظاہر ہے وہ یہاں آئیں گے اور آپ جانتے ہیں کہ بلیک ایریا میں میری کیا حیثیت ہے اس لئے آپ بے فکر رہیں۔ وہ زندہ واپس نہیں جائیں گے اور آپ پر کوئی حرف بھی نہیں آئے گا۔ اگر وہ آپ سے رابطہ کریں تو آپ بے شک انہیں بتا دیں کہ آپ کا کوئی تعلق کسی فارمولے سے نہیں ہے اور نہ ہی آپ

نے اس سلسلے میں کوئی کام کیا ہے"...... راجر نے انتہائی اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں تمہیں ہوشیار کرنا چاہتا تھا"...... بلیک نے کہا۔

"آپ نے اچھا کیا کہ مجھے بتا دیا۔ ویسے میں رچرڈ سے باقی تفصیلات خود ہی معلوم کر لوں گا اور غنڈے اور بدمعاشوں کی کارروائیوں سے تو ویسے بھی حکومت کا کوئی تعلق نہیں ہوتا"۔ راجر نے کہا تو بلیک بے اختیار ہنس پڑا۔

"اوکے۔ اب میں مطمئن ہوں"...... بلیک نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر اب واقعی اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ اسے معلوم تھا کہ راجر کے ہاتھ بہت لمبے ہیں اس لئے اب وہ بلیک ایریا تو کیا پورے سناکی میں قدم قدم پر ان کے خلاف موت کے جال پھیلا دے گا۔

عمران اپنے ساتھیوں صدیقی، خاور، چوہان اور نعمانی سمیت سناکی کے قریبی شہر زروک کے ایک ہوٹل میں موجود تھا۔ وہ پاکیشیا سے فان لینڈ کے ایک اور بڑے شہر پہنچے تھے اور پھر وہاں سے وہ فان لینڈ ایئر سروس سے زروک پہنچ گئے تھے۔ ایئرپورٹ سے وہ سیدھے یہاں آئے تھے وہ سب ایکریمین میک اپ میں تھے اور ان کے پاس باقاعدہ کاغذات موجود تھے جن کی تصدیق بھی کی جاتی تو وہ درست ثابت ہوتے اس لئے وہ سب مطمئن انداز میں کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے۔

"عمران صاحب۔ مشن تو سناکی میں تھا لیکن آپ یہاں زروک آ گئے ہیں"...... صدیقی نے کہا۔

"تم چیف ہو۔ تم بتاؤ کہ میں نے یہ سب کچھ کیوں کیا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ پہلے اس راجر کے بارے میں یہاں سے پوری تفصیلات معلوم کریں گے اور پھر اس انداز سے وہاں پہنچیں گے جس انداز میں اسے کور کیا جاسکے "...... صدیقی نے کہا۔

" ایسا تو سناکی پہنچ کر بھی کیا جا سکتا تھا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" زروک کی لڑکیاں بے حد خوبصورت ہوتی ہوں گی"۔ اچانک خاور نے کہا تو کمرہ بے اختیار قہقہوں سے گونج اٹھا۔ ظاہر ہے خاور کی بات انتہائی خوبصورت تھی۔

" اللہ تمہارا بھلا کرے۔ اسی لئے تو چیف نے اس بار جولیا کو ساتھ نہیں بھیجا کہ چلو شاید یہاں سکوپ بن جائے "...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یہاں بھی سکوپ نہیں بن سکتا عمران صاحب "...... نعمانی نے کہا۔

" ارے کیوں بدشگونی کی باتیں کر رہے ہو۔ وہ کیا کہتے ہیں کہ آدمی کی جتنی شکل اچھی ہو اتنی اچھی باتیں بھی اسے کرنی چاہئیں "۔ عمران نے کہا تو ایک بار پھر سب ہنس پڑے۔

" عمران صاحب ۔ آپ یہاں لڑکیوں کی خوبصورتی پر کوئی تحقیقاتی مقالہ لکھیں ۔ ہم اس دوران سناکی جا کر اس راجر سے معلومات حاصل کرتے ہیں کہ فارمولا کہاں ہے"...... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اس کے لئے سناکی جانے کی کیا ضرورت ہے "...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" وہ کیسے "...... صدیقی نے چونک کر کہا۔

" ظاہر ہے راجر نے بکنگ کی ہو گی اس لئے جس پارٹی نے بکنگ کرائی ہو گی اس کے پاس فارمولا پہنچ گیا ہو گا "...... عمران نے جواب دیا۔

" اس پارٹی کے بارے میں تو معلومات حاصل کرنی ہیں "۔ صدیقی نے کہا۔

" اس کے لئے اتنی بھاگ دوڑ کی کیا ضرورت ہے ۔ یہاں بیٹھے بیٹھے معلوم ہو جائے گا"...... عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" یس ۔ مائیکل بول رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

" فرانک بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

" ہاں ۔ کیا معلوم ہوا ہے"...... عمران نے کہا۔

" راجر کے گروپ پاکیشیا سے آنے والے تمام مسافروں کو چیک کر رہے ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" کہاں "...... عمران نے پوچھا۔

" ایئرپورٹ سے لے کر پورے سناکی میں ۔ ایئرپورٹ پر اور شہر

بڑے ہوٹلوں میں اور چوکوں پر ایم فائیو کیمرے نصب کر دیئے گئے ہیں تاکہ اگر کوئی میک اپ میں ہو تو اسے بھی چیک کیا جا سکے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" راجر خود کہاں ہے"...... عمران نے پوچھا۔

" وہ اپنے کلب میں ہے۔ وہ ویسے بھی کلب سے باہر نہیں آتا"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" بلیک ایریا میں اس کا کوئی مقابل گروپ بھی ہے یا نہیں"...... عمران نے کہا۔

" اوہ نہیں جناب۔ بلیک ایریا کا تو وہ اکلوتا مالک ہے۔ ویسے بھی پورے سناکی میں اس کے مقابل کام کرنے والا کوئی گروپ نہیں ہے کیونکہ بلیک ایریا کے بلیکس ایک لمحے میں سب کچھ تباہ کر دیتے ہیں اور پولیس ہو یا اعلیٰ حکام سبھی کان لپیٹ لیتے ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" جس لیبارٹری کا ڈاکٹر ہومز انچارج ہے اس کے بارے میں کیا معلوم ہوا ہے"...... عمران نے کہا تو اس کے سب ساتھی بے اختیار چونک پڑے۔

" صرف اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ کوئی خفیہ لیبارٹری ہے جس کے بارے میں صرف چیف سیکرٹری کو ذاتی طور پر علم ہے۔ اس کا ریکارڈ آفس میں نہیں رکھا گیا"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"چیف سیکرٹری کو کہاں گھیرا جا سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

" وہ رات کو روزانہ آٹھ بجے سے بارہ بجے تک ٹاپ رینک کلب لیگرٹن روڈ میں ہوتے ہیں۔ اس کلب کی ممبر شپ محدود ہے لیکن خصوصی پاسز کے ذریعے مہمان جا سکتے ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" کیا ایسے پاسز کا انتظام ہو سکتا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

" کتنے افراد کے لئے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" دو افراد کے لئے"...... عمران نے جواب دیا۔

" ہاں۔ ہو سکتا ہے۔ آپ ریڈ سٹار کلب کے کاؤنٹر پر مائیکل گورڈن کا نام لیں گے تو آپ کو دو کارڈ مل جائیں گے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" اوکے۔ تھینک یو"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

" یہ آپ نے ڈاکٹر ہومز کا نام لیا ہے۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ فارمولا ڈاکٹر ہومز کے پاس پہنچا ہے"...... صدیقی نے کہا۔

" ہاں۔ اس لڑکی سعیدہ سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ سائنس دان ڈاکٹر فیاض احمد نے وقوعہ سے چند روز قبل ڈاکٹر ہومز سے فون پر فارمولے کے بارے میں تفصیل سے بات کی تھی اور وہ خود بھی طویل عرصہ تک اس لیبارٹری میں کام کرتے رہے ہیں۔ ڈاکٹر ہومز نے انہیں کہا کہ وہ فوراً فارمولے سمیت فان لینڈ پہنچ جائیں لیکن ڈاکٹر فیاض احمد نے انکار کر دیا جس کے نتیجے میں چند روز بعد وہاں ریڈ ہوا۔ اس کا مطلب ہے کہ ڈاکٹر ہومز نے ہی حکومت فان لینڈ کو

اس فارمولے کی اہمیت سے آگاہ کیا اور پھر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خوف سے انہوں نے راجر کے ذریعے بدمعاشوں اور غنڈوں کو آگے کر کے یہ فارمولا اور بعد میں اس کے بقیہ صفحات بھی حاصل کر لئے یہ فارمولا یقیناً ڈاکٹر ہومز کو پہنچایا گیا ہو گا"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پھر تو ہمیں راجر کے پیچھے بھاگنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم اس لیبارٹری کو ٹریس کر کے وہاں سے آسانی سے فارمولا حاصل کر سکتے ہیں"...... صدیقی نے کہا۔

"ہاں۔ اس کے لئے ہمیں چیف سیکرٹری کو پکڑنا ہو گا اور جس کالونی میں وہ رہتا ہے وہاں فوج کا پہرہ ہے اس لئے کلب میں اسے آسانی سے گھیرا جا سکتا ہے۔ کلب میں خفیہ کمرے ہوتے ہیں جہاں رازدارانہ معاملات طے کئے جاتے ہیں اور چیف سیکرٹری ظاہر ہے فیلڈ کا آدمی نہیں ہو سکتا اس لئے وہ چند لمحوں میں ہی زبان کھول دے گا"...... عمران نے کہا۔

"لیکن آپ نے دو کارڈ کیوں کہے ہیں۔ باقی لوگ کیا کریں گے"...... صدیقی نے کہا۔

"زیادہ افراد کی وجہ سے معاملات خراب بھی ہو سکتے ہیں۔ ظاہر ہے یہ ٹاپ رینک افسران کا کلب ہے۔ وہاں سیکورٹی انتہائی سخت ہو گی اس لئے دو آدمی ہی کام کریں گے اور باقی نگرانی کریں گے"۔ عمران نے کہا۔

"نگرانی کس بات کی"...... خاور نے چونک کر اور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ مشن کے دوران ہر امکان کو سامنے رکھنا پڑتا ہے"...... عمران نے کہا تو خاور سمیت سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"اب کیا پروگرام ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"ہمیں ایم فائیو کیمروں سے بچنے کے لئے خصوصی میک اپ کرنا ہو گا ورنہ یہ میک اپ چیک ہو جائے گا۔ اس کے بعد ہم اطمینان سے سنائی پہنچ جائیں گے۔ پہلا آپریشن ٹاپ رینک کلب میں ہو گا۔ اس کے بعد آگے جو ہو گا دیکھا جائے گا"...... عمران نے کہا تو سب نے ایک بار پھر اثبات میں سر ہلا دیئے۔

راجر اپنے مخصوص آفس میں موجود تھا کہ سامنے موجود فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ راجر نے ہاتھ بڑھایا اور رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... راجر نے کہا۔

"زروک سے آرتھر بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی تو راجر بے اختیار چونک پڑا۔

"آرتھر تم۔ کیا بات ہے۔ کیوں کال کی ہے"...... راجر نے چونک کر پوچھا۔

"باس۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں آپ نے مجھے بھی بریف کیا تھا"...... آرتھر نے کہا۔

"ہاں۔ کیونکہ اس سروس کے بارے میں جو اطلاعات مجھے ملی تھیں اس میں یہ بھی درج تھا کہ اکثر یہ سروس اپنے ٹارگٹ پر براہ راست پہنچنے کی بجائے اکثر ہمسایہ شہر میں پہنچتی ہے اور پھر وہاں سے

کسی مخبری کرنے والی تنظیم سے حالات معلوم کر کے وہاں جاتی ہے اس لئے میں نے تمہیں بریف کیا تھا کیونکہ سناکی کے قریب سب سے بڑا شہر زروک ہی ہے"...... راجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کو دی گئی اطلاع درست ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس یہاں زروک میں موجود ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو راجر بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ۔ کیسے معلوم ہوا۔ تفصیل بتاؤ"...... راجر نے انتہائی پرجوش لہجے میں کہا۔

"یہ ہوٹل گرانڈ میں موجود ہیں۔ پانچ مرد ہیں اور پانچوں ایکریمین سیاح ہیں"...... آرتھر نے کہا۔

"کیسے تمہیں یقین ہے کہ یہی پاکیشیا سیکرٹ سروس ہے"۔ راجر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"باس۔ ہوٹل گرانڈ کے کمرے پاکیشیا سے ایڈوانس بک کرائے گئے ہیں۔ میرا خاص آدمی یہاں بکنگ مینجر ہے۔ اس سے جب مجھے معلوم ہوا تو میں نے ان کمروں میں خصوصی آلات نصب کرا دیئے۔ پھر پانچ ایکریمین سیاح جن کے لیڈر کا نام مائیکل ہے یہاں پہنچے اور وہ سب ایک ہی کمرے میں موجود ہیں اور ان کے درمیان ہونے والی گفتگو کسی مشرقی زبان میں ہوتی رہی ہے۔ البتہ بار بار اس میں عمران کا نام بھی لیا گیا ہے اور ابھی ابھی انہیں سناکی سے ایک کال موصول ہوئی ہے جسے ٹیپ کر لیا گیا ہے۔ اگر آپ کہیں تو

میں یہ ٹیپ فون پر آپ کو سنوا سکتا ہوں"...... آرتھر نے کہا۔

"ہاں سنواؤ"...... راجر نے کہا تو چند لمحوں بعد ایک آواز سنائی دی جس نے اپنا نام مائیکل بتایا۔ دوسری طرف سے کسی فرینک نے جواب دیا اور پھر ان دونوں کے درمیان ہونے والی گفتگو سنائی دیتی رہی اور راجر کے ہونٹ بھنچتے چلے گئے۔

"آپ نے کال سن لی باس"...... آرتھر نے کہا۔

"ہاں۔ یہ واقعی پاکیشیا سیکرٹ سروس ہے۔ اس فرینک کو بھی میں جانتا ہوں۔ اس سے تو میں نمٹ لوں گا۔ کیا تم انہیں وہاں سے اغوا کر کے یہاں سناکی بھجوا سکتے ہو"...... راجر نے کہا۔

"ان کی لاشیں یا زندہ"...... آرتھر نے کہا۔

"نہیں زندہ۔ کیونکہ میں انہیں خود ہلاک کر کے چیف سیکرٹری کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں"...... راجر نے کہا۔

"یس باس۔ یہ کام انتہائی آسانی سے ہو سکتا ہے۔ آپ خصوصی لانچ کا بندوبست کر دیں"...... آرتھر نے کہا۔

"تم کام کرو اور انہیں لے کر بندرگاہ پر راسکی کے حوالے کر دینا۔ جانتے ہو ناں راسکی کو"...... راجر نے کہا۔

"یس باس۔ اچھی طرح جانتا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"راسکی کو ہدایات دے دی جائیں گی۔ کتنی دیر میں یہ لوگ وہاں پہنچ جائیں گے۔ اور سنو۔ زروک سے خصوصی لانچ پر انہیں

میرے پاس پہنچنے میں چار گھنٹے لگ جائیں گے اس لئے انہیں طویل بے ہوشی کے انجکشن لگوا دینا۔ یہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں اگر انہیں راستے میں ہوش آ گیا تو کچھ بھی ہو سکتا ہے اور تم نے بھی انتہائی احتیاط سے کام کرنا ہے"...... راجر نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں باس۔ میں نے پہلے ہی ایسے انتظامات ان تمام کمروں میں کئے ہوئے ہیں۔ یہ آناً فاناً بے ہوش ہو جائیں گے اور پھر آسانی سے انہیں کمروں سے نکال کر خاص آدمیوں کے ذریعے خصوصی سٹیشن ویگن میں ڈال کر وہاں سے بندرگاہ پہنچا دیا جائے گا"...... آرتھر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ پھر بھی انتہائی احتیاط سے کام کرنا۔ تمہیں ایجنسی میں بڑا عہدہ مل جائے گا اور خصوصی انعام بھی"...... راجر نے کہا۔

"تھینک یو باس۔ آپ بے فکر رہیں"...... آرتھر نے کہا تو راجر نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"راسکی کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"سناکی سے راجر بول رہا ہوں۔ راسکی سے بات کراؤ"...... راجر نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ یس سر۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ہیلو باس ۔ میں راسکی بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی لیکن لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

"راسکی ۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس جس کے بارے میں تمہیں بریف کیا گیا تھا اسے آرتھر نے گرانڈ ہوٹل میں ٹریس کر لیا ہے۔ وہ انہیں بے ہوش کر کے سٹیشن ویگن پر تمہارے پاس پہنچائے گا۔ تم نے انہیں خصوصی لانچ میں سناکی پہنچانا ہے۔ تم خود ساتھ آنا تاکہ راستے میں کوئی گڑبڑ نہ ہو۔ میں نے آرتھر کو کہہ دیا ہے کہ وہ انہیں طویل بے ہوشی کے انجکشن لگا دے گا۔ پھر بھی تم اس سے پوچھ لینا کیونکہ یہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں۔ اگر یہ راستے میں ہوش میں آ گئے تو پھر مسائل پیدا ہو سکتے ہیں۔ یہاں سناکی گھاٹ پر تم نے انہیں ہاپر کے حوالے کرنا ہے۔ وہ انہیں میرے پاس پہنچا دے گا"...... راجر نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس ۔ حکم کی تعمیل ہو گی"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"انتہائی احتیاط سے سارا کام کرنا۔ تمہیں اس کا خصوصی انعام ملے گا"...... راجر نے کہا۔

"یس باس ۔ آپ کے حکم کی درست طور پر تعمیل ہو گی"۔ راسکی نے جواب دیا۔

"جب یہ لوگ تمہارے پاس پہنچیں تو تم نے مجھے کال کر کے اطلاع دینی ہے"...... راجر نے کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو راجر نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ۔ ہاپر بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"راجر بول رہا ہوں"...... راجر نے کہا۔

"اوہ یس باس ۔ حکم"...... دوسری طرف سے یکلخت انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"راسکی پانچ بے ہوش آدمیوں کو خصوصی لانچ پر تمہارے گھاٹ پر پہنچائے گا۔ تم نے انہیں خود راسکی سے وصول کرنا ہے اور پھر انہیں سپیشل سٹیشن ویگن میں بلیک ایریا کے رافٹ ہاؤس میں پہنچانا ہے۔ تمام کام انتہائی احتیاط سے ہونا چاہئے۔ یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لوگ ہیں اور انتہائی خطرناک ہیں"...... راجر نے کہا۔

"یس باس ۔ لیکن یہ کب پہنچیں گے یہاں"...... ہاپر نے پوچھا۔

"چار پانچ گھنٹے تو لگ جائیں گے"...... راجر نے کہا۔

"یس باس ۔ آپ بے فکر رہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو راجر نے ایک بار پھر کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"رافٹ ہاؤس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"راجر بول رہا ہوں"...... راجر نے کہا۔

"یس باس ۔ حکم باس"...... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ٹونی ۔ چار پانچ گھنٹوں بعد ہاپر پانچ بے ہوش افراد کو رافٹ ہاؤس پہنچائے گا ۔ تم نے انہیں وصول کر کے بلیک روم میں ڈبل راڈز کرسیوں پر جکڑ دینا ہے اور پھر مجھے فون کر کے اطلاع دینی ہے"...... راجر نے کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"جب تک میں رافٹ ہاؤس نہ پہنچ جاؤں انہیں کسی صورت ہوش نہیں آنا چاہئے"...... راجر نے کہا۔

"یس باس ۔ ایسا ہی ہو گا"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو راجر نے اوکے کہہ کر اس بار رسیور رکھ دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ اس کے چہرے پر مسرت کے تاثرات نمایاں تھے ۔ اسے معلوم تھا کہ جب چیف بلیک اور چیف سیکرٹری کے سامنے وہ ان کی لاشیں رکھے گا تو وہ کس قدر حیران ہوں گے ۔

درد کی ایک تیز لہر دوڑتے ہی عمران کے ذہن پر چھائی ہوئی تاریکی تیزی سے دور ہوتی چلی گئی اور پھر جیسے ہی اس کا شعور بیدار ہوا اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ ایک فولادی کرسی پر بیٹھا ہوا ہے۔ اس کے دونوں بازو بھی کرسی کے بازوؤں پر کڑوں میں جکڑے ہوئے تھے اور اس کے پیروں سے لے کر گردن تک راڈز موجود تھے۔ اس طرح وہ صرف اپنے سر اور گردن کو ہی حرکت دے سکتا تھا۔ اس نے بے اختیار گردن گھمائی تو ایک بار پھر وہ چونک پڑا کیونکہ اس کے تمام ساتھی اسی طرح کے راڈز میں جکڑے ہوئے تھے۔ سب سے آخر میں تھانی تھا جس کے بازو میں ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی انجکشن لگا رہا تھا۔ کمرہ کافی بڑا تھا اور وہاں ہر قسم کا جدید اور قدیم ٹارچنگ کا سامان بھی موجود تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ یہ دیکھ کر بھی چونک پڑا

که اس کے سارے ساتھی اپنی اصل شکلوں میں تھے۔ان کے سامنے
کچھ فاصلے پر دو کرسیاں موجود تھیں لیکن اس انجکشن لگانے والے کے
علاوہ وہاں اور کوئی موجود نہ تھا۔ اسی لمحے وہ آدمی مڑا اور ایک نظر
عمران کو دیکھ کر وہ منہ بناتا ہوا دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔
" ایک منٹ ڈاکٹر صاحب "...... عمران نے کہا تو وہ آدمی بے
اختیار مڑ گیا۔
" میں ڈاکٹر نہیں ہوں۔بہرحال کیا کہتے ہو"...... اس آدمی نے
بڑے سخت لہجے میں کہا۔اس کے بولنے کا انداز غنڈوں جیسا تھا۔اس
کے چہرے کے تاثرات اور جسم کی ساخت بتا رہی تھی کہ وہ لڑنے
بھڑنے والا آدمی ہے۔
" چلو کمپاؤنڈر ہو گے۔بہرحال یہ بتاؤ کہ ہم کہاں ہیں اور کس کی
قید میں ہیں"...... عمران نے کہا۔
" تم سناکی کے بلیک ایریا کے رافٹ ہاؤس میں ہو اور چیف راجر
کے حکم پر تمہیں یہاں قید کیا گیا ہے"...... اس آدمی نے جواب دیا
اور تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔ اسی لمحے صدیقی سمیت
ایک ایک کر کے سب ساتھی بھی ہوش میں آ گئے۔
" یہ کیا ہوا عمران صاحب۔ہم تو اصل چہروں میں ہیں"۔صدیقی
نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔
" ہاں۔ہم سناکی پہنچ چکے ہیں اور ہم راجر کی قید میں ہیں"۔عمران
نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے راڈز کو غور سے دیکھنا شروع کر

دیا اور پھر اس کی نظریں سامنے دیوار پر دروازے کے قریب سوئچ
بورڈ پر جم گئیں۔وہاں عام بٹنوں کے نیچے سرخ رنگ کے بٹنوں کی
ایک طویل قطار موجود تھی اور ہر بٹن کے نیچے بھی ایک اور بٹن تھا۔
دو بٹنوں کا سیٹ تھا۔ عمران سمجھ گیا کہ یہ ڈبل لاکڈ کرسیاں ہیں۔
اس نے آہستہ سے اپنے دونوں پیروں کو کرسی کے دونوں پایوں کے
ساتھ گھمانا شروع کر دیا اور چند لمحوں بعد اس کے چہرے پر اطمینان
بھری مسکراہٹ دوڑ گئی کیونکہ دونوں پایوں کے ساتھ فرش سے
ایک ایک تار نکل کر جا رہی تھی لیکن یہ تاریں بالکل پائے کے ساتھ
تھیں۔ عمران نے بوٹ کی ایڑی کو فرش پر رکھ کر زور سے دبایا تو
بوٹ کی نوک سے نکلنے والی چھوٹی سی فولادی چھری جس پر سیاہ رنگ
چڑھا ہوا تھا اس تار اور پائے کے درمیان پھنس گئی۔ عمران نے
دوسرے بوٹ کے ساتھ بھی ایسا ہی کیا اور جب اس کے دونوں
بوٹ ایڈجسٹ ہو گئے تو وہ اطمینان سے بیٹھ گیا۔چند لمحوں بعد
دروازہ کھلا اور ایک درمیانے قد اور بھرے ہوئے ورزشی جسم کا
نوجوان اندر داخل ہوا۔اس نے براؤن کلر کا سوٹ پہنا ہوا تھا۔اس
کی پیشانی چوڑی اور آنکھوں میں ذہانت کی چمک موجود تھی۔اس کے
پیچھے ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی تھا جو ہر لحاظ سے بدمعاش اور
غنڈہ دکھائی دیتا تھا۔اس کے پیچھے وہ آدمی تھا جس نے انہیں انجکشن
لگائے تھے۔اس کے ہاتھ میں مشین گن تھی۔
" بیٹھو ٹونی "...... نوجوان نے اس غنڈے سے کہا اور خود بھی

ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

"تھینک یو باس"...... ٹونی نے کہا اور وہ بھی ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ تیسرا آدمی ان کی کرسیوں کی سائیڈ میں کھڑا ہو گیا تھا۔

"تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لوگ ہو۔ تم میں سے عمران کون ہے"...... نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پہلے تم اپنا تعارف کراؤ کیونکہ مہذب لوگوں کا یہی طریقہ ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو راجر اور ٹونی دونوں چونک کر اسے دیکھنے لگے۔

"تم ہو عمران۔ میرا نام راجر ہے اور یہ میرا آدمی ٹونی ہے"۔ اس نوجوان نے کہا۔

"پہلے تو مجھے تمہارا شکریہ ادا کرنا ہے کہ تم نے زروک سے سناگ پہنچنے کا ہمارا کرایہ خرچ ہونے سے بچالیا ہے اور دوسری بات یہ کہ تمہیں یہ سب کیسے معلوم ہوا اور تم نے اس قدر شاندار انتظامات اتنی جلدی کیسے کر لئے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو راجر بے اختیار ہنس پڑا۔ پھر اس نے آرتھر کی کال سے لے کر یہاں پہنچنے تک کی تمام تفصیل بتا دی۔

"اب دوسری بار شکریہ ادا کرنے کا موقع آگیا ہے کہ تم نے ہمیں بے ہوشی کے عالم میں گولی نہیں ماری ورنہ ہمیں تم سے گفتگو کا شرف ہی حاصل نہ ہوتا"...... عمران نے کہا۔

"تمہارے اس شکریہ ادا کرنے کا تمہیں کوئی فائدہ نہیں ہو گا

کیونکہ ابھی چند لمحوں بعد تم موت کی وادی میں پہنچ جاؤ گے"۔ راجر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ تو جب وقت آئے گا ہر آدمی نے وہاں پہنچ جانا ہے اور کسی کو معلوم نہیں ہے کہ کس کا وقت قریب پہنچ چکا ہے اور کس کا ابھی دور ہے۔ لیکن ہمیں تم نے جس طرح جکڑا ہے ہم تو تمہاری ذہانت پر حیران ہیں ورنہ ہمارے لئے راڈز کو کھول لینا کوئی مسئلہ نہیں تھا لیکن یہ تو نجانے کس قسم کے راڈز ہیں کہ سوائے سر اور گردن کے جسم کا کوئی حصہ حرکت ہی نہیں کر سکتا۔ بہرحال بقول تمہارے ہم نے ابھی موت کی وادی میں داخل ہو جانا ہے تو تم ہمارے تجسس کو دور کرتے ہوئے یہ بتا دو کہ فارمولا کس لیبارٹری میں پہنچ چکا ہے اور وہ لیبارٹری کہاں ہے"...... عمران نے کہا تو راجر بے اختیار ہنس پڑا۔

"میں نے تمہارے اور فرینک کے درمیان ہونے والی فون کال کی پوری ٹیپ سنی ہے۔ تمہیں یہ تو معلوم ہے کہ لیبارٹری کا انچارج ڈاکٹر ہومز ہے اور لیبارٹری کا علم صرف چیف سیکرٹری کو ہے اور تم نے ٹاپ رینک کلب میں جا کر چیف سیکرٹری سے معلوم کرنے کی پلاننگ بھی کر لی تھی اس کے باوجود تم مجھ سے پوچھ رہے ہو۔ ویسے مجھے واقعی نہیں معلوم۔ میں نے فارمولا چیف بلیک تک پہنچا دیا اور چیف بلیک نے اسے چیف سیکرٹری کو دے دیا اور بس"...... راجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا چیف سیکرٹری یہاں آئے گا یا تم ہمیں اس کے سامنے پیش کرو گے"...... عمران نے کہا۔

"وہ یہاں کیسے آ سکتے ہیں۔البتہ تمہاری لاشیں ضرور ان کے سامنے پیش کی جائیں گی۔اس وقت اگر تم بول سکتے ہو تو بے شک پوچھ لینا مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا"...... راجر نے جواب دیا۔

"کیا واقعی بلیک کو معلوم نہیں ہے"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔صرف چیف سیکرٹری کو معلوم ہو گا۔یہاں ایسی باتیں خاص طور پر خفیہ رکھی جاتی ہیں"...... راجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارا چیف بلیک تو یہاں آئے گا یا وہ بھی نہیں آئے گا"۔ عمران نے کہا۔

"نہیں۔یہ بلیک ایریا ہے۔یہاں کوئی نہیں آئے گا"...... راجر نے جواب دیا۔

"پھر تم ہماری لاشیں کہاں پہنچاؤ گے"...... عمران نے کہا۔

"جہاں چیف کہے گا اور اب بات چیت ختم۔میں نے تمہیں صرف اس لئے ہوش دلایا تھا کہ تھوڑی دیر تم سے بات چیت ہو جائے کیونکہ تمہارے بارے میں مشہور ہے کہ تم حیرت انگیز طور پر سچوئیشن تبدیل کر لیتے ہو اور میں دیکھنا چاہتا تھا کہ تم کیا کرتے ہو۔لیکن اب مجھے یقین آ گیا ہے کہ تم ایشیائی لوگ صرف پروپیگنڈے کے ماہر ہو"...... راجر نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی

اس نے کوٹ کی جیب سے مشین پسٹل نکال لیا۔

"ایک منٹ۔صرف ایک منٹ۔پھر جو چاہے کرتے رہنا"۔ عمران نے اسی طرح مطمئن لہجے میں کہا۔

"بولو"...... راجر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تمہاری چوڑی اور فراخ پیشانی اور آنکھوں میں چمک بتا رہی ہے کہ تم عقلمند اور ذہین آدمی ہو لیکن جو کچھ تم کرنے جا رہے ہو یہ کام تو بڑے سے بڑا احمق بھی نہیں کیا کرتا۔اس کی کیا وجہ ہے"۔ عمران نے کہا تو راجر بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا مطلب۔کیا کہنا چاہتے ہو"...... راجر نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم بے بس اور جکڑے ہوئے نہتے افراد پر خود فائر کھولنا چاہتے ہو جبکہ یہ کام تمہارے عقب میں کھڑا آدمی بھی آسانی سے کر سکتا ہے۔تم اسے حکم دو اور پھر ٹونی سمیت باہر چلے جاؤ۔بس کام ختم"۔ عمران نے کہا۔

"نہیں۔میں نے تمہیں یہاں منگوایا ہی اس لئے ہے کہ میں اپنے ہاتھوں سے تمہیں ہلاک کرنا چاہتا تھا ورنہ یہ کام تو وہاں زروک میں آرتھر بھی آسانی سے کر سکتا تھا"...... راجر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔اگر تم بضد ہو تو پھر میری آخری خواہش بھی پوری کر دو"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"صرف زندگی کی بھیک مت مانگنا"...... راجر نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ہمارے پیشے میں موت زندگی ایک ہی سکے کے دو رخ ہوتے ہیں اور پھر ہم مسلمان ہیں۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ موت زندگی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ میری آخری خواہش ہے کہ تم ہمیں آخری عبادت کے لئے صرف دس منٹ دے دو"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔میں دس منٹ انتظار کر لیتا ہوں"...... راجر نے کہا اور مشین پسٹل جیب میں ڈال لیا۔اسی لمحے عمران کے دونوں بازو پوری قوت سے حرکت میں آئے اور اس کے ساتھ ہی کٹاک کٹاک کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی عمران کے جسم اور بازوؤں کے گرد راڈز یکلخت غائب ہو گئے۔

"یہ۔یہ کیا ہوا"...... راجر اور ٹونی نے انتہائی بوکھلائے ہوئے انداز میں اٹھتے ہوئے کہا۔راجر کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے جیب کی طرف گیا لیکن دوسرے لمحے تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی ٹونی اور مشین گن بردار چیختے ہوئے نیچے گرے جبکہ راجر بھی چیختا ہوا الٹ کر کرسی سمیت پیچھے جا گرا۔عمران اچھل کر اس کے قریب گیا اور دوسرے لمحے اس کی ٹانگ پوری قوت سے قلابازی کھا کر اٹھتے ہوئے راجر کی کنپٹی پر پڑی اور راجر ایک بار پھر چیختا ہوا نیچے گرا تھا کہ عمران کی لات حرکت میں آئی اور کنپٹی پر پڑنے والی ضرب نے اسے ایک ہی جھٹکے میں ساکت کر دیا۔عمران تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔اس نے تیزی سے سوئچ بورڈ پر ہاتھ مارے اور کھٹاک

کھٹاک کی آوازوں کے ساتھ ہی اس کے ساتھیوں کے راڈز بھی غائب ہو گئے۔

"اس راجر کا خیال رکھو۔میں آرہا ہوں"...... عمران نے کہا اور دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔اس کے ہاتھ میں مشین پسٹل موجود تھا۔اصل میں راجر کے آدمیوں نے نہ ہی اس کی تلاشی لی تھی اور نہ کوئی سامان وغیرہ نکالا تھا اس لئے عمران کو ہوش میں آتے ہی معلوم ہو گیا تھا کہ مشین پسٹل اس کی جیب میں ہے اس لئے راڈز ہٹتے ہی اس نے اچھل کر کھڑے ہوتے ہی مشین پسٹل نکال لیا تھا جس کے نتیجے میں ٹونی اور مشین گن بردار ہٹ ہوئے اور اس کے بعد عمران نے راجر کے بازو پر گولی اس طرح ماری کہ گولی اس کا کوٹ پھاڑتی ہوئی گزر گئی اور وہ اس وہم سے ہی اچھل کر کرسی سمیت پیچھے جا گرا تھا کہ اسے گولی مار دی گئی ہے۔یہ ایک چھوٹی سی دو منزلہ عمارت تھی۔عمران نے پوری عمارت کا راؤنڈ لگا لیا تھا۔وہاں سوائے اسلحہ کے اور کوئی چیز نہ تھی۔عمران واپس اس کمرے میں آیا تو اس کے ساتھیوں نے راجر کو راڈز میں جکڑ دیا تھا جبکہ اس کا مشین پسٹل اور دوسرے آدمی کی مشین گن صدیقی اور نعمانی کے ہاتھ میں تھی۔

"باہر کوئی نہیں ہے لیکن تم باہر اور پچھلی سائیڈ پر پہرہ دو گے"۔ عمران نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"لیکن آپ نے اب اس سے کیا پوچھنا ہے۔اسے ختم کریں اور نکل چلیں"...... صدیقی نے کہا۔

"جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو صدیقی سرہلاتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔
"نعمانی ۔ تم میرے پاس رکو گے"...... عمران نے نعمانی سے کہا تو نعمانی وہیں رک گیا۔
"اس کا منہ اور ناک بند کر کے اسے ہوش میں لاؤ"...... عمران نے کہا تو نعمانی آگے بڑھا اور پھر اس نے راجر کا منہ اور ناک دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا جبکہ عمران اس کرسی پر بیٹھ گیا تھا جس پر پہلے راجر بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے وہ کرسی اٹھا کر سیدھی کر لی تھی۔ چند لمحوں بعد راجر کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمایاں ہونے لگے تو نعمانی نے ہاتھ ہٹالئے اور واپس آکر عمران کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد راجر نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔
"تم نے دیکھ لیا راجر کہ موت اپنے شکار پر کس طرح جھپٹتی ہے"...... عمران نے کہا۔
"تم ۔ تم نے ڈبل لاکڈ راڈز کیسے کھول لئے ۔ کیا تم واقعی جادوگر ہو"...... راجر نے حیرت بھرے میں کہا۔
"میں نے تو تمہیں بتایا تھا کہ ہماری آدھی زندگی ان راڈز کو کھولنے میں گزر گئی ہے۔ اس سسٹم کی کرسیوں کے پایوں کے ساتھ زمین سے کنٹرولنگ تار نکلتی ہے۔ میں نے اسے پیروں سے چیک کر لیا اور پھر دونوں بوٹوں کی نوک میں موجود تیز فولادی خنجر میں نے ان کے اندر پھنسا دیئے ۔ نتیجہ یہ کہ ایک ہی جھٹکے سے تاریں کٹ

گئیں اور راڈز غائب ہو گئے ۔ باقی تمہارے آدمیوں نے ہماری تلاشی لینے کی زحمت ہی نہیں کی تھی اس لئے مشین پسٹل میری جیب میں موجود تھا اور پھر تمہاری حیرت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں نے کام کر دکھایا"...... عمران نے انتہائی اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔
"تم یہ کام پہلے بھی تو کر سکتے تھے ۔ پھر تم نے یہ آخری خواہش کا چکر کیوں چلایا تھا"...... راجر نے کہا۔
"اس لئے کہ تم نے اچانک مشین پسٹل نکال لیا تھا اور اسے میں واپس تمہاری جیب میں پہنچانا چاہتا تھا ورنہ فاصلہ زیادہ تھا اور تم میرے مشین پسٹل نکالنے تک گولی چلا سکتے تھے"...... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔
"ٹھیک ہے ۔ اب مجھے ان سب باتوں پر یقین آگیا ہے جو تمہارے بارے میں بتائی گئی تھیں اور مجھے شکست تسلیم ہے ۔ تم بے شک مجھے گولی مار سکتے ہو"...... راجر نے کہا۔
"تم بلیک ایریا کے کنگ ہو راجر اس لئے اتنی جلدی شکست کی بات مت کرو اور سنو۔ گو پاکیشیا میں تمہارے آدمیوں نے پاکیشیا کے سائنس دان اور اس کے ملازموں کو ہلاک کیا ہے ۔ بے گناہ لڑکی کو اغوا کر کے اس پر تشدد کیا لیکن میں یہ سب بھول سکتا ہوں کیونکہ پاکیشیا میں جن لوگوں نے یہ سب کیا ہے وہ سب اپنے انجام کو پہنچا دیئے گئے ہیں۔ اگر تم وہ فارمولا ہمیں واپس دلا دو تو میں تمہیں زندہ چھوڑ سکتا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"وہ فارمولا تو چیف سیکرٹری ہی واپس کر سکتا ہے۔ میں تو نہیں لے سکتا۔ تم خود بھی اس بات کو جانتے ہو گے کہ ایجنٹ کیا کر سکتا ہے"...... راجر نے کہا۔

"تم چیف سیکرٹری کو کال کر کے یہ تو معلوم کر سکتے ہو کہ لیبارٹری کہاں ہے"...... عمران نے کہا۔

"میرا چیف سیکرٹری سے براہ راست کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ میں یہ بات ان سے پوچھ سکتا ہوں"...... راجر نے کہا۔

"سوچ لو۔ دوبارہ ایسی آفر نہیں مل سکتی۔ چیف سیکرٹری سے ہم خود ہی معلوم کر لیں گے لیکن تم ہلاک ہو جاؤ گے اور زندگی دوبارہ نہیں ملا کرتی"...... عمران نے کہا۔

"میں واقعی وہ کچھ نہیں کر سکتا جو تم کہہ رہے ہو۔ البتہ میں یہ کر سکتا ہوں کہ میں سناکی میں اپنے آدمیوں کو جو تمہیں تلاش کر رہے ہیں واپس کال کر سکتا ہوں"...... راجر نے کہا۔

"وہ تو تم پہلے ہی ایسا کر چکے ہو"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوا"...... راجر نے چونک کر کہا۔

"ظاہر ہے جب ہم تمہارے ہاتھ آ گئے تھے تو پھر ایسا سیٹ اپ قائم رکھنے کا کیا جواز رہ جاتا ہے"...... عمران نے جواب دیا تو راجر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"یہ بلیک ایریا ہے۔ یہاں سے تم زندہ باہر نہیں جا سکو گے اس

لئے میری آفر ہے کہ مجھے چھوڑ دو تو میں تمہیں یہاں سے زندہ باہر بھجوا دوں گا اور پھر تمہارے آڑے نہیں آؤں گا"...... راجر نے کہا۔

"یہ کام بعد میں ہو گا۔ پہلے تم بلیک کا فون نمبر بتاؤ"...... عمران نے کہا۔

"کیوں۔ تم کیا کرو گے"...... راجر نے کہا۔

"میں اسے اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ وہ یہاں آ کر تمہیں ان راڈز سے آزاد کرائے ورنہ ہم اسی طرح واپس چلے جائیں گے اور تمہارے یہ دونوں آدمی ختم ہو چکے ہیں اور کوئی آدمی اس عمارت میں نہیں ہے اس لئے تم یہیں بیٹھے بیٹھے بھوک پیاس سے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جاؤ گے"...... عمران نے کہا۔

"کیا تم واقعی مجھے زندہ چھوڑ دو گے"...... راجر نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو۔

"ہاں۔ میں نے تمہیں مار کر کیا حاصل کرنا ہے"...... عمران نے کہا تو راجر نے فون نمبر بتا دیا۔

"یہ فون نمبر کہاں نصب ہے"...... عمران نے کہا۔

"اس کے آفس میں"...... راجر نے کہا۔

"لیکن اس وقت رات ہے۔ وہ آفس میں تو نہیں ہو گا۔ جہاں وہ ہو گا وہاں کا نمبر بتاؤ"...... عمران نے کہا تو راجر نے دوسرا فون نمبر بتا دیا۔

"یہ فون کہاں نصب ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"اس کی رہائش گاہ میں "...... راجر نے جواب دیا۔

" نعمانی ۔ جا کر فون پیس یہاں لے آؤ "...... عمران نے کہا تو نعمانی خاموشی سے اٹھا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں فون پیس موجود تھا۔

"اس کا منہ بند کر دو"...... عمران نے کہا۔

" ہمیشہ کے لئے "...... نعمانی نے پوچھا۔

" جیسے تمہاری مرضی "...... عمران نے کہا تو اس سے پہلے کہ راجر کچھ کہتا نعمانی نے بجلی کی سی تیزی سے جیب سے مشین پسٹل نکالا اور دوسرے لمحے تڑتڑاہٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی راجر کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے کمرہ گونج اٹھا۔ راجر سینے پر گولیاں کھا کر چند لمحے ہی تڑپ سکا تھا اور پھر ساکت ہو گیا۔ عمران نے فون پیس کو آن کیا اور پھر راجر کا بتایا ہوا نمبر پریس کرنا شروع کر دیا۔

" کون ہے "...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی لیکن بولنے والے کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ ملازم ہے۔

" راجر بول رہا ہوں ۔چیف سے بات کراؤ "...... عمران نے راجر کی آواز اور لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

" اچھا "...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ہیلو ۔ بلیک بول رہا ہوں "...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی ۔

" راجر بول رہا ہوں چیف "...... عمران نے کہا۔

" اوہ ۔ تم اور اس وقت ۔ کیا بات ہے "...... دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔

" میں رافٹ ہاؤس سے بول رہا ہوں چیف ۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے پانچ افراد کی لاشیں اس وقت میرے سامنے پڑی ہوئی ہیں "...... عمران نے کہا۔

" کیا۔ کیا کہہ رہے ہو ۔رافٹ ہاؤس تو بلیک ایریا اور سناکی میں ہے "...... دوسری طرف سے چونک کر قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

" یس چیف ۔ یہ لوگ براہ راست سناکی آنے کی بجائے زروک میں جا کر گرانڈ ہوٹل میں ٹھہرے تھے ۔وہاں میرا ایجنٹ آرتھر موجود تھا۔ اس نے انہیں نہ صرف چیک کر لیا بلکہ کنفرم بھی کر لیا تو اس نے مجھے کال کر کے رپورٹ دی ۔ میں نے اسے کہا کہ انہیں بے ہوش کر کے بذریعہ لانچ سناکی پہنچا دے اور پھر یہ سب بے ہوشی کے عالم میں یہاں رافٹ ہاؤس پہنچا دیئے گئے ۔ میں نے ان کے میک اپ واش کر لئے اور انہیں ڈبل لاکڈ کرسیوں میں جکڑ دیا۔ اس کے بعد ان کو گولیوں سے چھلنی کر دیا گیا۔ میرا خیال ہے کہ آپ چیف سیکرٹری صاحب کو ساتھ لے کر یہاں آ جائیں تاکہ چیف سیکرٹری صاحب کنفرم ہو جائیں ۔ اس کے بعد ان کی لاشوں کو برقی بھٹی میں ڈال دیا جائے گا "...... راجر نے کہا۔

" اوہ ۔ ویری گڈ راجر ۔ تم نے وہ کام کر دیا ہے جو آج تک بڑی

سے بڑی سرکاری تنظیمیں اور بین الاقوامی سطح کی مجرم تنظیمیں بھی نہ کر سکیں ۔ ویری گڈ ۔ چیف سیکرٹری صاحب تو اس وقت نہیں آ سکتے میں خود آ رہا ہوں"...... دوسری طرف سے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

" تھینک یو چیف ۔ میں آپ کا انتظار کر رہا ہوں"...... عمران نے کہا اور فون آف کر دیا۔

" کیا بلیک کو معلوم ہو گا کہ لیبارٹری کہاں ہے"...... نعمانی نے پوچھا۔

" وہ جب چیف سیکرٹری کو فون کرے گا تو پھر چیف سیکرٹری خود ہی بتا دے گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" لیکن آپ نے تو اب اس بلیک کی آواز سن لی ہے ۔ آپ اس کی آواز میں چیف سیکرٹری کو کال کر کے معلوم کر سکتے ہیں"۔ نعمانی نے کہا۔

" چیف سیکرٹری جیسے عہدیدار آسانی سے نہیں بتاتے ۔ ہو سکتا ہے کہ ان کے درمیان کوئی خاص انداز ہو گفتگو کرنے کا ۔ اب جب وہ خود آ رہا ہے تو پھر ہمیں رسک لینے کی کیا ضرورت ہے"۔ عمران نے کہا تو نعمانی نے اثبات میں سر ہلا دیا لیکن ابھی وہ باتیں کر رہے تھے کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

" اوہ ۔ تو بلیک تصدیق کرنا چاہتا ہے"...... عمران نے چونک کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون آن کر دیا۔

" ہیلو ۔ راجر بول رہا ہوں"...... عمران نے راجر کی آواز اور لہجے میں کہا۔

" بلیک بول رہا ہوں راجر ۔ اچانک ایک انتہائی ضروری کام پڑ گیا ہے اس لئے میں خود نہیں آ رہا۔ تم لاشیں وہیں چھوڑ دو ۔ صبح چیف سیکرٹری کو ساتھ لے کر میں خود وہاں پہنچ جاؤں گا"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ٹھیک ہے چیف"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی دوسری طرف سے فون آف ہونے پر اس نے بھی فون آف کر دیا۔

" چیف صاحب کو اچانک کام یاد آ گیا ۔ شاید بلیک ایریا کا خوف دماغ پر چڑھ گیا ہو گا یا پھر رات کو انہیں ویسے ہی کم دکھائی دیتا ہو گا"...... عمران نے اٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

" میرا خیال ہے کہ اسے کوئی شک پڑ گیا ہے"...... نعمانی نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

" ظاہر ہے وہ چیف ہے اور چیف تو ویسے بھی سر تا پا مشکوک ہوتے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو نعمانی بے اختیار ہنس پڑا اور پھر وہ دونوں بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

" کیا ہوا عمران صاحب"...... باہر موجود صدیقی نے انہیں آتے دیکھ کر کہا۔

" فی الحال تو یہی ہوا ہے کہ ہم موت کے خوفناک جبڑوں سے نکل آئے ہیں اور اب ہم نے فوری طور پر یہاں سے نکلنا ہے کیونکہ

کسی بھی وقت یہاں چیکنگ ہو سکتی ہے"...... عمران نے کہا۔

" لیکن ہم تو اصل چہروں میں ہیں اور یہاں بلیک ایریا میں تو ہم ایک لمحے میں مارک کر لئے جائیں گے"...... صدیقی نے کہا۔

" ارے ہاں ۔ میں تو بھول ہی گیا تھا۔ یہاں چیک کرو۔ یقیناً یہاں ماسک میک اپ اور اسلحہ مل جائے گا"...... عمران نے کہا تو صدیقی سر ہلاتا ہوا مڑا اور تیزی سے عمارت کے اندرونی حصے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک ماسک میک اپ باکس تھا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے ماسک میک اپ کر لئے ۔ اب وہ دوبارہ ایکریمین بن چکے تھے ۔

" اسلحہ نہیں ملا"...... عمران نے پوچھا۔

" نہیں ۔ بھاری اسلحہ ہے جو پیک ہے ۔ البتہ مشین پسٹل تو پہلے ہی ہمارے پاس موجود ہیں"...... صدیقی نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ آگے بڑھتے عمران کو اندر سے فون کی گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔

" اوہ ۔ شاید بلیک صاحب کا ارادہ بدل گیا ہے"...... عمران نے کہا اور تیزی سے مڑا اور اس کمرے میں داخل ہو گیا جہاں فون کی گھنٹی بج رہی تھی۔ اس نے بٹن پریس کر کے رسیور اٹھا لیا۔

" راجر بول رہا ہوں"...... عمران نے راجر کی آواز اور لہجے میں کہا۔

" مارٹر بول رہا ہوں باس ۔ آپ رافٹ ہاؤس میں رہیں۔ میں

چیف سیکرٹری صاحب کے ساتھ آ رہا ہوں۔ چیف بلیک نے چیف سیکرٹری صاحب کو ٹاپ رینک کلب میں پاکیشیائی سیکرٹ ایجنٹوں کی ٹیم کے خاتمے کی اطلاع دی تو وہ فوراً یہاں آنے پر تیار ہو گئے ۔ اس پر چیف صاحب نے مجھے فون کر کے کہا کہ میں چیف سیکرٹری صاحب کو کلب سے لے کر رافٹ ہاؤس پہنچ جاؤں کیونکہ وہ خود کسی انتہائی اہم کام کی وجہ سے ساتھ نہیں آ سکتے اس لئے میں نے آپ کو فون کیا ہے کہ آپ وہاں سے واپس نہ جائیں"...... دوسری طرف سے مسلسل بولتے ہوئے کہا گیا لیکن لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

" اوکے ۔ میں یہیں ہوں"...... عمران نے راجر کی آواز اور لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے فون آف ہوتے ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

" یہ اچانک تبدیلی کیسے آ گئی"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور باہر آ گیا جہاں اس کے ساتھی موجود تھے ۔

" کس کا فون تھا عمران صاحب"...... نعمانی نے کہا تو عمران نے تفصیل بتا دی ۔

" اوہ ۔ ویری گڈ ۔ پھر تو کام بن گیا"...... نعمانی نے خوش ہو کر کہا۔

" میری چھٹی حس نے الارم بجانا شروع کر دیا ہے اس لئے ہم اس عمارت کے باہر جا کر نگرانی کریں گے ۔ ہو سکتا ہے کہ یہاں بھرپور ریڈ ہو"...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے ۔

" اوہ۔ واقعی ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ ٹھیک ہے۔ آپ اندر رہیں ہم باہر جا کر نگرانی کرتے ہیں"...... صدیقی نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر صدیقی اور اس کے ساتھی تیزی سے پھاٹک کی طرف بڑھ گئے۔ انہوں نے چھوٹا پھاٹک کھولا اور ایک ایک کر کے باہر چلے گئے۔ اس کے بعد عمران آگے بڑھا اور اس نے چھوٹے پھاٹک کو اندر سے بند کر دیا اور خود وہیں پھاٹک کے قریب ہی رک گیا۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد پھاٹک کے باہر یکے بعد دیگرے دو کاریں رکنے کی آوازیں سنائی دیں۔ اسی لمحے عمران کی کلائی پر ضربیں لگنا شروع ہو گئیں۔ عمران نے واچ ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا جبکہ باہر سے ہارن کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔

" عمران صاحب۔ کاروں میں آٹھ غنڈے موجود ہیں اور ان کا انداز جارحانہ ہے۔ آپ عقبی طرف سے باہر آجائیں۔ اوور"۔ دوسری طرف سے صدیقی کی آواز سنائی دی تو عمران بجلی کی سی تیزی سے دوڑتا ہوا سائیڈ گلی سے ہو کر عقبی طرف آگیا۔ چند لمحوں بعد وہ عقبی دروازہ کھول کر باہر گلی میں آگیا اور پھر گلی میں گھوم کر وہ سڑک پر آیا اور اطمینان سے سڑک پار کر کے دوسری طرف فٹ پاتھ پر چلتا ہوا آگے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد جب وہ سڑک پر پہنچا تو پھاٹک کھل چکا تھا اور دونوں کاریں اندر داخل ہو رہی تھیں۔ عمران سڑک پار کر کے دوسرے فٹ پاتھ پر پہنچا اور آگے بڑھتا چلا گیا۔

" عمران صاحب"...... اچانک ساتھ چلتے ہوئے صدیقی نے کہا۔

" باقی ساتھی کہاں ہیں"...... عمران نے اس کی طرف توجہ دیئے بغیر جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ہمارے پیچھے ہیں"...... صدیقی نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ اب ہائی آفیسرز کالونی چلنا ہو گا کیونکہ چیف سیکرٹری کا کلب سے جانے کا وقت ہو گیا ہے۔ اب وہاں جانا بے کار ہو گا۔ دو ٹیکسیاں لے لو"...... عمران نے کہا۔

" عمران صاحب۔ پہلے کوئی رہائش گاہ لے لیں کاروں سمیت۔ اس طرح آسانی رہے گی"...... صدیقی نے کہا۔

" اوہ ہاں۔ ٹھیک ہے۔ میں کرتا ہوں بندوبست"...... عمران نے کہا۔ وہ اب رافٹ ہاؤس سے کافی آگے پہنچ چکے تھے۔ پھر ایک پبلک فون بوتھ دیکھ کر عمران اس کی طرف بڑھ گیا۔ بوتھ کے ساتھ کارڈ فروخت کرنیوالی باقاعدہ مشین موجود تھی۔ عمران نے جیب سے ایک نوٹ نکال کر اس مشین میں ڈالا تو ایک کارڈ باہر آ گیا۔ عمران کارڈ لے کر بوتھ میں داخل ہوا اور اس نے فون پیس کے مخصوص خانے میں کارڈ ڈال دیا لیکن اسے پریس نہ کیا اور رسیور اٹھا کر اس نے انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

" یس۔ انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

" ماسٹر کلب کا نمبر چاہئے"...... عمران نے ایکریمین لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے اس بار کارڈ کو آگے کی

طرف دبایا تو فون پیس کے کونے میں لائٹ جل اٹھی۔ عمران نے تیزی سے آپریٹر کے بتائے ہوئے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ماسٹر کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"میں پاکیشیا سے پرنس بول رہا ہوں۔ ماسٹر سے بات کراؤ"۔ عمران نے کہا۔

"جناب۔ باس ماسٹر تو ایک ہفتے سے ویسٹرن کارمن گئے ہوئے ہیں اور ابھی ان کی واپسی دو ہفتوں بعد ہو گی۔ وہ وہاں کلب خریدنے گئے ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ اچھا"...... عمران نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے کارڈ کو اور آگے کی طرف دبا دیا۔ ایک بار پھر فون پیس کے کونے میں لائٹ جل اٹھی تو عمران نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"فرینک بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے فرینک کی آواز سنائی دی۔

"مائیکل بول رہا ہوں فرینک"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ آپ زندہ ہیں۔ کہاں سے بول رہے ہیں"۔ دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

"سناکی کے بلیک ایریا سے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ راجر گیا دنیا سے"...... دوسری طرف سے

چونک کر کہا گیا۔

"ہاں۔ اس بے چارے کا وقت آگیا تھا۔ بہرحال تفصیل سے باتیں پھر ہوں گی۔ مجھے ایک رہائش گاہ، دو کاریں اور خصوصی اسلحہ چاہیئے۔ وہاں لباس اور میک اپ وغیرہ کا سامان بھی ہونا چاہیئے۔ دوسرے الفاظ میں فلی لوڈڈ کوٹھی چاہیئے"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے فرینک بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ ٹارسن کالونی کی کوٹھی نمبر ایک سو ایک پر چلے جائیں۔ وہاں نمبروں والا تالا موجود ہو گا۔ نمبر میں بتا دیتا ہوں۔ وہاں آپ کے مطلب کی تمام چیزیں موجود ہیں اور سوائے میری ذات کے اور کسی کو اس کے بارے میں معلوم نہیں ہے"...... فرینک نے کہا۔

"اوکے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر رکھا اور کارڈ کھینچ کر اس نے جیب میں ڈالا اور فون بوتھ سے باہر آگیا۔

چیف سیکرٹری کا چہرہ آگ کی طرح تپ رہا تھا۔ ان کے سامنے بلیک موجود تھا۔

" یہ ہے تمہاری کارکردگی کہ وہ لوگ بے ہوش ہونے کے باوجود تمہارے سب سے بڑے ایجنٹ راجر کو ہلاک کر کے نکل گئے اور تم اب لکیر پیٹنے میرے پاس آ گئے ہو"...... چیف سیکرٹری نے انتہائی غصیلے لہجے میں راجر سے دھاڑتے ہوئے کہا۔ وہ اس وقت اپنی رہائش گاہ کے سٹنگ روم میں موجود تھے۔ بلیک نے کلب میں انہیں فون پر ساری تفصیل بتا دی تھی اور انہوں نے بلیک کو یہاں آنے کا حکم دے دیا تھا اور یہاں انہوں نے ایک بار پھر بلیک سے پوری تفصیل معلوم کر کے اس پر چڑھائی کر دی تھی۔

" جناب۔ وہ دنیا کے انتہائی خطرناک ترین ایجنٹ ہیں۔ راجر سے حماقت ہوئی کہ اس نے انہیں ہوش دلایا اور وہ لوگ سچویشن تبدیل کر کے راجر کو ہلاک کرنے کے بعد نکل جانے میں کامیاب ہو

گے اور جناب۔ وہ اصل میں چاہتے تھے کہ آپ کو کور کریں۔ اگر آپ وہاں پہنچ جاتے تو یقیناً آپ کو انہوں نے کور کر لینا تھا"۔ بلیک نے بڑے تحمل بھرے لہجے میں کہا۔

" مجھے کور کرنا چاہتے تھے۔ کیوں۔ وجہ"...... چیف سیکرٹری نے چونک کر اور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" جناب۔ جہاں تک میرا خیال ہے کہ وہ آپ سے اس لیبارٹری کے بارے میں معلوم کرنا چاہتے ہیں جس لیبارٹری میں وہ فارمولا بھجوایا گیا ہے تاکہ اس لیبارٹری کو تباہ کر کے وہ فارمولا واپس لے جائیں۔ ان کا اصل ٹارگٹ وہ لیبارٹری ہے اور یقیناً انہیں کہیں سے معلوم ہو گیا ہو گا کہ لیبارٹریوں کے بارے میں صرف آپ کو ہی علم ہوتا ہے اس لئے اس عمران نے راجر سے فون کروا کر زور دیا تھا کہ میں آپ کو ساتھ لے کر رافٹ ہاؤس پہنچ جاؤں لیکن میں نے انکار کر دیا"...... بلیک نے کہا۔

" تو پھر تمہیں شک کیسے پڑا"...... اس بار چیف سیکرٹری نے نارمل لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔ شاید اپنے کور ہونے کی بات سن کر ان کا نہ صرف غصہ ختم ہو گیا تھا بلکہ وہ ذہنی طور پر خائف بھی ہو گئے تھے۔

" مجھے شک اس لئے پڑ گیا تھا کہ اچانک مجھے خیال آیا کہ راجر نے بھی مجھے بلیک ایریا میں نہیں بلوایا تھا بلکہ اس کا کہنا تھا کہ میں بلیک ایریا میں آیا ہی نہ کروں ورنہ اس کا وہاں رعب اور دبدبہ ختم

ہو جائے گا جبکہ اب راجر خود ہی مجھے بھی اور آپ کو بھی وہاں بلوا رہا تھا۔ اس پر میں نے راجر کے نمبر ٹو مارٹر کو کال کر کے اسے ساری بات سمجھائی اور اسے کہا کہ وہ رافٹ ہاؤس فون کر کے راجر کو وہیں روکے اور خود اپنے آدمی لے جا کر وہاں چیکنگ کرے۔ اگر تو راجر وہاں موجود ہے اور پاکیشیائی ایجنٹوں کی لاشیں وہاں موجود ہوں تو میری بات راجر سے کرائے اور اگر ایسا نہ ہو تو پھر وہاں جو بھی ہو اسے فوری طور پر ہلاک کر کے مجھے کال کرے۔ اس نے وہاں کال کی تو راجر نے ہی اسے جواب دیا لیکن جب وہ وہاں پہنچا تو کال بیل دینے کے باوجود کسی نے پھاٹک نہ کھولا۔ پھاٹک اندر سے بند تھا۔ مارٹر کا آدمی پھاٹک سے اندر کودا اور پھاٹک کھول دیا۔ وہ سب اندر گئے تو اندر راجر اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں موجود تھیں اور پاکیشیائی ایجنٹ غائب ہو چکے تھے جس پر اس نے مجھے وہیں سے کال کیا تو میں نے فوری طور پر آپ کو کلب کال کیا کیونکہ ہو سکتا تھا کہ پاکیشیائی ایجنٹ وہاں سے سیدھے کلب پہنچ جاتے اور پھر آپ یہاں آ گئے اور آپ نے مجھے یہاں بلوا لیا"...... بلیک نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ پھر تو معاملہ بے حد خراب ہو گیا۔ یہ لوگ کسی بھی وقت میری رہائش گاہ یا کلب یا آفس میں بھی ریڈ کر سکتے ہیں۔ اب کیا کیا جائے"...... چیف سیکرٹری نے انتہائی پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"جب تک ان ایجنٹوں کا خاتمہ نہ ہو جائے آپ کو محتاط رہنا ہو گا"...... بلیک نے کہا۔

"کیسے ہو گا ان کا خاتمہ اور کب ہو گا"...... چیف سیکرٹری نے یکلخت بھڑکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جناب۔ سٹار ایجنسی صرف راجر تک ہی محدود نہیں ہے۔ ہماری پوری تنظیم ہے جس میں راجر سے بھی زیادہ تیز ایجنٹ موجود ہیں۔ اب وہ سناکی پہنچ چکے ہیں اور اب انہیں آسانی سے کور کیا جا سکتا ہے"...... بلیک نے کہا۔

"لیکن کیسے۔ اتنے بڑے سناکی میں کیسے انہیں تلاش کرو گے"۔ چیف سیکرٹری واقعی بری طرح گھبرا گئے تھے۔

"جناب۔ یہاں چونکہ انتہائی سخت پہرہ ہے اور سیکورٹی بھی موجود ہے اس لئے یہاں آپ ہر طرح سے محفوظ ہیں۔ البتہ آفس میں آپ کو محتاط رہنا ہو گا اور میں سٹار ایجنسی کے دو ایجنٹ وہاں آپ کی حفاظت کے لئے بھجوا دوں گا۔ اگر یہ لوگ وہاں آفس میں آئے تو فوراً ہلاک کر دیئے جائیں گے۔ البتہ کلب آپ اس وقت تک نہ جائیں جب تک ان لوگوں کا خاتمہ نہ ہو جائے"...... بلیک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ویسے تو مجھے خود بھی معلوم نہیں ہے کہ ڈاکٹر ہومز کی لیبارٹری کہاں ہے۔ اس لیبارٹری کے محل وقوع کا علم صرف ڈاکٹر ہومز کو ہے البتہ ان کا فون نمبر مجھے معلوم ہے اور باقی جو کچھ وہاں لے جانا

ہو تو ڈاکٹر ہومز خود اپنے آدمی بھیج دیتے ہیں لیکن ان ایجنٹوں کو بہرحال ختم ہونا چاہئے۔ یہ انتہائی اہم ترین فارمولا ہے"...... چیف سیکرٹری نے کہا۔

"آپ بالکل بے فکر رہیں جناب۔ یہ میری گارنٹی ہے کہ یہ لوگ مارے جائیں گے"...... بلیک نے کہا۔

"اوکے۔ اب یہ تمام ذمہ داری تمہاری ہے"...... چیف سیکرٹری نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں۔ آپ کی طرف کوئی ٹیڑھی انگلی بھی نہ اٹھا سکے گا۔ آپ کی حفاظت ہمارا فرض ہے"...... بلیک نے کہا تو چیف سیکرٹری کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔ پھر بلیک ان سے اجازت لے کر چلا گیا تو وہ اٹھے اور کوٹھی میں بنے ہوئے اپنے مخصوص آفس کی طرف بڑھ گئے۔ انہوں نے آفس میں بیٹھ کر فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ ڈاکٹر ہومز بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے ڈاکٹر ہومز کی آواز سنائی دی۔

"چیف سیکرٹری بول رہا ہوں"...... چیف سیکرٹری نے کہا۔

"اوہ۔ یس سر۔ فرمائیے۔ اس وقت کیسے کال کی ہے"۔ دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

"پاکیشیا سے سولر انرجی کا جو فارمولا حاصل کیا گیا تھا اس پر کام شروع کر دیا گیا ہے یا نہیں"...... چیف سیکرٹری نے کہا۔

"ابھی تو اس پر غور ہو رہا ہے جناب۔ اس کے بعد اس پر کام کا ہو گا۔ ابھی اس میں دو تین ماہ تو لگ ہی جائیں گے۔ کیوں آپ یں پوچھ رہے ہیں۔ کیا کوئی خاص بات ہے"۔ ڈاکٹر ہومز نے کہا۔

"ہاں۔ پاکیشیائی ایجنٹ اس فارمولے کو حاصل کرنے کے لئے یں پہنچے ہوئے ہیں اور یہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں"...... چیف ٹری نے کہا۔

"ہوتے رہیں جناب۔ جب انہیں معلوم ہی نہ ہو سکے گا کہ مولا کہاں ہے تو وہ کیا کر لیں گے۔ خود ہی ٹکریں مار کر چلے یں گے۔ آپ بے فکر رہیں۔ اب یہ چپ فان لینڈ تیار کر کے بین امی طور پر رجسٹرڈ کرائے گا اور پھر پوری دنیا کی توانائی کا کنٹرول لینڈ کے ہاتھ میں ہو گا اور روسیاہ سمیت تمام ممالک ہمارے نے بے بس ہو کر رہ جائیں گے"...... ڈاکٹر ہومز نے کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ پھر بھی آپ محتاط رہیں"...... چیف ٹری نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں۔ یہاں تو مکھی بھی میری اجازت کے بغیر ل نہیں ہو سکتی"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو چیف سیکرٹری اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ ان کے چہرے پر اب گہرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ پھر وہ اپنے بیڈ روم کی طرف بڑھ گئے۔ ڑی دیر بعد وہ گہری نیند سو چکے تھے۔

اس وقت آدھی رات سے زیادہ کا وقت گزر چکا تھا۔ ہائی آفیسرز کالونی پر گہرا سکوت طاری تھا۔ اس کالونی کے گرد اونچی چار دیواری تھی جس کے اوپر جگہ جگہ سرچ لائٹس بلب لگے ہوئے تھے۔ دیوار کے اوپر خاردار تاریں بھی موجود تھیں اور گیٹ پر باقاعدہ فورج کی سیکورٹی تھی اور بغیر تصدیق کے کسی کو اندر جانے نہ دیا جاتا تھا لیکن عمران جانتا تھا کہ اس قدر سخت سیکورٹی مسلسل کام نہیں دے سکتی کیونکہ افسران کے ملازمین نے مسلسل باہر آنا جانا ہوتا تھا اس لئے عقبی طرف سے لامحالہ کہیں نہ کہیں خفیہ راستہ موجود ہوتا ہے جسے سیکورٹی والے بھی دانستہ نظرانداز کر دیتے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ عمران اپنے ساتھیوں سمیت اس کالونی کی عقبی طرف موجود تھا۔ کار انہوں نے ایک پارکنگ میں روک دی تھی اور اس وقت سوائے نعمانی کے باقی سب وہاں موجود تھے۔ نعمانی کو عمران نے اس خفیہ

راستے کو چیک کرنے بھیجا ہوا تھا۔

"عمران صاحب۔ کالونی تو بہت بڑی ہے۔ اندر چیف سیکرٹری کی رہائش گاہ کیسے تلاش کی جائے گی"...... صدیقی نے کہا۔

"سب سے بڑی اور وسیع کوٹھی اس کی ہو گی کیونکہ اس کالونی کا سب سے بڑا افسر بھی وہی ہے"...... عمران نے جواب دیا اور اسی لمحے انہیں دور سے نعمانی تیز تیز قدم اٹھاتا واپس آتا دکھائی دیا۔

"ادھر دیوار کا ایک جوڑ ٹوٹا ہوا ہے اور وہاں سے ایک آدمی کے گزرنے کا راستہ موجود ہے۔ میں اندر ہو کر آیا ہوں"...... نعمانی نے قریب آکر کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آؤ۔ لیکن ہم نے ایک ایک کر کے اندر جانا ہے"...... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ سب ایک ایک کر کے اندر پہنچ گئے۔ ابھی وہ تھوڑا سا ہی آگے گئے ہوں گے کہ انہیں دور سے ایک آدمی آتا دکھائی دیا۔ اس کے ہاتھ میں گن تھی۔

"کون ہو تم۔ رک جاؤ"...... اس آدمی نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ کر کہا اور گن ان کی طرف سیدھی کر لی لیکن قریب پہنچ کر وہ بے اختیار ٹھٹھک کر رک گیا کیونکہ عمران اور اس کے ساتھی ایکریمین تھے۔

"تم کون ہو"...... عمران نے بڑے رعب دار لہجے میں کہا۔

"میں چوکیدار ہوں۔ آپ کون ہیں اور یہاں کیسے آ گئے

ہیں"...... چوکیدار نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہم سپیشل سیکورٹی کے آدمی ہیں اور ہم سیکورٹی چیک کر رہے ہیں۔ خاص طور پر چیف سیکرٹری صاحب کی کوٹھی کی سیکورٹی۔ کہاں ہے یہ کوٹھی"...... عمران نے پہلے سے زیادہ رعب دار لہجے میں کہا۔

"وہ تو آگے اے بلاک میں ہے۔ یہ تو بی بلاک ہے"۔ چوکیدار نے جواب دیا۔

"ہمارے ساتھ چلو اور دکھاؤ"...... عمران نے کہا۔

"لیکن آپ تو ایکریمین ہیں۔ پھر"...... چوکیدار نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"حکومت نے اسی لئے تو خصوصی چیکنگ کے لئے ایکریمیا سے ٹیم طلب کی ہے۔ ویسے تمہارے بارے میں ہم اچھی رپورٹ کریں گے اور تم یقیناً ترقی کر جاؤ گے"...... عمران نے کہا تو چوکیدار کے چہرے پر یکلخت مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"اوہ اچھا جناب۔ آپ کی مہربانی۔ میرا نام رابرٹ ہے جناب"۔ چوکیدار نے خوش ہو کر کہا اور پھر انہیں ساتھ لے کر وہ واپس چل پڑا۔ تھوڑی دیر بعد وہ چیف سیکرٹری کی کوٹھی کے عقب میں پہنچ گئے اور پھر عمران کے اشارے پر چوکیدار رابرٹ کے منہ پر ہاتھ رکھ کر اسے بے ہوش کر کے کوٹھی کی دیوار کے ساتھ لٹا دیا گیا۔ عمران نے خود اسے چیک کیا۔ اسے کم از کم دو گھنٹوں تک ہوش نہ آ سکتا تھا۔

کوٹھی کی عقبی دیوار زیادہ اونچی نہیں تھی کیونکہ شاید اندر انہیں کوئی خطرہ نہ تھا۔ ان کے خیال کے مطابق گیٹ سے کوئی غلط آدمی کالونی میں آ ہی نہ سکتا تھا۔ عمران کے اشارے پر اندر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کی گئی اور پھر وہ سب ایک ایک کر کے اس دیوار کو پھلانگ کر اندر کود گئے۔ آخر میں عمران نے بے ہوش پڑے رابرٹ کو بھی اٹھا کر دیوار کے اندر عقبی لان میں پھینک دیا کیونکہ وہ کسی بھی لمحے کسی کی نظروں میں آ سکتا تھا اس لئے عمران نے رسک لینا اچھا نہ سمجھا۔ آخر میں عمران دیوار سے کود کر اندر داخل ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ پوری کوٹھی کا راؤنڈ لگا چکے تھے۔ کوٹھی کے ملازم ایک طرف بنے ہوئے اپنے کوارٹروں میں بے ہوش پڑے ہوئے تھے جبکہ ایک بیڈ روم میں انہیں چیف سیکرٹری بھی بیڈ پر بے ہوش پڑا دکھائی دیا۔ چیف سیکرٹری اپنے مخصوص چہرے اور انداز سے ہی پہچانا گیا تھا کہ وہ چیف سیکرٹری ہے۔

"اسے اٹھا کر کرسی پر ڈالو اور رسی تلاش کر کے اسے باندھ دو"...... عمران نے کہا تو اس کے ساتھی تیزی سے حرکت میں آ گئے اور چند لمحوں بعد اسے کرسی پر بٹھا کر رسی سے باندھ دیا گیا۔ نعمانی نے جیب سے ایک شیشی نکالی اور اسے کھول کر اس نے شیشی کا دہانہ چیف سیکرٹری کی ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے شیشی ہٹائی اور اس کا ڈھکن لگا کر اس نے اسے واپس جیب میں ڈال لیا جبکہ عمران کے علاوہ باقی ساتھی باہر چلے گئے تھے تاکہ نگرانی کر سکیں۔

عمران سامنے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ نعمانی بھی واپس آکر اس کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"اس کی فیملی بھی ہے یا نہیں"...... عمران نے نعمانی سے پوچھا۔

"نہیں۔ شاید کہیں گئی ہوئی ہے کیونکہ باقی سب ملازمین ہیں"...... نعمانی نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کچھ دیر بعد چیف سیکرٹری نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ اس کے ساتھ ہی اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے رسیوں سے بندھے ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر رہ گیا۔

"یہ یہ یہ۔ کیا مطلب۔ تم۔ تم کون ہو"...... چیف سیکرٹری نے پوری طرح ہوش میں آتے ہی انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم فان لینڈ کے سب سے بڑے عہدیدار ہو اس لئے تمہارے حق میں یہی بہتر ہے کہ جو کچھ میں پوچھوں وہ بتا دو ورنہ تمہاری آنکھیں نکال دی جائیں گی، کان کاٹ دیئے جائیں گے اور ہڈیاں توڑ دی جائیں گی"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"تم۔ تم۔ کیا مطلب۔ کون ہو تم۔ یہاں کیسے پہنچ گئے"۔ چیف سیکرٹری نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میرا نام علی عمران ہے اور ہمارا تعلق پاکیشیا سے ہے۔ تم نے پاکیشیا کا انتہائی قیمتی فارمولا ناجائز طور پر حاصل کیا ہے۔ ہمارے

انتہائی اہم سائنس دان کو ہلاک کیا ہے"...... عمران کے لہجے میں غراہٹ مزید بڑھ گئی۔

"تم۔ تم یہاں پہنچ گئے۔ تم۔ کیسے۔ اوہ۔ اوہ"...... چیف سیکرٹری نے اب نمایاں طور پر کانپنا شروع کر دیا تھا۔

"ڈاکٹر ہومز کی لیبارٹری کہاں ہے۔ تفصیل بتاؤ"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"مم۔ مم۔ مجھے نہیں معلوم۔ بلکہ کسی کو بھی نہیں معلوم"۔ چیف سیکرٹری نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا کیونکہ اس نے محسوس کر لیا تھا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تمہیں معلوم نہ ہو۔ تم نے فارمولا ڈاکٹر ہومز کو بھجوایا ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"وہ۔ وہ ڈاکٹر ہومز کا آدمی آکر لے گیا تھا۔ میں واقعی نہیں جانتا۔ ڈاکٹر ہومز فان لینڈ کا سب سے بڑا سائنس دان ہے۔ اس نے اپنے طور پر لیبارٹری تیار کی ہے۔ ہمارا رابطہ صرف فون پر ہے اور بس۔ اس لیے ضرورت کی رقم اس کا آدمی آکر مجھ سے لے جاتا ہے۔ اس نے لیبارٹری کو انتہائی خفیہ رکھا ہوا ہے لیکن۔ لیکن تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ پاکیشیائی فارمولا ڈاکٹر ہومز کے پاس ہے"۔ چیف سیکرٹری نے بات کرتے کرتے چونک کر کہا۔

"اس سے ہمارے سائنس دان ڈاکٹر فیاض احمد نے اس فارمولے کے بارے میں بات کی تھی۔ اس کے بعد واردات ہو گئی

اس لئے ہمیں معلوم ہے کہ یہ سب کچھ ڈاکٹر ہومز نے کرایا ہے۔
کا فون نمبر کیا ہے"...... عمران نے کہا تو چیف سیکرٹری نے
فون نمبر بتا دیا۔ بیڈ روم میں فون موجود تھا۔

"نعمانی ۔ یہ نمبر پریس کر کے رسیور اس کے کان سے لگا د
عمران نے نعمانی سے کہا تو نعمانی اٹھا اور اس نے رسیور اٹھا کر
پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"اب کنفرم کراؤ کہ یہ نمبر واقعی ڈاکٹر ہومز کا ہے"...... عمر
نے کہا۔

"اس وقت ۔ اس وقت تو وہ سو چکا ہو گا"...... چیف سیکر
نے کہا۔

"اسے جگاؤ اور کنفرم کراؤ ورنہ گولی مار دوں گا"...... عمران نے
غراتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے نعمانی نے لاؤڈر کا بٹن پریس کر کے رسی
چیف سیکرٹری کے کان سے لگا دیا۔

"یس"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"چیف سیکرٹری سر کارلس بول رہا ہوں۔ ڈاکٹر ہومز سے بات
کراؤ"...... چیف سیکرٹری نے کہا۔

"ج ۔ جناب ۔ وہ تو سو رہے ہیں جناب"...... دوسری طرف سے
بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"انہیں جگاؤ ۔ نانسنس ۔ اہم بات کرنی ہے"...... چیف
سیکرٹری نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس سر ۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو ۔ ڈاکٹر ہومز بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک خمار
آلود آواز سنائی دی۔

"چیف سیکرٹری سر کارلس بول رہا ہوں ڈاکٹر ہومز ۔ مجھے ابھی
ابھی اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹوں نے آپ کی لیبارٹری پر حملہ
کر دیا ہے ۔ کیا واقعی ایسا ہے"...... چیف سیکرٹری نے کہا۔

"کس نے آپ کو اطلاع دی ہے جناب"...... دوسری طرف سے
حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"سٹار ایجنسی والوں نے ۔ کیوں"...... چیف سیکرٹری نے کہا۔

"جناب ۔ اطلاع غلط ہے ۔ سٹار ایجنسی والوں کو خود معلوم
نہیں ہو گا کہ میری لیبارٹری کہاں ہے۔ سوائے میرے اور کسی کو
بھی معلوم نہیں ہے تو پھر حملہ کیسے ہو سکتا ہے۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے
کہ میری لیبارٹری کے علاوہ کسی اور لیبارٹری پر حملہ کر دیا گیا ہو۔
میں نے پہلے بھی آپ سے کہا تھا کہ آپ بے فکر رہیں۔ ہم تک کوئی
نہیں پہنچ سکتا"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے ۔ سوری ۔ آپ کو ڈسٹرب کیا۔ مجھے اب تسلی ہو گئی
ہے"...... چیف سیکرٹری نے کہا۔

"کوئی بات نہیں جناب"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو نعمانی
نے رسیور اس کے کان سے ہٹا کر کریڈل پر رکھ دیا۔

"ڈاکٹر ہومز کانفرنسوں میں تو شریک ہوتے رہتے ہوں گے"۔

عمران نے کہا۔

"ہاں ۔ کیوں "...... چیف سیکرٹری نے چونک کر پوچھا۔

"ان کا حلیہ اور قدوقامت کی تفصیل بتاؤ"...... عمران نے کہا۔

"میں ان سے کبھی نہیں ملا ۔ صرف فون پر بات ہوتی ہے "۔ چیف سیکرٹری نے کہا تو عمران نے جیب سے خنجر نکال لیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ اب تم نے جھوٹ بولنا شروع کر دیا ہے۔ نعمانی اس کی ایک آنکھ نکال دو "...... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو نعمانی نے عمران کے ہاتھ سے خنجر لیا اور اٹھ کر تیزی سے چیف سیکرٹری کی طرف بڑھ گیا۔

" رک جاؤ ۔ رک جاؤ ۔ بتاتا ہوں"...... چیف سیکرٹری نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

" وہیں رک جاؤ نعمانی ۔ اب جیسے ہی یہ جھوٹ بولے اس کی آنکھ نکال دینا"...... عمران نے کہا۔

" نہیں ۔ نہیں ۔ میں اب جھوٹ نہیں بولوں گا"...... چیف سیکرٹری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تفصیل سے ڈاکٹر ہومز کا حلیہ اور قدوقامت کے بارے میں بتانا شروع کر دیا۔ عمران نے چند مزید سوالات کئے اور اس بار چیف سیکرٹری نے فوراً ان سوالوں کے درست جواب دے دیئے۔

" سنو ۔ اب ہم جا رہے ہیں لیکن اگر تم نے کسی کو ہمارے بارے میں بتایا تو پھر تم زندہ نہیں رہو گے ۔ اسے ہمارا احسان

سمجھنا کہ ہم تمہیں زندہ چھوڑ کر واپس جا رہے ہیں"...... عمران نے کہا۔

" مم ۔ میں کسی کو کچھ نہیں بتاؤں گا۔ تمہارا شکریہ "...... چیف سیکرٹری نے کہا۔

" اسے ہاف آف کر دو"...... عمران نے کہا تو نعمانی کا بازو گھوما اور کنپٹی پر بھرپور ضرب لگتے ہی چیف سیکرٹری کے حلق سے چیخ نکلی لیکن ایک ہی ضرب اس کے لئے کافی ہوئی۔

" اسے کھول کر بیڈ پر لٹا دو "...... عمران نے کہا۔

" لیکن عمران صاحب ۔ یہ ہوش میں آتے ہی سب کو بتا دے گا ۔ اسے آف نہ کر دیا جائے "...... نعمانی نے کہا۔

" یہ ملک کا سب سے بڑا عہدے دار ہے ۔ اس کی موت سے پوری حکومت حرکت میں آجائے گی ۔ اگر یہ بتا بھی دے گا تو پھر کیا ہو گا"...... عمران نے کہا تو نعمانی نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر رسیاں کاٹ کر اس نے چیف سیکرٹری کو اٹھا کر بیڈ پر لٹا دیا اور پھر وہ دونوں باہر آگئے ۔

" کیا ہوا "...... صدیقی نے پوچھا۔

" کچھ نہیں ۔ اب ہم نے واپس جانا ہے ۔ وہ چوکیدار ابھی تک اندر بے ہوش پڑا ہے اسے اٹھا کر باہر لٹا دینا ۔ عقبی دروازہ کھول کر تم سب باہر چلے جاؤ ۔ میں آخر میں اسے بند کر کے دیوار پھلانگ کر باہر آ جاؤں گا"...... عمران نے کہا تو سب خاموشی سے عقبی طرف آ

گئے اور پھر عمران نے دروازہ کھول کر بے ہوش پڑے رابرٹ کو بھی اٹھا کر باہر دیوار کے ساتھ لٹا دیا۔ آخر میں عمران نے دروازہ اندر سے بند کیا اور دیوار پھلانگ کر باہر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ بغیر کسی کی نظروں میں آئے اس عقبی دیوار کے رخنے سے نکل کر پارکنگ میں پہنچ گئے جہاں ان کی کار موجود تھی اور پھر تھوڑی دیر بعد ان کی کار واپس رہائش گاہ کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔

"عمران صاحب ۔ کیا لیبارٹری کا محل وقوع معلوم ہو گیا ہے"...... صدیقی نے رہائش گاہ پر پہنچ کر کہا تو عمران نے اسے ساری بات تفصیل سے بتا دی۔

"پھر کیسے اسے ٹریس کیا جائے گا"...... صدیقی نے حیران ہو کر کہا۔

"اس کا فون نمبر معلوم ہے اور عام فون ہے اس لئے ابھی معلوم ہو جائے گا"...... عمران نے کہا اور فون کی رسیور اٹھا کر اس نے انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

"یس ۔ انکوائری پلیز"...... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"چیف آف ملٹری انٹیلی جنس سر نیلسن بول رہا ہوں"۔ عمران نے مقامی لہجے میں کہا لیکن اس کا لہجہ بے حد تحکمانہ تھا۔

"یس سر ۔ حکم سر"...... دوسری طرف سے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"ایک فون نمبر نوٹ کرو اور چیک کر کے بتاؤ کہ یہ فون کس نام سے اور کہاں نصب ہے۔ اچھی طرح چیک کرنا۔ یہ انتہائی اہم سرکاری معاملہ ہے"...... عمران نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یس سر ۔ فرمائیں سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے ڈاکٹر ہومز کا فون نمبر بتا دیا۔

"ہولڈ کریں سر ۔ میں ابھی چیک کر کے بتاتی ہوں"۔ انکوائری آپریٹر نے کہا۔

"اچھی طرح اور احتیاط سے چیک کرنا"...... عمران نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو سر"...... تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد انکوائری آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"یس"...... عمران نے کہا۔

"جناب ۔ یہ فون نمبر مارک انتھونی کے نام پر ہے اور یہ سناکی کے انڈسٹریل زون کے پلاٹ نمبر تیرہ پر نصب ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اچھی طرح چیک کیا ہے تم نے۔ کوئی غلطی تو نہیں کی"۔ عمران نے کہا۔

"نو سر ۔ میں نے اچھی طرح چیک کیا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے ۔ اب یہ کہنے کی تو ضرورت نہیں کہ اٹ از سٹیٹ

سیکرٹ "...... عمران نے کہا۔

"یس سر۔ میں سمجھتی ہوں سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"اب نقشہ لے آؤ تاکہ اس زون میں اس پلاٹ کو مارک کر لیا جائے "...... عمران نے کہا تو صدیقی سر ہلاتا ہوا اٹھ کر الماری کی طرف بڑھ گیا۔

سٹار ایجنسی کا چیف بلیک اپنے آفس میں موجود تھا۔ چیف سیکرٹری سے اس کی رہائش گاہ پر ملاقات کرنے کے بعد اس نے سٹار ایجنسی کے دو انتہائی اہم ایجنٹوں کو فوری طور پر اپنے آفس میں کال کر لیا تھا۔ گو اس وقت رات کافی گزر چکی تھی لیکن بلیک اپنی رہائش گاہ پر جانے کی بجائے اپنے آفس میں موجود تھا کیونکہ راجر کی اس طرح موت نے اسے ہلا کر رکھ دیا تھا اس لئے وہ چاہتا تھا کہ جس قدر جلد ممکن ہو سکے ان پاکیشیائی ایجنٹوں کو تلاش کر کے ختم کر دیا جائے ۔ جن دو ایجنٹوں کو اس نے کال کیا تھا یہ دونوں میاں بیوی تھے ۔ مرد کا نام آسکر تھا جبکہ عورت کا نام جیگی تھا۔ دونوں ایکریمیا سے نہ صرف انتہائی تربیت یافتہ تھے بلکہ انہوں نے طویل عرصہ تک ایکریمیا کی سرکاری ایجنسیوں میں بھی کام کیا تھا اور وہاں ان کے بے شمار کارناموں کی رپورٹس موجود تھیں لیکن چونکہ یہ دونوں فان لینڈ

کے باشندے تھے اس لئے جب سٹار ایجنسی قائم کی گئی تو بلیک نے ان دونوں کو فان لینڈ بلا کر سٹار ایجنسی میں شامل کر لیا اور ان کے تحت ایک علیحدہ سیکشن بنا دیا جسے اے سیکشن کہا جاتا تھا اور آسکر اور جیگی دونوں اس سیکشن کے انچارج تھے۔ آسکر زیادہ تر آفس میں کام کرنے اور پلاننگ کرنے کا ماہر تھا جبکہ جیگی فیلڈ میں کام کرتی تھی اور راجر نے اسے بتایا تھا کہ جیگی کا نام بلیک ایریا میں بھی احترام سے لیا جاتا ہے کیونکہ اس نے بلیک ایریا کے بڑے بڑے ماہر لڑاکوں کو چند لمحوں میں ختم کر دیا تھا۔ وہ نہ صرف بہترین نشانہ باز تھی بلکہ مارشل آرٹ میں اس کی مہارت بھی انتہا درجے کی تھی حالانکہ بظاہر وہ ایک عام سی خوبصورت عورت تھی جو چہرے مہرے سے معصوم اور سادہ لوح نظر آتی تھی لیکن جب وہ لڑنے پر آتی تو بڑے بڑے لڑاکے بھی اس سے پناہ مانگتے تھے اس لئے اسے یقین تھا کہ اے سیکشن ان پاکیشیائی ایجنٹوں کو نہ صرف ٹریس کر لے گا بلکہ انہیں ہلاک کرنے میں بھی کامیاب ہو جائے گا اس لئے وہ بیٹھا ان کا انتظار کر رہا تھا کہ دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی۔

"یس کم ان" .... بلیک نے اونچی آواز میں کہا تو دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور ورزشی جسم کا نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے ایک دبلی پتلی اور سمارٹ سی لڑکی تھی جس کے سنہرے بال اس کے شانوں پر پڑے ہوئے تھے۔ اس نے سرخ رنگ کا سکرٹ پہنا ہوا تھا جبکہ مرد جس کا نام آسکر جو اس لڑکی کا شوہر تھا اس نے نیوی بلیو کلر

کا سوٹ پہنا ہوا تھا۔

"آؤ بیٹھو" .... بلیک نے ان دونوں کے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا اور وہ دونوں میز کی دوسری طرف کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"چیف۔ آپ اس وقت آفس میں موجود ہیں اور آپ نے اس وقت ایمرجنسی کال کیا ہے۔ کوئی خاص بات ہے" .... آسکر نے کہا جبکہ جیگی خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔

"تمہیں راجر کے بارے میں اطلاع مل چکی ہے" .... بلیک نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

"راجر کے بارے میں۔ کیسی اطلاع چیف" .... آسکر نے حیران ہو کر اور چونک کر کہا جبکہ اس بار جیگی بھی چونک پڑی تھی۔

"راجر کو ہلاک کر دیا گیا ہے" .... بلیک نے کہا تو وہ دونوں بے اختیار اچھل پڑے۔ ان کے چہروں پر شدید ترین حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"راجر ہلاک ہو گیا۔ کیسے۔ کس نے کیا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے" .... آسکر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا تو بلیک نے اسے راجر کے ذریعے پاکیشیا سے فارمولا حاصل کرنے سے لے کر راجر کی ہلاکت تک کی تمام تفصیل بتا دی۔

"پاکیشیائی ایجنٹ یہاں پہنچ چکے ہیں اور آپ نے ہمیں اطلاع ہی نہیں دی" .... آسکر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے یقین تھا کہ راجر انہیں کور کر لے گا اور ویسے اس نے

انہیں کور بھی کر لیا تھا لیکن بس وہ مار کھا گیا۔ اس طرح خود بھی ہلاک ہو گیا اور وہ لوگ بھی نکل جانے میں کامیاب ہو گئے۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ اس لیبارٹری جس میں فارمولا بھجوایا گیا ہے اس کے بارے میں سوائے چیف سیکرٹری کے اور کسی کو بھی علم نہیں ہے اور چیف سیکرٹری کو بھی صرف فون نمبر معلوم ہے۔ محل وقوع کا انہیں بھی علم نہیں ہے اس لئے ان پاکیشیائی ایجنٹوں نے بہرحال اس لیبارٹری کو ٹریس کرنا ہے اس لئے میں نے ابھی چیف سیکرٹری صاحب سے ملاقات کی ہے اور انہیں محتاط رہنے کا کہا ہے لیکن انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں ان ایجنٹوں کو ہر صورت میں فوری طور پر ہلاک کرا دوں کیونکہ یہ فارمولا اس قدر اہم ہے کہ اگر ہم نے اس فارمولے پر کام مکمل کر لیا تو پوری دنیا حتیٰ کہ سپر پاورز بھی فان لینڈ کے تحت آجائیں گی"...... بلیک نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کیا یہ کسی جنگی ہتھیار کا فارمولا ہے چیف"...... جینگی نے پہلی بار بات کرتے ہوئے کہا۔ اس کی آواز مترنم اور لہجے میں بے پناہ لوچ تھا۔

"نہیں۔ یہ سولر انرجی کی چپ کا فارمولا ہے"...... بلیک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سولر انرجی کی چپ۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں"...... آسکر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو بلیک نے اسے تفصیل بتانا شروع کر دی کہ اس چپ کی ایجاد کیسے دنیا بھر میں انقلاب برپا کر دے گی

اور تیل اور توانائی کے دیگر تمام ذرائع یکلخت بے کار ہو کر رہ جائیں گے تو آسکر اور جینگی دونوں کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

"اوہ۔ اوہ۔ اس قدر اہم فارمولا۔ ٹھیک ہے چیف۔ آپ نے اچھا کیا کہ ہمیں کال کر لیا۔ ہم ان پاکیشیائی ایجنٹوں کا اب ہر صورت میں خاتمہ کر دیں گے۔ آپ ان کے بارے میں تفصیلات بتا دیں"...... آسکر نے کہا۔

"یہ پانچ مردوں پر مشتمل گروپ ہے اور دنیا کے خطرناک ترین ایجنٹ سمجھے جاتے اور راجر کے ساتھ جو کچھ ہوا اس سے تمہیں خود ہی اندازہ ہو جانا چاہئے لیکن انہیں یہ معلوم نہیں ہو گا کہ تم ان کے خلاف کام کر رہے ہو اس لئے وہ آسانی سے مار کھا جائیں گے۔ تم انہیں ٹریس کر کے فوری ہلاک کر دو"...... بلیک نے کہا۔

"لیکن چیف۔ اتنے بڑے دارالحکومت میں انہیں کیسے ٹریس کیا جا سکتا ہے۔ ان کے حلیئے وغیرہ۔ کچھ تو معلوم ہو"...... آسکر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ وہ میک اپ کے ماہر ہیں اس لئے ان کے حلیئے تمہیں کوئی فائدہ نہیں دے سکتے۔ تم پورے سناکی میں مشکوک گروپس کو چیک کرتے رہو۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ چیف سیکرٹری کے آفس میں ریڈ کریں کیونکہ ان کی رہائش گاہ تک تو وہ پہنچ ہی نہیں سکتے۔ وہاں چیکنگ سے بھی تم انہیں ٹریس کر سکتے ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ تم تمام ہوٹلز چیک کراؤ اور ایسی تمام ایجنسیاں چیک

کراؤ جو غیر ملکیوں کو رہائش گاہیں مہیا کرتی ہیں لیکن ایک بات بتا دوں کہ جیسے ہی ان کا پتہ چلے انہیں فوری ہلاک کر دینا۔ چیکنگ وغیرہ بعد میں کرتے رہنا ورنہ انہیں موقع مل گیا تو یہ نکل جائیں گے"...... بلیک نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو بلیک بے اختیار چونک پڑا کیونکہ اس وقت آفس میں کسی کے فون آنے کا وہ سوچ بھی نہ سکتا تھا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ بلیک بول رہا ہوں"...... بلیک نے کہا۔

"چیف سیکرٹری کارلس بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے چیف سیکرٹری کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی تو بلیک بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ۔ آپ اس وقت۔ آپ نے یہاں آفس میں فون کیا ہے"...... بلیک نے چونک کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر لاؤڈر کا بٹن خود ہی پریس کر دیا کیونکہ اس وقت چیف سیکرٹری کے یہاں فون کرنے اور پھر ان کے لہجے سے ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ پاکیشیائی ایجنٹوں کے سلسلے میں کوئی خاص بات ہو گئی ہے اور یہ بات وہ آسکر اور جیگی دونوں کے نوٹس میں لانا چاہتا تھا۔

"میں نے پہلے تمہاری رہائش گاہ پر کال کیا لیکن وہاں سے پتہ چلا کہ تم آفس میں ہو"...... دوسری طرف سے اسی طرح برہم لہجے میں کہا گیا۔

"کیا ہوا ہے سر۔ کوئی خاص بات ہے"...... بلیک نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تم پوچھ رہے ہو کہ کوئی خاص بات۔ وہ پاکیشیائی ایجنٹ میرے سر پر پہنچ گئے ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو بلیک کے ساتھ ساتھ آسکر اور جیگی دونوں بے اختیار چونک پڑے۔

"آپ کے پاس پاکیشیائی ایجنٹ۔ لیکن جناب۔ وہاں تو انتہائی سخت چیکنگ اور نگرانی ہے۔ پھر یہ کیسے ممکن ہو گیا"...... بلیک نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ چیک پوسٹ پر سرے سے آئے ہی نہیں۔ نجانے کہاں سے میری کوٹھی میں داخل ہوئے اور میں اپنے بیڈ روم میں سو رہا تھا کہ اچانک انہوں نے مجھے بے ہوش کر کے کرسی پر باندھ دیا اور پھر مجھے ہوش میں لایا گیا۔ وہ مجھ سے لیبارٹری کے بارے میں پوچھنا چاہتے تھے۔ میں نے انہیں بتا دیا کہ لیبارٹری کا کسی کو بھی علم نہیں حتیٰ کہ مجھے بھی نہیں۔ وہ ڈاکٹر ہومز کا نام جانتے تھے۔ بہرحال ان کے تشدد سے بچنے کے لئے میں نے انہیں ڈاکٹر ہومز کا فون نمبر بتا دیا اور پھر انہوں نے میری بات ڈاکٹر ہومز سے کرائی تاکہ وہ کنفرم کرا سکیں کہ واقعی میں نے انہیں درست فون نمبر بتایا ہے اور پھر وہ مجھے ضرب لگا کر بے ہوش کر کے واپس چلے گئے۔ پھر مجھے ہوش آیا تو میں اپنے بیڈ پر موجود تھا۔ میں نے اٹھ کر کوٹھی کی چیکنگ کی تو پوری کوٹھی کے ملازمین بے ہوش پڑے ہوئے تھے اور کوٹھی سے باہر موجود مسلح

دربانوں کو کسی بات کا علم تک نہیں تھا۔ عقبی دروازہ اندر سے بند
تھا۔ نجانے وہ انسان تھے یا جن"...... چیف سیکرٹری نے چیخ چیخ کر
بتاتے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں سر۔ میں نے سٹار ایجنسی کے اے سیکشن کی
ڈیوٹی لگا دی ہے۔ وہ جلد ہی انہیں ٹریس کر کے ختم کر دیں گے"۔
بلیک نے کہا۔

"مسٹر بلیک۔ یہ انتہائی خوفناک بات ہے کہ اس ملک کے
چیف سیکرٹری کو بھی تحفظ حاصل نہیں ہے۔ میں صبح پرائم منسٹر اور
پریذیڈنٹ صاحب سے بات کروں گا کہ یہاں اس قدر ایجنسیاں،
پولیس اور فوج رکھنے کا کیا فائدہ۔ آپ جلد از جلد ان ایجنٹوں کا خاتمہ
کریں ورنہ ہو سکتا ہے کہ آپ کی ایجنسی ہی ختم کر دی جائے"۔
دوسری طرف سے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی
رابطہ ختم ہو گیا تو بلیک نے رسیور رکھ دیا۔

"تم نے سن لیا آسکر اور جینگی۔ میرا خیال تھا کہ وہ وہاں تک نہ
پہنچ سکیں گے لیکن وہ وہاں پہنچ بھی گئے اور ساری چیکنگ وغیرہ دھری
کی دھری رہ گئی"...... بلیک نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں چیف۔ ہم اب جلد از جلد انہیں ٹریس کر کے
ختم کر دیں گے۔ اب ہمیں اندازہ ہو گیا ہے کہ یہ لوگ عام ایجنٹ
نہیں ہیں"...... آسکر نے کہا۔

"چیف۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں ایک فون کر لوں"۔ جینگی

نے کہا۔

"ہاں۔ کر لو"...... بلیک نے کہا تو جینگی اٹھ کر میز کے قریب
آئی اور اس نے رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر
دیئے۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دینے لگی کیونکہ لاؤڈر کا
بٹن پہلے ہی پریسڈ تھا۔

"کسے فون کر رہی ہو اس وقت جینگی"...... آسکر نے پوچھا۔

"میں بتاتی ہوں۔ میرے ذہن میں ایک خیال آیا ہے۔ میں اسے
کنفرم کرنا چاہتی ہوں"...... جینگی نے کہا۔ اسی لمحے دوسری طرف سے
رسیور اٹھا لیا گیا۔

"جان پال بول رہا ہوں"...... ایک سخت سی آواز سنائی دی۔

"پال۔ میں جینگی بول رہی ہوں"...... جینگی نے کہا۔

"اوہ۔ تم اور اس وقت۔ کیا کوئی خاص بات ہے"...... دوسری
طرف سے چونک کر کہا گیا۔

"جان پال۔ کیا تم پاکیشیائی ایجنٹوں کے بارے میں کچھ جانتے
ہو"...... جینگی نے کہا۔

"پاکیشیائی ایجنٹ۔ کن ایجنٹوں کی بات کر رہی ہو"۔ دوسری
طرف سے چونک کر کہا گیا۔

"پانچ افراد کا گروپ ہے جس نے راجر کو بھی ہلاک کر دیا ہے۔
میں تو تم سے ان کے بارے میں پوچھنا چاہتی ہوں کیونکہ مجھے معلوم
ہے کہ تم ایکریمیا کی ریڈ ایجنسی کے ایشیا ڈیسک پر کام کر چکے ہو"۔

جنگی نے کہا۔

" اوہ ۔اوہ ۔ تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں معلوم کرنا چاہتی ہو۔ مجھے اطلاع مل چکی ہے کہ راجر نے انہیں زروک کے ہوٹل گرانڈ میں بے ہوش کرا کر یہاں سناکی میں منگوالیا تھا اور پھر وہ راجر کو ہلاک کر کے نکل گئے "...... پال نے چونک کر کہا۔

" وہی ہوں گے ۔ان کے بارے میں کیا تفصیل ہے "...... جنگی نے کہا۔

" کیا تمہاری سٹار ایجنسی کے خلاف یہ لوگ کام کر رہے ہیں "۔ پال نے پوچھا۔

" نہیں ۔ پاکیشیا سے ایک فارمولا راجر نے حاصل کیا تھا۔ یہ لوگ اس فارمولے کے پیچھے آئے ہیں لیکن جس لیبارٹری میں وہ فارمولا موجود ہے اس کے بارے میں چیف سیکرٹری تک نہیں جانتے اور ہم نے انہیں ٹریس کر کے ختم کرنا ہے"...... جنگی نے کہا۔

" تو پھر سن لو کہ یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا گروپ ہے جس کے لیڈر کا نام علی عمران ہے۔ یہ دنیا کے تیز ترین اور انتہائی خطرناک ترین ایجنٹ ہیں۔ ایکریمیا کی ریڈ ایجنسی اور بلیک ایجنسی بھی آج تک ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں۔ راجر نے حماقت کی ہو گی کہ انہیں ہوش میں لا کر ان سے پوچھ گچھ کی ہو گی ۔اگر وہ انہیں بے ہوشی کے عالم میں ہی ہلاک کر دیتا تو شاید راجر کا نام پوری دنیا میں مشہور ہو

جاتا کیونکہ ان لوگوں کو ناقابل تسخیر سمجھا جاتا ہے"...... پال نے کہا۔

" کیا تم کوئی ٹپ دے سکتے ہو کہ ہم انہیں کس طرح ٹریس کریں"...... جنگی نے کہا۔

" جہاں وہ لیبارٹری ہے وہاں پہنچ جاؤ کیونکہ یہ لوگ صرف ٹارگٹ کے پیچھے کام کرتے ہیں اور یہ ادھر ادھر دیکھتے تک نہیں اور اگر ان کا ٹارگٹ وہ لیبارٹری ہے تو پھر سمجھ لو کہ چاہے تم اسے پوری دنیا سے خفیہ رکھ لو لیکن انہوں نے بہرحال اسے ٹریس کر لینا ہے ایسے معاملات میں وہ پوری دنیا میں مشہور ہیں اور جیسے ہی یہ لیبارٹری ٹریس ہوئی وہ پلک جھپکنے میں اس پر ریڈ کر دیں گے"۔ پال نے کہا۔

" بہرحال یہ تو ہوتا رہے گا۔ تم یہ بتاؤ کہ انہیں ٹریس کیسے کیا جائے"...... جنگی نے کہا۔

" عام طور پر یہ لوگ ہوٹلوں میں نہیں رہتے ۔انہوں نے یہاں کسی پراپرٹی سٹیٹ ایجنسی کے ذریعے کوئی رہائش گاہ حاصل کی ہو گی تم ایسی رہائش گاہوں کو چیک کراؤ۔ کہیں نہ کہیں سے ان کا پتہ چل ہی جائے گا"...... پال نے جواب دیا۔

" لیکن یہ تو طویل کارروائی ہو گی کوئی شارٹ کٹ بتاؤ پال۔ شارٹ کٹ"...... جنگی نے کہا۔

" لیکن مجھے کیا فائدہ ہو گا جنگی"...... دوسری طرف سے پال نے

کہا۔

" تم انہیں ٹریس کرنے میں ہماری مدد کرو تم جو معاوضہ کہو گے وہ تمہیں مل جائے گا۔ میرا وعدہ"...... جیگی نے چیف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور چیف بلیک نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" میں انہیں چند گھنٹوں میں ٹریس کر سکتا ہوں لیکن معاوضہ ایک لاکھ ڈالر لوں گا"...... پال نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ مجھے منظور ہے لیکن معلومات حتمی ہونی چاہئیں"۔ جیگی نے کہا۔

" تم سے کہاں اب بات ہو سکتی ہے"...... پال نے کہا۔

" میرے ذاتی موبائل سیٹ کا نمبر نوٹ کر لو"...... جیگی نے کہا اور ساتھ ہی نمبر بتا دیا۔

" اوکے۔ کل دس بجے سے پہلے پہلے میں انہیں ٹریس کر لوں گا"...... پال نے کہا تو جیگی نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

" پال بے حد تیز طرار آدمی ہے چیف۔ اس نے پورے سناکی میں مخبری کا نیٹ ورک بنایا ہوا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ انہیں ٹریس کر لے گا اور ایک بار وہ ٹریس ہو جائیں پھر آپ دیکھیں گے کہ وہ دوسرا سانس بھی نہ لے سکیں گے"...... جیگی نے رسیور رکھ کر کہا تو چیف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" بہرحال اب یہ تمہارا کام ہے جس طرح پورا ہو سکے کرو"۔ بلیک نے کہا۔

" آپ بے فکر رہیں"...... آسکر نے کہا اور پھر وہ دونوں اٹھ کر کمرے سے باہر چلے گئے تو بلیک بھی اٹھا تاکہ اپنی رہائش گاہ پر جا سکے اب اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔

سناکی کا انڈسٹریل ایریا بے حد وسیع و عریض تھا۔ سڑکیں بے حد فراخ اور ہموار تھیں۔ رات گہری ہونے کے باوجود ان سڑکوں پر ٹریفک خاصی تعداد میں تھی جس میں ہیوی لوڈر ٹرکوں کی تعداد سب سے زیادہ تھی۔ اس کے بعد کاریں تھیں۔ انڈسٹریل ایریا میں موجود فیکٹریاں شاید چوبیس گھنٹے کام کرتی تھیں اس لئے وہاں شفٹیں تبدیل ہوتی رہتی تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ وہاں سڑکوں پر ہر وقت خاصی ٹریفک رواں رہتی تھی۔ عمران اپنے ساتھیوں سمیت ایک کار میں سوار انڈسٹریل ایریا میں داخل ہوا۔ پلاٹ نمبر تیرہ کے متعلق اس کا خیال تھا کہ وہ انڈسٹریل ایریا کے آغاز میں ہی ہو گا لیکن جب اس نے اندر داخل ہو کر چیکنگ شروع کی تو اسے معلوم ہوا کہ یہاں الٹی گنتی رکھی گئی ہے۔ ابتدائی نمبرز سب سے آخر میں تھے۔ چنانچہ وہ نمبرز دیکھتے ہوئے آخر تک چلے گئے اور پھر وہاں موجود روڈ پر بورڈ کی وجہ سے ان کی رہنمائی ہوتی رہی اور جب تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کی ڈرائیونگ کے بعد وہ تیرہ نمبر پلاٹ کے قریب پہنچے تو عمران نے کار

کچھ پہلے ہی سائیڈ میں کر کے روک دی۔ تیرہ نمبر پلاٹ پر کوئی رائس فیکٹری بنی ہوئی تھی لیکن یہ فیکٹری بند تھی اس کے اندر گھپ اندھیرا چھایا ہوا تھا اور اس کا بڑا پھاٹک بھی بند تھا اور باہر بڑا سا تالا صاف دکھائی دے رہا تھا۔ البتہ رائس فیکٹری کا بڑا سا لیکن پرانا بورڈ دور سے ہی نظر آ رہا تھا۔ سڑک پر موجود مرکری لائٹس جل رہی تھیں اس لئے بورڈ آسانی سے پڑھا جا سکتا تھا۔

"میرا خیال ہے عمران صاحب کہ اسے ڈاج دینے کے لئے اس انداز میں رکھا گیا ہے۔ لیبارٹری لازماً اس کے نیچے ہو گی"...... سائیڈ سیٹ پر موجود صدیقی نے کہا۔

"ہاں۔ لگتا تو ایسا ہی ہے۔ بہرحال اندر جا کر معلوم ہو گا۔ تم یہیں رکو میں اندر جاتا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"نہیں عمران صاحب۔ ہم اکٹھے ہی اندر جائیں گے تاکہ اگر واقعی نیچے لیبارٹری ہے تو پھر اسے ابھی تباہ کر دیں۔ ابھی صبح ہونے میں کافی دیر ہے اور اس دوران آپریشن کیا جا سکتا ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"تمہارے اندر واقعی چیف والی خصوصیات پیدا ہو چکی ہیں۔ تم ہر جگہ اپنی بات منوانے کی کوشش کرتے ہو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ ایسی بات نہیں عمران صاحب۔ میں نے تو اپنی رائے ظاہر کی ہے اگر آپ حکم دیں تو ہم رک جاتے ہیں"...... صدیقی نے

قدرے شرمندہ ہوتے ہوئے کہا۔

"چلو اب تم نے کہا ہے تو پھر بھگتو بھی سہی"...... عمران نے کہا اور کار کو اس نے آگے بڑھا کر ایک زیر تعمیر عمارت کی سائیڈ دیوار کے ساتھ روک دیا تاکہ سڑک سے ان کی کار کسی کو نظر نہ آئے ورنہ یہاں پارکنگ کے بغیر کار روکنا سنگین جرم سمجھا جاتا تھا اس لئے اس کو خطرہ تھا کہ اگر پولیس کی کوئی گاڑی ادھر آنکلی تو ان کی کار پولیس اسٹیشن پہنچ جائے گی۔

"بیگ اٹھالو"...... عمران نے کہا تو کار کی ڈگی میں موجود سیاہ رنگ کے بیگ نکال کر صدیقی اور اس کے ساتھیوں نے اپنی اپنی پشت پر باندھ لئے اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتے اس طرح آگے بڑھتے چلے گئے جیسے انہیں کہیں دور جانا ہو۔ کافی آگے جا کر انہوں نے سڑک عبور کی اور پھر اس رائس فیکٹری کے گیٹ کی طرف واپس مڑ آئے اور پھر آہستہ آہستہ وہ گیٹ کے قریب پہنچے ہی تھے کہ اچانک تڑتڑاہٹ کی تیز آوازیں کہیں قریب سے گونجیں اور دوسرے لمحے عمران اچھل کر گھومتا ہوا سڑک پر گر گیا۔ اس کے پیچھے آنے والے صدیقی اور اس کے ساتھی عمران کے گرتے ہی اڑتے ہوئے دیوار کی جڑ میں جیسے جا گرے اور پھر ایک بار پھر تڑتڑاہٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی سڑک کی دوسری طرف ایک درخت کے اوپر سے کسی انسان کی چیخ سنائی دی اور پھر ایک دھماکے سے وہ آدمی نیچے آگرا اور اس کے ساتھ ہی ایک مشین گن جس کی نال پر انتہائی نفیس اور

جدید سائیلنسر لگا ہوا تھا آگری۔ وہ آدمی ساکت پڑا ہوا تھا۔

"عمران صاحب کو دیکھو"...... صدیقی نے چیخ کر کہا اور دوڑتا ہوا سڑک کراس کر کے اس آدمی کی طرف بڑھ گیا۔ وہ آدمی زندہ تھا لیکن بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ اس کے سینے میں چار گولیاں لگی تھیں اور یہ گولیاں صدیقی نے چلائی تھیں کیونکہ عمران کے گرتے ہی وہ فائرنگ پوزیشن سمجھ گیا تھا اس لئے دیوار کی جڑ میں پہنچتے ہی اس نے مشین پسٹل سے اس درخت پر فائر کھول دیا تھا۔ صدیقی نے دونوں ہاتھوں سے اس آدمی کا ناک اور منہ بند کر دیا۔ چونکہ یہ آخری روڈ تھا اس لئے یہاں ٹریفک تقریباً نہ ہونے کے برابر تھی لیکن اکا دکا کوئی نہ کوئی گاڑی بہرحال گزر ہی جاتی تھی لیکن اس آدمی کی پوزیشن ایسی تھی جیسے چند لمحوں بعد وہ ختم ہو جائے گا اس لئے صدیقی نے پرواہ کئے بغیر اس کو ہوش میں لانے کی کوشش شروع کر دی اور چند لمحوں بعد اس آدمی نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

"بولو کون ہو تم اور تم نے کیوں فائرنگ کی ہے"...... صدیقی نے اس کی شہ رگ پر انگوٹھا رکھ کر مخصوص انداز میں دباتے ہوئے کہا۔

"مم۔ مم۔ میرا نام ہنری ہے۔ میرا تعلق ریڈ کلب سے ہے۔ ریڈ کلب سے۔ ماسٹر ریڈ کلب کے ماسٹر سے"...... اس آدمی نے رک رک کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھیں بے نور ہو گئیں اور گردن ڈھلک گئی۔

" صدیقی جلدی آؤ۔ عمران صاحب کی حالت بے حد خراب ہے۔ انہیں فوری ہسپتال پہنچانا ہے"...... اسی لمحے اسے دور سے نعمانی کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی تو صدیقی سیدھا ہوا اور دوڑتا ہوا اس طرف کو بڑھ گیا جہاں کار موجود تھی۔ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر چوہان بیٹھا ہوا تھا جبکہ عقبی سیٹ پر عمران کو لٹایا گیا تھا اور خاور درمیان میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے عمران کو سنبھال رکھا تھا جبکہ نعمانی کار کے قریب کھڑا تھا۔

" جلدی کرو"...... نعمانی نے کہا اور پھر صدیقی جیسے ہی سائیڈ سیٹ پر بیٹھا نعمانی بھی تیزی سے اس کے ساتھ ہی بیٹھ گیا اور چوہان نے ایک جھٹکے سے کار آگے بڑھا دی۔

" کیا ہوا ہے عمران صاحب کو"...... صدیقی نے مڑ کر کہا۔

" سینے میں گولیاں لگی ہیں۔ حالت خراب ہے میں نے مین روڈ پر ایک ہسپتال کا بورڈ دیکھا تھا وہاں جانا ہو گا"...... چوہان نے کہا اور صدیقی نے ہونٹ بھینچ لئے۔

" اس آدمی نے کچھ بتایا ہے"۔ ساتھ بیٹھے ہوئے نعمانی نے کہا۔

" ہاں۔ اس نے بتایا ہے کہ اس کا تعلق ریڈ کلب سے ہے اس ریڈ کلب کے ماسٹر سے۔ اس نے اپنا نام ہنری بتایا ہے"۔ صدیقی نے جواب دیا۔

" اس کا مطلب ہے کہ وہاں ہمارے لئے باقاعدہ ٹریپنگ کی گئی تھی"...... نعمانی نے کہا۔

" ہاں۔ دیکھو بہرحال اب ماسٹر سے معلومات ملیں گی کہ یہ سب چکر کیا ہے"...... صدیقی نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد کار واقعی ہسپتال پہنچ گئی۔ یہ خاصا بڑا اور جدید ہسپتال تھا۔ عمران کو فوری طور پر سٹریچر پر ڈال کر اندر لے جایا گیا اور پھر اسے فوراً آپریشن تھیٹر میں پہنچا دیا گیا۔ وہ سب باہر ہی رک گئے تھے۔

" یہ پولیس کیس ہے۔ کیا ہوا ہے"...... ایک ڈاکٹر نے ان سے مخاطب ہو کر کہا۔

" ہمیں تو معلوم نہیں یہ آدمی سڑک کے کنارے اس حالت میں پڑا ہوا تھا کہ ہم اسے اٹھا لائے ہیں"...... صدیقی نے جواب دیا تو ڈاکٹر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد آپریشن روم کا دروازہ کھلا اور بڑا ڈاکٹر باہر آیا۔

" کیا ہوا ڈاکٹر صاحب"...... صدیقی نے کہا۔

" وہ آدمی زندہ بچ گیا ہے ویسے اس میں بے پناہ اور ناقابل یقین دفاعی قوت موجود ہے ورنہ شاید وہ نہ بچ سکتا"...... ڈاکٹر نے جواب دیا اور صدیقی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اتنی دیر میں پولیس وہاں پہنچ گئی تو صدیقی اور اس کے ساتھیوں نے پولیس آفیسر کو وہی بیان دیا جو اس سے پہلے وہ ڈاکٹر کو دے چکے تھے۔ پولیس بھی شاید رسمی طور پر کام کر رہی تھی اس لئے ان کے نام اور پتہ وغیرہ لکھ کر انہوں نے انہیں جانے کی اجازت دے دی۔

" اب چلو اس ریڈ کلب میں"...... صدیقی نے ہسپتال سے باہر

نکلتے ہی کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"لیکن یہ ریڈ کلب کہاں ہے"....... چوہان نے کہا۔

"تم چلو۔ شہر پہنچ کر کسی کلب سے معلوم کر لیں گے"۔ صدیقی نے کہا جو سائیڈ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا اور اس بات پر چوہان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"لیکن ایک بات سمجھ میں نہیں آئی صدیقی کہ یہ آدمی درخت پر کیوں چھپا ہوا تھا اور اس نے ہم پر فائر کیوں کھول دیا جبکہ ہم ابھی اس فیکٹری میں داخل بھی نہیں ہوئے تھے"....... عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے خاور نے کہا۔

"یہ سب اس ماسٹر سے معلوم ہو گا۔ بہرحال میرا خیال ہے کہ ہمارے بارے میں انہیں اطلاع پہلے پہنچ چکی تھی اور اس آدمی کو وہاں اطلاع دینے کے لئے چھپایا گیا تھا لیکن اس نے حرکت کی کہ ہم پر فائر کھول دیا"....... صدیقی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ تمہاری بات دل کو لگتی ہے لیکن انہیں کیسے اطلاع ہو گئی"۔ نعمانی نے کہا وہ بھی خاور کے ساتھ عقبی سیٹ پر موجود تھا

"اب کیا کہا جا سکتا ہے"....... صدیقی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور اس کی بات کا کسی نے کوئی جواب نہ دیا کیونکہ ظاہر ہے اس بات کا کسی کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔

لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی بستر پر گہری نیند سویا ہوا تھا کہ بستر کے ساتھ پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ گھنٹی مسلسل بج رہی تھی لیکن وہ آدمی شاید گہری نیند سویا ہوا تھا اس لئے اس کی آنکھ نہ کھل سکی تھی لیکن گھنٹی مسلسل بج رہی تھی۔ کافی دیر بعد اس آدمی کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے اور پھر یکلخت وہ اچھل کر بستر پر بیٹھ گیا۔ اس نے حیرت بھری نظروں سے فون کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"....... اس کی آواز میں گہری نیند کا خمار موجود تھا۔

"رچرڈ بول رہا ہوں باس۔ انڈسٹریل ایریا سے"....... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی تو باس بے اختیار چونک پڑا۔

"تم۔ رچرڈ تم۔ تم نے کال کی ہے اس وقت۔ کیوں۔ کیا ہوا ہے"....... باس نے چونک کر کہا۔

"باس۔ ہنری کو گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ ہنری کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ کیوں۔ کس نے ایسا کیا ہے۔ کیا مطلب"...... باس نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"باس۔ ہم فیکٹری کے عقب میں موجود تھے جبکہ ہنری فرنٹ گیٹ کی طرف درخت پر چھپا ہوا تھا تاکہ جیسے ہی پارکر گروپ وہاں آئے وہ ہمیں ٹرانسمیٹر پر اطلاع دے سکے اور ہم انہیں کور کر لیں لیکن اچانک ہمیں دور سے فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں تو میں چونک پڑا اور پھر جب میں اپنے ساتھیوں سمیت فرنٹ پر پہنچا تو ہم نے ہنری کو سڑک کے کنارے درخت کے نیچے پڑا ہوا دیکھا۔ اس کے جسم سے خون نکل کر بہہ چکا تھا جبکہ کچھ دور ایک کار کی عقبی بتیاں جلتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ ہم ہنری کی طرف متوجہ ہوئے تو وہ ہلاک ہو چکا تھا۔ اس کے سینے میں گولیاں لگی تھیں اور اس کے پاس ہی اس کی مشین گن پڑی ہوئی تھی۔ وہ درخت سے نیچے گرا تھا۔ میرے ذہن میں فوراً اس جاتی ہوئی کار کا خیال آیا لیکن کار اس دوران مین روڈ پر جا کر مڑ گئی تھی۔ میں نے اپنی کار میں جا کر ٹرانسمیٹر پر سٹانزا سے بات کی کیونکہ اس نے پارکر گروپ کے بارے میں اطلاع دینی تھی لیکن اس نے بتایا کہ پارکر گروپ نے سپلائی اچانک ملتوی کر دی ہے کیونکہ انہیں اطلاع ملی تھی کہ پولیس نے ان کے خلاف ناکہ

بندی کر رکھی ہے"...... رچرڈ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تو پھر ہنری کو کس نے گولی ماری ہے اور کیوں"...... باس نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہی بات تو سمجھ میں نہیں آرہی باس۔ ویسے فائرنگ کی آوازیں میں بھی سنی ہیں اور اس کے مطابق دو بار فائرنگ ہوئی ہے اور فیکٹری کے گیٹ کے قریب سڑک پر خون کے نشانات بھی موجود ہیں یوں لگتا ہے کہ وہاں کسی آدمی پر گولیاں چلائی گئی ہیں وہاں گولیوں کے خول بھی دیوار کے پاس پڑے ہوئے ملے ہیں۔ یہ گولیاں ہنری کی مخصوص مشین گن کی ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ ہنری نے وہاں کسی پر فائر کھول دیا اور جوابی فائر میں وہ مارا گیا"...... رچرڈ نے کہا۔

"لیکن پھر وہ آدمی کہاں گیا جس پر ہنری نے فائر کھولا تھا اور ہنری نے ایسا کیوں کیا۔ اسے تو صرف اطلاع دینے کے لئے وہاں درخت پر چھپایا گیا تھا"...... باس نے کہا۔

"ہنری اگر زندہ ہوتا تو معلوم ہو سکتا تھا۔ اب کیا کہا جا سکتا ہے"...... رچرڈ نے کہا۔

"اس کار میں یقیناً اس زخمی کو لے جایا گیا ہو گا اور ہنری کا نشانہ بہت اچھا تھا اس لئے وہ آدمی لازماً خاصا زخمی ہو گا وہاں ایک ہسپتال ہے شاید اسے وہاں داخل کرایا گیا ہو۔ وہاں سے معلوم کرو۔ اگر وہ زخمی وہاں موجود ہو تو پھر آسانی ہو جائے گی اس چکر کو سمجھنے کی"...... باس نے کہا۔

"یس باس۔ مجھے بھی یہی خیال آیا تھا۔ میں چیک کرتا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور باس نے رسیور رکھ دیا۔

"یہ کیا چکر چل گیا ہے جب پارکر گروپ حرکت میں ہی نہیں آیا تو پھر یہ کون لوگ تھے اور کیوں ہنری نے ان پر فائر کھول دیا"۔ باس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ بستر سے اترا اور واش روم کی طرف بڑھ گیا۔ چونکہ صبح ہو چکی تھی اور باس کی عادت تھی کہ وہ ویسے تو دن چڑھے تک سویا رہتا تھا لیکن اگر اس کی آنکھ کھل جاتی تو پھر اسے دوبارہ نیند نہ آتی تھی اس لئے وہ اٹھ کر واش روم کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ فریش ہو کر اور لباس بدل کر واپس آیا اور پھر وہ کار لے کر رہائش گاہ سے نکلا اور کلب کی طرف بڑھ گیا۔ اس کی عادت تھی کہ وہ ناشتہ اور کھانا ہمیشہ کلب میں ہی کرتا تھا۔ اس نے کلب پہنچ کر ناشتے کا حکم دے دیا اور پھر ناشتے سے فارغ ہو کر وہ اپنے آفس میں پہنچا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ ماسٹر بول رہا ہوں"...... باس نے کہا۔

"رچرڈ بول رہا ہوں باس۔ میں نے پہلے آپ کی رہائش گاہ پر کال کی تھی وہاں سے بتایا گیا کہ آپ کلب جا چکے ہیں اس لئے یہاں کال کی ہے"...... دوسری طرف سے رچرڈ نے کہا۔

"کیا رپورٹ ہے۔ وہ بتاؤ"...... ماسٹر نے کہا۔

"باس۔ زخمی انڈسٹریل ایریا کے ہسپتال میں موجود ہے اسے چار

گولیاں لگی تھیں اس کا آپریشن ہوا ہے اور وہ بچ گیا ہے لیکن اسے ڈاکٹروں نے بے ہوش رکھا ہوا ہے کیونکہ حرکت سے اس کی حالت خراب ہو سکتی ہے اور ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ کل تک وہ اسے بے ہوش رکھیں گے"...... رچرڈ نے کہا۔

"وہ آدمی ہے کون۔ کس گروپ کا ہے اور اسے وہاں کس نے بھیجا تھا"...... ماسٹر نے غصیلے لہجے میں کہا شاید رچرڈ کی تمہید پر اسے غصہ آ گیا تھا۔

"باس۔ وہ ایکریمین ہے۔ وہ یہاں کا رہنے والا نہیں ہے اور ڈاکٹروں سے معلوم ہوا ہے کہ اسے لانے والے بھی چاروں ایکریمین تھے۔ انہوں نے پولیس کو بیان دیا ہے کہ وہ سڑک سے گزر رہے تھے کہ انہوں نے اس آدمی کو سڑک پر زخمی پڑے ہوئے دیکھا اور اٹھا کر یہاں چھوڑ گئے پولیس نے ان کے جو پتے لکھے ہیں وہ کارسن کالونی کی کوٹھی نمبر اٹھارہ ہے"...... رچرڈ نے جواب دیا۔

"کارسن کالونی۔ یہ کون سی کالونی ہے"...... ماسٹر نے چونک کر کہا۔

"مجھے تو معلوم نہیں باس۔ شاید کوئی مضافاتی کالونی ہو گی"...... رچرڈ نے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ کوئی اور چکر چل رہا ہے۔ بہرحال تم ان ایکریمینز کو تلاش کرو۔ پھر یہ مسئلہ حل ہو گا"...... ماسٹر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا لیکن اسی لمحے انٹرکام کی گھنٹی

بج اٹھی اور اس نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس"....... ماسٹر نے کہا۔

"جناب۔ چار ایکریمیز آپ سے ملاقات چاہتے ہیں"....... دوسری طرف سے کلب کے مینجر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ایکریمیز اور اس وقت۔ کون ہیں وہ"....... ماسٹر نے چونک کر کہا اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں رچرڈ کی رپورٹ آ گئی لیکن پھر اس نے یہ خیال ذہن سے جھٹک دیا کیونکہ اگر وہ ایکریمین یہی تھے تو وہ یہاں کیسے پہنچ سکتے تھے کیونکہ ہنری تو ہلاک ہو گیا تھا اور ان کو کیسے معلوم ہو سکتا تھا کہ ہنری کس کا آدمی ہے۔

"جناب۔ وہ ناراک سے آئے ہیں اور کسی بزنس کے سلسلے میں بات کرنا چاہتے ہیں"....... مینجر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوکے۔ انہیں سپیشل آفس میں بھجوا دو۔ میں وہیں ان سے ملاقات کروں گا"....... ماسٹر نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے سپیشل آفس میں ان سے ملاقات کا فیصلہ اس لئے کیا تھا کہ وہاں اس نے خصوصی انتظامات کئے ہوئے تھے۔ اگر کوئی خطرہ ہوتا بھی تو وہ آسانی سے ان سے نمٹ سکتا تھا۔

ماسٹر کلب کی عمارت دو منزلہ تھی اور خاصے وسیع رقبے میں پھیلی ہوئی تھی۔ صدیقی اور اس کے ساتھیوں کو اس کے بارے میں جگہ جگہ پوچھنا پڑا تھا پھر وہ یہاں پہنچے تھے لیکن چونکہ اس وقت صبح ہونے والی تھی اس لئے کلب تقریباً خالی پڑا ہوا تھا۔ البتہ انہیں باہر موجود دربان سے یہ معلوم ہو گیا تھا کہ ماسٹر ابھی تھوڑی دیر پہلے کلب میں پہنچا ہے تو انہوں نے فوری طور پر اس ماسٹر سے معلومات حاصل کرنے کا پروگرام بنا لیا تھا۔ کلب میں داخل ہو کر جب انہوں نے ماسٹر سے ملاقات کی بات کی تو پہلے انہیں کلب کے مینجر برٹن سے ملاقات کرنا پڑی۔ انہوں نے اسے بتایا کہ یہ اتفاق ہے کہ ماسٹر تھوڑی دیر پہلے ہی کلب میں آیا ہے ورنہ وہ اکثر پچھلے پہر ہی کلب میں آتا ہے پھر مینجر برٹن نے ان کے سامنے فون پر ماسٹر سے بات کی تو ماسٹر نے ملاقات کی اجازت دے دی تو مینجر برٹن نے ایک آدمی کو بلا

کر اسے ہدایت کر دی کہ وہ انہیں سپیشل آفس میں پہنچا آئے کیونکہ ماسٹر وہاں ان سے ملاقات کرے گا اور پھر وہ اس آدمی کی رہنمائی میں ایک خاصے بڑے کمرے میں داخل ہوئے جسے آفس کے انداز میں سجایا گیا تھا۔ بڑی سی میز کے پیچھے ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ وہ چہرے مہرے اور اپنے انداز سے ہی زیر زمین دنیا کا آدمی دکھائی دیتا تھا۔ اس کی تیز نظریں صدیقی اور اس کے پیچھے کمرے میں داخل ہونے والے تین ساتھیوں پر جمی ہوئی تھیں۔

"میرا نام ماسٹر ہے اور میں اس کلب کا مالک ہوں"...... اس نے اٹھتے ہوئے کہا تو صدیقی نے اپنا اور اپنے ساتھیوں کے نام بتائے اور پھر انہوں نے باری باری اس سے مصافحہ کیا اور ماسٹر کے اشارے پر میز کی سائیڈ میں موجود صوفوں پر بیٹھ گئے۔

"فرمائیے۔ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں"...... ماسٹر نے میز کے پیچھے اپنی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"انڈسٹریل ایریا کے پلاٹ نمبر تیرہ کے سامنے درخت پر چھپا ہوا آدمی ہنری تمہارا آدمی تھا"...... صدیقی نے کہا تو ماسٹر بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تو یہ تم تھے جنہوں نے ہنری کو ہلاک کیا"۔ ماسٹر نے میز کی کھلی ہوئی دراز میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ بے حد سخت تھا۔

"ہاں۔ کیونکہ اس نے ہمارے ایک ساتھی پر اچانک فائر کھول

دیا تھا جبکہ ہم ویسے ہی وہاں سے گزر رہے تھے۔ ہم یہی معلوم کرنے آئے ہیں کہ ایسا کیوں ہوا ہے"...... صدیقی نے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ ہنری میرا آدمی تھا جبکہ وہ ہلاک ہو چکا تھا"...... ماسٹر نے کہا۔

"جب وہ نیچے گرا تو زندہ تھا۔ میں نے اس سے پوچھا تو اس نے تمہارا اور کلب کا نام لیا۔ پھر وہ مر گیا"...... صدیقی نے جواب دیا۔

"وہ تمہارا ساتھی تھا جسے تم نے انڈسٹریل ایریا کے ہسپتال میں داخل کرا دیا تھا لیکن تم نے پولیس کو تو یہی بتایا ہے کہ وہ سڑک پر زخمی پڑا تھا اور تم اٹھا کر اسے لے آئے ہو"...... ماسٹر نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تمہارے اور آدمی بھی وہاں موجود تھے اور تمہیں پولیس رپورٹ پہنچ چکی ہے۔ بہرحال ہمارا تم لوگوں سے کوئی تعلق نہیں ہے ہم صرف یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ ہنری نے ہم پر فائر کیوں کھولا اور وہ درخت پر کیوں چھپا ہوا تھا"...... صدیقی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پہلے تم یہ بتاؤ کہ تم لوگ دراصل کون ہو اور وہاں کیا کر رہے تھے"...... ماسٹر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ہم تمہیں تفصیل بتا دیتے ہیں۔ ہم واقعی ناراک سے آئے ہیں ہمارا تعلق ایکریمیا کی ایک خفیہ ایجنسی سے ہے ایکریمیا کا ایک اہم سائنسی فارمولا چرا لیا گیا ہے اور ہمیں اطلاع ملی ہے کہ

فار مولا جس لیبارٹری میں ہے وہ لیبارٹری انڈسٹریل ایریا کے پلاٹ نمبر تیرہ پر بنی ہوئی ہے ہم اس لیبارٹری کی تلاش میں وہاں گئے تھے ۔ وہاں پلاٹ نمبر تیرہ پر خالی عمارت موجود تھی جس پر رائس فیکٹری کا بورڈ موجود تھا ۔ ہم اندر جا کر اس کی چیکنگ کرنا چاہتے تھے کہ اچانک اس ہنری نے ہمارے ساتھی پر فائر کھول دیا جس کے جواب میں ہم نے بھی فائر کھول دیا۔ اس طرح ہنری نیچے گرا اور اس نے تمہارے بارے میں بتایا اور پھر وہ ہلاک ہو گیا۔ ہمارا ساتھی بھی شدید زخمی ہو گیا تھا اس لئے ہم اسے اٹھا کر فوری طور پر ہسپتال لے گئے اور پولیس سے بچنے کے لئے ہم نے اسے اجنبی ظاہر کیا اور خود یہاں آ گئے ۔ یہ اتفاق ہے کہ تم بھی آج اتنی صبح کلب آ گئے اس طرح تم سے ملاقات ہو گئی ورنہ پھر ہمیں تمہاری رہائش گاہ پر جانا پڑتا" ..... صدیقی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تو یہ بات ہے پھر تو واقعی غلط فہمی ہو گئی ہے ۔ بہرحال میں تمہیں تفصیل بتاتا ہوں۔ ہمارا گروپ انتہائی حساس اسلحے کی اسمگلنگ کرتا ہے اور جسے تم رائس فیکٹری کہہ رہے ہو یہ بلڈنگ ہماری ملکیت ہے اور ہم نے وہاں اسلحے کے خصوصی سٹور بنائے ہوئے ہیں ۔ ہمیں اطلاع ملی تھی کہ ہمارے ایک مخالف گروپ نے کسی سے اس اسلحے کا سودا کیا ہے جسے ہم ڈیل کرتے ہیں اور اس کا خیال ہے کہ وہ پچھلی رات ہمارے سٹور سے وہ اسلحہ نکال کر سپلائی کر دے گا اس طرح ہمیں بھاری نقصان ہو گا۔ ہمارے آدمی اس

گروپ میں شامل ہیں اس لئے ہمیں اطلاع مل گئی اور ہم نے ان کو روکنے کے لئے وہاں پلاننگ کر لی ہنری کو صرف فرنٹ پر درخت میں اس لئے چھپایا گیا تھا کہ وہ ہمارے گروپ کے دوسرے افراد کو جو اس بلڈنگ کے عقب میں چھپے ہوئے تھے ان کی آمد کی اطلاع دیتا ۔ البتہ ہنگامی صورت حال سے نمٹنے کے لئے اس کے پاس سائیلنسر لگی خصوصی مشین گن بھی موجود تھی ۔ تم لوگ اچانک وہاں پہنچے تو ہنری سمجھا ہو گا کہ مخالف گروپ نے تمہیں بھیجا ہو گا تا کہ چیکنگ کی جا سکے اور اس احمق نے سمجھا کہ وہ تم کو آسانی سے ہٹ کر لے گا اس لئے اس نے فائر کھول دیا لیکن تم ایجنسی کے لوگ ہو اس لئے تم نے فوری جوابی کارروائی کی اور نتیجہ یہ کہ وہ خود ہلاک ہو گیا۔ جب ہمارے آدمی فائرنگ کی آواز سن کر عمارت کے عقب سے نکل کر وہاں پہنچے تو تمہاری کار واپس جاتی انہوں نے دیکھ لی اور وہاں دیوار کے ساتھ موجود خون کے دھبے بھی دیکھے تو وہ سمجھ گئے کہ یہاں کوئی آدمی ہو گا جو زخمی ہوا ہے ۔ پھر تمہاری کار کی عقبی بتیاں بھی انہوں نے دیکھ لیں پھر انہوں نے مجھے نیند سے جگا کر اطلاع دی تو میں نے انہیں کہا کہ اگر کوئی شدید زخمی ہے تو لازماً اسے انڈسٹریل ایریا کے ہسپتال میں داخل کرایا گیا ہو گا وہاں سے معلومات حاصل کی جائیں۔ چنانچہ انہوں نے بعد میں مجھے اطلاع دی کہ وہاں ایک ایکریمین زخمی کو داخل کرایا گیا ہے اور داخل کرانے والے بھی چار ایکریمین تھے جبکہ مجھے یہ اطلاع پہلے سے مل چکی تھی کہ ہمارے

مخالف گروپ نے سپلائی پہنچانی آج روک دی ہے کیونکہ آج پولیس
کی طرف سے خصوصی ناکہ بندی کی جا رہی تھی۔ چونکہ اب مجھے نیند
نہ آسکتی تھی اس لئے میں کلب آگیا اور پھر تم لوگ یہاں آئے۔ بس
یہ ہے اصل صورت حال"...... ماسٹر نے تفصیل سے بات کرتے
ہوئے کہا تو صدیقی نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا کیونکہ جو کچھ
ان کے ساتھ ہوا تھا اور جو کچھ ماسٹر نے بتایا ہے اس سے یہی ظاہر
ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ کسی غلط فہمی کی وجہ سے ہوا ہے۔

"لیکن ہمیں تو اطلاع ملی ہے کہ اس پلاٹ نمبر تیرہ پر خفیہ
لیبارٹری ہے جبکہ تم کہہ رہے ہو کہ وہ عمارت تمہاری ملکیت ہے اور
تمہارے وہاں اسلحے کے سٹور ہیں"...... صدیقی نے کہا۔

"تمہیں یقیناً غلط اطلاع ملی ہے۔ ہماری ایجنسیوں سے چاہے وہ
کسی بھی ملک کی ہوں کوئی ڈیل نہیں ہے اور نہ ہم ایجنسیوں کا
مقابلہ کر سکتے ہیں اس لئے اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو اس عمارت
میں لے جا سکتا ہوں۔ آپ خود چیک کر لیں"...... ماسٹر نے کہا۔

"کیا اس عمارت میں کوئی مشینری بھی موجود ہے"...... صدیقی
نے کہا۔

"مشینری۔ ہاں۔ رائس فیکٹری کی مشینری تو موجود ہے لیکن وہ
مدتوں سے بند پڑی ہوئی ہے۔ یہ فیکٹری نقصان میں جانے کی وجہ
سے بند ہو گئی تھی میں نے اسے خرید لیا۔ مجھے رائس فیکٹری سے تو
کوئی دلچسپی نہ تھی اس لئے ہم نے وہاں تہہ خانوں میں اسلحہ سٹور کر

لیا"...... ماسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ ہمارے ساتھ وہاں جائیں گے۔ میں اس مشینری کو
دیکھنا چاہتا ہوں"...... صدیقی نے کہا۔

"کیوں۔ اس پرانی اور بند مشینری سے آپ کو کیا تعلق"۔ ماسٹر
نے اس بار مشکوک ہوتے ہوئے کہا۔

"اس لیبارٹری کا انچارج ڈاکٹر ہومز ہے۔ کیا آپ ایسے کسی
سائنس دان کو جانتے ہیں"...... صدیقی نے اس کی بات کا جواب
دینے کی بجائے الٹا سوال کر دیا۔

"ڈاکٹر ہومز سائنس دان۔ نہیں۔ ہمارا کسی سائنس دان سے کیا
تعلق"...... ماسٹر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اس ڈاکٹر ہومز کا فون نمبر ایکریمیا کو معلوم ہو گیا۔ ایکریمین
ماہرین نے جب اس فون نمبر کو ایکس چینج سے چیک کرایا تو پتہ چلا
کہ یہ فون نمبر کسی مارک انتھونی کے نام پر ہے اور انڈسٹریل سٹیٹ
کے پلاٹ نمبر تیرہ میں نصب ہے اس لئے ہم وہاں گئے تھے"۔
صدیقی نے کہا تو ماسٹر کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر
آئے۔

"لیکن وہاں تو کوئی فون نہیں ہے پہلے جو فون تھا وہ بھی مدت
ہوئی کٹ چکا ہے"...... ماسٹر نے جواب دیا۔

"آج کل ڈاجنگ مشینری بھی استعمال کی جاتی ہے اس لئے ہم
آپ کے ساتھ اس رائس فیکٹری کو چیک کرنا چاہتے ہیں۔ ہمارا خیال

ہے کہ اس پرانی مشینری میں کوئی ڈاجنگ مشینری نصب کر دی گئی ہو کہ فون کال وہاں سے لیبارٹری خودبخود شفٹ ہو جاتی ہو جبکہ ایکس چینج کے کمپیوٹر میں وہی پلاٹ نمبر درج رہتا ہو"...... صدیقی نے کہا تو ماسٹر نے ایک طویل سانس لیا۔

"اوہ۔ تو یہ مسئلہ ہے عجیب بات ہے۔ لیکن مسٹر ایک بات ہے آپ ہمارے لئے اجنبی ہیں اور ہمارے مخالف بھی بے شمار ہیں اور حکومت کی ایجنسیاں بھی ہمارے خلاف کام کرتی رہتی ہیں اس لئے ایسا نہ ہو کہ ہم آپ کو ایکریمین سمجھ کر وہاں لے جائیں اور بعد میں ہمارا اڈا ہی ٹریس ہو جائے"...... ماسٹر نے کہا۔

"میرے ساتھی یہاں رہیں گے آپ کے کلب میں اور میں اکیلا آپ کے ساتھ جاؤں گا۔ اس طرح آپ کو تسلی رہے گی۔ ہمارا واقعی آپ کے بزنس سے کوئی تعلق نہیں ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے"...... ماسٹر نے کہا اور پھر اس نے رسیور اٹھا کر کسی کو ہدایات دینا شروع کر دیں۔ تھوڑی دیر بعد صدیقی اپنے ساتھیوں کو کلب میں چھوڑ کر ماسٹر اور اس کے دو مسلح آدمیوں کے ساتھ انڈسٹریل اسٹیٹ جا رہا تھا۔ پھر ایک خفیہ راستے سے وہ اس فیکٹری میں داخل ہو گئے۔ مشینری اوپر ہی نصب تھی اس لئے صدیقی نے صرف مشینری میں ہی دلچسپی لی اور تھوڑی دیر بعد وہ ایک بڑی مشین کے اندر چھپی ہوئی اس فون ڈاجنگ کی جدید اور چھوٹی سی مشین کو ٹریس کر لینے میں کامیاب ہو گیا۔ ماسٹر اور اس کے آدمی

بھی بڑی حیرت بھری نظروں سے اس مشین کو دیکھ رہے تھے۔

"اس مشین کی تنصیب کے لئے جو اسکریو لگے ہوئے ہیں ان کی حالت بتا رہی ہے کہ مشین کم از کم چار پانچ سال پہلے لگائی گئی ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"اوہ۔ میں نے تو اس فیکٹری کو تین سال پہلے خریدا تھا اور ہم نے کبھی اس مشینری کی طرف توجہ ہی نہیں کی۔ اب اس مشین کا کیا ہو گا"...... ماسٹر نے کہا۔

"کچھ نہیں۔ یہ مشین تباہ بھی کر دی جائے تب بھی وہ کہیں اور ڈاجنگ پوائنٹ منتخب کر لیں گے کیونکہ لیبارٹری بہرحال حکومت کی سرپرستی میں ہے اس لئے یہ یہاں رہ بھی جائے تو کوئی فرق نہیں پڑتا"...... صدیقی نے کہا اور پھر وہ واپس مڑ گیا۔

"آپ مجھے ہسپتال میں ڈراپ کر دیں اور وہاں میرے ساتھیوں کو واپس بھجوا دیں۔ آپ کا شکریہ"...... صدیقی نے باہر آ کر کار میں بیٹھتے ہوئے کہا۔

"آپ نے حکومت کی بات کر کے ہمارے ہاتھ روک دیئے ہیں اس لئے سوری۔ ہم اب آپ کی کوئی مدد نہ کر سکیں گے"۔ ماسٹر نے کہا۔

"میں سمجھتا ہوں۔ اور نہ ہی مجھے آپ سے کسی مدد کی ضرورت ہے ایکریمیا کے وسائل بہت زیادہ ہیں وہ خود ہی اس لیبارٹری کو ٹریس کر لیں گے"...... صدیقی نے کہا لیکن ماسٹر نے کوئی جواب نہ دیا۔

"آپ کی اتنی مدد کر سکتا ہوں کہ میں پولیس کو کہہ دوں گا کہ وہ آپ کا پیچھا چھوڑ دے ورنہ آپ واقعی یہاں کام نہ کر سکیں گے"۔ ماسٹر نے کہا۔

"اس کے لئے میں واقعی آپ کا شکریہ ادا کروں گا"۔۔۔ صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا تو ماسٹر بے اختیار مسکرا دیا۔ پھر ماسٹر صدیقی کو ہسپتال میں ڈراپ کر کے آگے بڑھ گیا تو صدیقی ڈاکٹر سے معلوم کر کے اس کمرے میں پہنچ گیا جہاں عمران بیڈ پر لیٹا ہوا تھا۔ وہ ویسے ہی ایکریمین میک اپ میں تھا۔ صدیقی نے کرسی گھسیٹ کر بیڈ کے قریب کی تو عمران نے آنکھیں کھول دیں۔

"مسٹر مائیکل۔ دوبارہ زندگی مبارک ہو"۔۔۔۔۔۔ صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اللہ تعالیٰ بڑا مہربان اور رحیم ہے لیکن ہوا کیا تھا۔ تفصیل بتاؤ"۔۔۔۔۔۔ عمران نے آہستہ سے کہا تو صدیقی نے اس کے زخمی ہونے سے لے کر ماسٹر کلب جانے اور پھر وہاں سے ماسٹر کے ساتھ رائس فیکٹری میں جانے سے لے کر یہاں پہنچنے تک پوری تفصیل بتا دی۔

"تو وہاں ڈاجنگ مشین نصب ہے۔ ویری بیڈ۔ اب اس لیبارٹری کو ٹریس کرنا واقعی مشکل ہو جائے گا"۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"کیا آپ اس ڈاجنگ مشین کے ذریعے اصل مقام کو ٹریس نہیں کر سکتے"۔۔۔۔۔۔ صدیقی نے کہا۔

"نہیں۔ ایسی ڈاجنگ مشین کسی نہ کسی مواصلاتی سیارے سے

منسلک ہوتی ہے۔ یہ کال کو وہاں ٹرانسفر کر دیتی ہے اور وہاں سے وہ اصل مقام پر نشر ہو جاتی ہے"۔۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر اب کیا کرنا ہوگا"۔۔۔۔۔۔ صدیقی نے کہا۔

"میں ٹھیک ہو جاؤں۔ پھر کچھ نہ کچھ سوچتے ہیں"۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو صدیقی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کے ساتھی بھی وہاں پہنچ گئے انہوں نے بھی عمران کی عیادت کی۔

"میرا خیال ہے کہ تم مجھے یہاں سے نکال کر کسی اور ہسپتال میں ٹرانسفر کر دو کیونکہ لامحالہ سٹار ایجنسی کے لوگ ہمارے پیچھے لگے ہوئے ہوں گے اور اگر وہ یہاں پہنچ گئے تو پھر معاملات نازک ہو جائیں گے"۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اوہ۔ آپ کی بات درست ہے۔ ٹھیک ہے میں انتظام کرتا ہوں"۔۔۔۔۔۔ صدیقی نے کہا اور پھر وہ اٹھ کر کمرے سے باہر چلا گیا اور اس نے ڈیوٹی پر موجود ڈاکٹر کو بھاری رقم دے کر اس بات پر آمادہ کر لیا کہ وہ عمران کو سنٹرل ہسپتال میں شفٹ کرنے کے انتظامات کر دے اور کسی کو یہ نہ بتائے کہ وہ کہاں گیا ہے بلکہ یہاں اس کے ڈسچارج ہو جانے کی رپورٹ لکھ دے۔ بھاری رقم کے عوض ڈاکٹر نہ صرف اس بات پر آمادہ ہو گیا بلکہ اس نے واقعی انتظامات بھی کر دیئے اور عمران کو خاموشی سے سنٹرل ہسپتال شفٹ کر دیا گیا۔

کار تیزی سے سڑک پر آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر آسکر موجود تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر جیگی موجود تھی۔ عقبی سیٹ پر دو آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔

"یہ ماسٹر اس پاکیشیائی گروپ سے کیوں متعلق ہوا ہو گا"۔ جیگی نے کہا۔

"اب جا کر معلوم کرنا پڑے گا"...... آسکر نے جواب دیا۔

"وہاں جانے کی بجائے اس ماسٹر کو کلب سے اغوا کرا کے اپنے اڈے پر منگوا لیتے ہیں"...... جیگی نے کہا۔

"اس طرح خاصا وقت ضائع ہو گا۔ ویسے وہ مجھے جانتا ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ ہاتھ پیر چلانے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی"۔ آسکر نے کہا تو جیگی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ انہیں ماسٹر کلب سے جیگی کے ایک مخبر نے اطلاع دی تھی کہ چار لمبے تڑنگے ایکریمین صبح

کلب میں آئے جبکہ ماسٹر بھی خلاف معمول صبح کلب آ گیا تھا اور پھر ان کے درمیان سپیشل آفس میں طویل گفتگو ہوئی۔ جس میں کسی لیبارٹری کا ذکر بار بار آتا رہا۔ پھر ماسٹر ان میں سے ایک آدمی کو ساتھ لے کر چلا گیا جبکہ باقی تین آدمی وہیں رہ گئے۔ پھر ماسٹر اس آدمی کے بغیر واپس آیا تو وہ تینوں ایکریمین بھی چلے گئے اور جب جیگی نے ان کے قدوقامت کے بارے میں تفصیلات حاصل کیں تو انہیں شک پڑ گیا کہ یہی پاکیشیائی ایجنٹ ہو سکتے ہیں اور لیبارٹری کے الفاظ بھی اس شک کو پختہ کر رہے تھے۔ جیگی اور آسکر نے ماسٹر کلب جا کر اس ماسٹر سے بات کرنے کا فیصلہ کر لیا اور اس وقت وہ اپنے گروپ کے دو آدمیوں سمیت ماسٹر کلب کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ آسکر نے فون کر کے معلوم کر لیا تھا کہ ماسٹر اپنے آفس میں موجود ہے۔ تھوڑی دیر بعد کار ماسٹر کلب میں پہنچ گئی تو وہ چاروں نیچے اترے اور تیز تیز قدم اٹھاتے کلب کے مین گیٹ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ کلب کے ہال میں خاصا رش تھا۔ ایک طرف کاؤنٹر تھا جس پر دو لڑکیاں سروس دے رہی تھیں جبکہ ایک نوجوان فون سامنے رکھے بیٹھا ہوا تھا۔ وہ آسکر اور جیگی کو دیکھ کر چونک پڑا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"ماسٹر کس آفس میں ہے"...... آسکر نے کہا۔

"جناب۔ وہ اپنے سپیشل آفس میں ہیں"...... نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" کوئی آدمی ساتھ بھیج دو"...... آسکر نے کہا تو نوجوان نے لڑکیوں کو کچھ کہا اور پھر وہ خود ہی کاؤنٹر سے باہر آگیا۔

" آیئے ۔ میں خود آپ کو چھوڑ آتا ہوں جناب"...... نوجوان نے کہا۔

" کیا تم مجھے جانتے ہو"...... آسکر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" یس سر۔ اچھی طرح جانتا ہوں سر۔ میرا بھائی مارٹن کوبز آپ کے ساتھ کام کرتا ہے"...... نوجوان نے جواب دیتے ہوئے کہا اور آسکر بے اختیار مسکرا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اور جنگی دونوں ماسٹر کے سپیشل آفس میں داخل ہوئے تو ماسٹر انہیں دیکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے ۔

" آپ اور یہاں ۔ مجھے بلوا لیا ہوتا"...... ماسٹر نے میز کی سائیڈ سے نکل کر آگے بڑھتے ہوئے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے مزید مؤدبانہ انداز میں آسکر اور جنگی سے مصافحہ کیا ان کے ساتھ ہی صوفوں پر بیٹھنے سے پہلے اس نے انٹرکام پر کسی کو شراب بھیجنے کا کہہ دیا۔

" ماسٹر۔ تمہارے پاس چار ایکریمین آئے تھے ۔ وہ تمہارے ساتھ کافی دیر تک اس سپیشل آفس میں رہے ۔ پھر ان میں ایک آدمی کے ساتھ تم چلے گئے اور پھر تم بغیر اس آدمی کے واپس آئے اور پھر یہاں موجود باقی تین ایکریمین بھی چلے گئے ۔ تم ہمیں بتاؤ کہ وہ کون لوگ تھے اور تمہارے ساتھ ان کا کیا سلسلہ تھا"...... آسکر نے

انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" اوہ۔ آپ کو کیسے اطلاع مل گئی"...... ماسٹر نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" تم مجھے جاننے کے باوجود یہ بات کر رہے ہو۔ سنا کی میں اڑنے والی مکھی بھی ہماری نظروں سے نہیں چھپ سکتی اور یہ بھی تمہیں معلوم ہے کہ ہم سے غلط بیانی کرنے کا کیا نتیجہ نکل سکتا ہے"۔ آسکر نے کہا اور ماسٹر نے شروع سے لے کر آخر تک ساری بات پوری تفصیل سے بتا دی تھی ۔ حتیٰ کہ اس نے ہسپتال میں زخمی کے بارے میں بھی بتا دیا۔

" فون کر کے معلوم کرو کہ کیا وہ زخمی وہاں موجود ہے"۔ آسکر نے کہا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان شراب کی ایک بوتل اور تین جام اٹھائے اندر داخل ہوا اس نے ایک ایک جام ان تینوں کے سامنے رکھا۔ پھر شراب کی بوتل کھول کر اس نے تینوں میں شراب ڈالی اور بوتل کو بند کر کے وہیں رکھ کر وہ سلام کر کے واپس چلا گیا۔ اس کے باہر جاتے ہی ماسٹر اٹھا اور اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے ۔

" لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دینا"...... آسکر نے شراب کا جام اٹھاتے ہوئے کہا تو ماسٹر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ چند لمحوں بعد جب اس نے ہاتھ ہٹایا تو دوسری طرف بجنے والی گھنٹی کی آواز کمرے میں سنائی دینے لگی۔ جنگی نے بھی شراب کا جام اٹھا لیا تھا۔

" یس ۔ انڈسٹریل ایریا ہاسپٹل "...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

" ڈیوٹی ڈاکٹر سے بات کرائیں ۔ میں ماسٹر کلب کا ماسٹر بول رہا ہوں "...... ماسٹر نے کہا۔

" یس سر۔ہولڈ کریں "...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ہیلو ۔ڈاکٹر الفریڈ بول رہا ہوں "...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

" ڈاکٹر الفریڈ۔ میں ماسٹر کلب کا ماسٹر بول رہا ہوں ۔ ایک ایکریمین، جس کے سینے میں گولیاں لگی تھیں آپ کے ہسپتال میں داخل ہے اس کی کیا پوزیشن ہے "...... ماسٹر نے کہا۔

" ایک منٹ ۔ میں چیک کر کے بتاتا ہوں "...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی چھا گئی۔

" ہیلو سر۔ کیا آپ لائن پر ہیں "...... چند لمحوں بعد ڈاکٹر کی آواز سنائی دی۔

" یس "...... ماسٹر نے کہا۔

" انہیں آج صبح ڈسچارج کر دیا گیا ہے ۔ وہ ہسپتال سے جا چکے ہیں "...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ڈاکٹر اور جینگی دونوں چونک پڑے ۔

" یہ کیسے ہو سکتا ہے ۔وہ تو شدید زخمی تھا "...... ماسٹر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" جناب ۔ میں تو ابھی آیا ہوں ۔ مجھے تو اس بارے میں معلوم نہیں ۔ بہرحال ریکارڈ کے مطابق وہ ڈسچارج ہو کر جا چکے ہیں ۔ ان کی ڈسچارج رپورٹ میرے سامنے موجود ہے "...... ڈاکٹر الفریڈ نے کہا۔

" اس سے پوچھو کس ڈاکٹر نے اسے ڈسچارج کیا ہے اور وہ کہاں رہتا ہے "...... آسکر نے کہا۔

" کس ڈاکٹر نے ڈسچارج کیا ہے اسے "...... ماسٹر نے کہا۔

" ڈاکٹر مارٹن نے "...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

" ڈاکٹر مارٹن اب کہاں مل سکیں گے "...... ماسٹر نے پوچھا۔

" وہ اپنی رہائش گاہ پر ہوں گے ۔ فلیٹ نمبر تھرٹی ون ٹی ایس پلازہ "...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ان کا فون نمبر بتا دیں "...... ماسٹر نے کہا تو دوسری طرف سے فون نمبر بتا دیا گیا تو ماسٹر نے رسیور رکھ دیا۔

" آؤ جینگی ۔اب اس ڈاکٹر سے معلوم کریں کہ اس نے کیوں اسے ڈسچارج کیا ہے اور وہ کہاں گیا ہے "...... آسکر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

" آپ کہیں تو میں اسے یہاں منگوا لوں "...... ماسٹر نے کہا۔

" نہیں ۔ ہم خود اس سے بات کر لیں گے ۔ویسے تم اپنے آدمیوں کو کہہ دو کہ اب اگر یہ لوگ انہیں کہیں نظر آئیں تو وہ تمہیں اطلاع کریں اور تم نے ہمیں اطلاع کرنی ہے "...... آسکر نے کہا۔

" یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی "...... ماسٹر نے کہا تو آسکر اور جینگی سر ہلاتے ہوئے آفس سے باہر آ گئے ۔ان کے ساتھی باہر موجود تھے ۔

تھوڑی دیر بعد ان کی کار ٹی ایس پلازہ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ آسکر اور جیگی دونوں خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔

"اس کا مطلب ہے آسکر کہ انہیں ڈاکٹر ہومز کا فون نمبر معلوم ہو گیا ہے لیکن وہ ڈاجنگ کی وجہ سے ڈاج کھا گئے ہیں"...... جیگی نے کہا۔

"ہاں۔ چیف سیکرٹری نے بتایا تھا کہ انہوں نے اس سے ڈاکٹر ہومز کا فون نمبر معلوم کر لیا تھا لیکن نجانے کس طرح انہوں نے فون نمبر کے ذریعے لوکیشن چیک کر لی"...... آسکر نے کہا تو جیگی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد ان کی کار ایک عام سے رہائشی پلازہ کی پارکنگ میں پہنچ کر رک گئی۔

"تم دونوں یہیں رکو ہم آ رہے ہیں"...... آسکر نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور پھر جیگی کو ساتھ لے کر وہ آگے بڑھ گیا۔ فلیٹ نمبر تھرٹی ون کے سامنے پہنچ کر وہ دونوں رک گئے۔ فلیٹ کے دروازے کے ساتھ دیوار کے بورڈ پر ڈاکٹر مارٹن کے نام کی پلیٹ موجود تھی آسکر نے آگے بڑھ کر کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔

"کون ہے"...... ڈور فون سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"پولیس۔ دروازہ کھولو"...... آسکر نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"پولیس۔ کیوں۔ کیا مطلب"...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا اور کٹاک کی آواز کے ساتھ ہی فون آف ہو گیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی جس کے جسم پر

عام سا لباس تھا دروازے پر موجود تھا۔ آسکر اسے دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے جیگی بھی اندر داخل ہو گئی۔

"آپ۔ آپ کون ہیں اور یہ کیا طریقہ ہے اندر آنے کا"...... اس آدمی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے آسکر کا بازو گھوما اور وہ آدمی چیختا ہوا اچھل کر دو فٹ دور فرش پر جا گرا۔

"دروازہ بند کر دو جیگی"...... آسکر نے کہا تو جیگی نے دروازہ بند کر کے لاک کر دیا۔ وہ آدمی گال پر ہاتھ رکھے اٹھ کھڑا ہوا۔

"اب اگر بکواس کی تو گولی مار دوں گا۔ تم سے چند معلومات حاصل کرنی ہیں"...... آسکر نے جیب سے ریوالور نکالتے ہوئے کہا تو اس آدمی کے چہرے پر خوف کے تاثرات ابھر آئے۔

"مگر۔ مگر۔ کون سی معلومات"...... اس آدمی نے ہکلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اندر چلو"...... آسکر نے کہا تو وہ آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے آسکر اور جیگی تھے۔

"بیٹھو اور بتاؤ کہ تمہارا نام کیا ہے"...... آسکر نے ایک کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو وہ آدمی اس کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ سامنے موجود دوسری کرسیوں پر آسکر اور جیگی بیٹھ گئے۔

"میرا نام ڈاکٹر مارٹن ہے۔ تم کون ہو"...... اس آدمی نے کہا۔

"تم انڈسٹریل ایریا کے ہسپتال میں کام کرتے ہو"...... آسکر نے کہا۔

"ہاں"...... ڈاکٹر مارٹن نے چونک کر کہا۔

"صبح تم نے ایک ایکریمین کو باوجود شدید زخمی ہونے کے ڈسچارج کر دیا۔ بولو کیوں"...... آسکر نے غراتے ہوئے کہا۔

"وہ۔ وہ۔ اس کے ساتھیوں نے اصرار کیا تھا اس لئے مجبوراً مجھے اسے ڈسچارج کرنا پڑا"...... ڈاکٹر مارٹن نے رک رک کر کہا لیکن دوسرے لمحے ریوالور چلنے کا دھماکہ ہوا اور ڈاکٹر مارٹن چیخ مار کر کرسی سمیت پیچھے کی طرف الٹ گیا۔

"اٹھو"...... آسکر نے چیخ کر کہا تو ڈاکٹر مارٹن اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کا رنگ خوف کی شدت سے زرد ہو رہا تھا۔

"اب اگر تم نے جھوٹ بولا تو گولی دل پر پڑے گی"...... آسکر نے کہا۔ اس نے گولی چلائی ضرور تھی لیکن وہ فائر مارٹن کے کان کے قریب سے نکل گیا تھا۔ البتہ ڈاکٹر مارٹن خوف کے مارے گر گیا تھا۔

"کرسی سیدھی کرو اور بیٹھ جاؤ"...... آسکر نے کہا تو ڈاکٹر مارٹن نے کسی معمول کی طرح ہدایت پر عمل کیا۔

"اب سچ بول دو"...... آسکر نے غراتے ہوئے کہا۔

"انہوں نے مجھے ایک ہزار ڈالر دیئے تھے کہ ان کے مریض کو سنٹرل ہسپتال شفٹ کر دیا جائے جبکہ یہاں صرف ڈسچارج کی رپورٹ کی جائے میں نے ایسا کر دیا"...... ڈاکٹر مارٹن نے رک رک کر کہا۔

"فون اٹھاؤ اور معلوم کرو کہ اس مریض کی کیا پوزیشن ہے اور

وہ کس وارڈ اور کس بیڈ پر ہے"...... آسکر نے کہا تو ڈاکٹر مارٹن نے سامنے میز پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور لڑکھڑاتے ہوئے ہاتھوں سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دو"...... آسکر نے کہا تو ڈاکٹر مارٹن نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے آخر میں لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

"یس۔ سنٹرل ہسپتال"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"میں ڈاکٹر مارٹن بول رہا ہوں۔ سرجری وارڈ کے ڈیوٹی ڈاکٹر سے بات کراؤ"...... ڈاکٹر مارٹن نے کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ ڈاکٹر انتھونی بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"میں ڈاکٹر مارٹن بول رہا ہوں ڈاکٹر انتھونی۔ انڈسٹریل ایریا ہسپتال سے"...... ڈاکٹر مارٹن نے کہا۔

"اوہ آپ۔ کیسے ہیں آپ۔ فرمائیے"...... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

"ٹھیک ہوں۔ صبح ایک ایکریمین جس کا نام مائیکل تھا سرجری وارڈ میں انڈسٹریل ایریا ہسپتال سے ٹرانسفر کیا گیا تھا۔ اس مریض کی کیا پوزیشن ہے"...... ڈاکٹر مارٹن نے کہا۔

"وہ ٹھیک ہے۔ کیوں۔ کوئی خاص بات ہے"...... دوسری

طرف سے پوچھا گیا۔

" نہیں۔ بس ویسے ہی پوچھ رہا تھا۔ کیا بیڈ نمبر ہے اس کا" ۔ ڈاکٹر مارٹن نے کہا۔

" ایک منٹ۔ بتاتا ہوں" ...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

" ہیلو ڈاکٹر مارٹن" ...... چند لمحوں بعد دوبارہ آواز سنائی دی۔

" یس" ...... ڈاکٹر مارٹن نے جواب دیا۔

" اس کا بیڈ نمبر آٹھ ہے" ...... ڈاکٹر انتھونی نے کہا۔

" اوکے۔ شکریہ" ...... ڈاکٹر مارٹن نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

" تمہیں معلوم ہے ڈاکٹر مارٹن کہ وہ مریض کون ہے۔ وہ دشمن ایجنٹ ہے اور میں تمہیں اس لئے چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ تم نے نادانستگی میں یہ کام کیا ہے ورنہ تمہاری باقی ساری عمر جیل میں گزر سکتی ہے" ...... آسکر نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کے اٹھتے ہی جینگی بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔

" مم۔ مم۔ مجھے واقعی معلوم نہیں تھا" ...... ڈاکٹر مارٹن نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

" اب سنو۔ اگر ہمارے جانے کے بعد تم نے دوبارہ فون کر کے اس مریض کو الرٹ کیا تو پھر تم جیتے جی جہنم میں پہنچ جاؤ گے" ۔ آسکر نے کہا۔

" مم۔ میرا اس سے کیا تعلق جناب۔ میں کیوں ایسا کروں گا آپ

کی مہربانی جناب" ...... ڈاکٹر مارٹن نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا تو آسکر اور جینگی دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے دوسرے کمرے سے گزرے اور دروازہ کھول کر باہر آ گئے۔ تھوڑی دیر بعد ان کی کار تیزی سے سنٹرل ہسپتال کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔

"اب تمہارا کیا ارادہ ہے آسکر" ...... جینگی نے کہا۔

" اس زخمی کی نگرانی کرانی پڑے گی۔ لامحالہ اس کے ساتھی اس کا پتہ کرنے آئیں گے اس طرح ان کی رہائش گاہ کا معلوم کر کے ان سب کو گرفتار کر لیں گے" ...... آسکر نے کہا تو جینگی نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔

صدیقی اپنے ساتھیوں سمیت رہائش گاہ میں موجود تھا وہ ابھی سنٹرل ہسپتال سے عمران کی عیادت کر کے واپس آئے تھے۔ عمران کی حالت اب کافی بہتر تھی اور صدیقی نے ڈاکٹر سے معلوم کیا تھا تو اس نے بتایا تھا کہ دو روز میں عمران صاحب کو ہسپتال سے فارغ کر دیا جائے گا اس لئے وہ واپس رہائش گاہ پر آ گئے تھے۔

"آخر یہ لیبارٹری والا مسئلہ کیسے حل ہو گا صدیقی اس بار تو ہم بند گلی میں پھنس کر رہ گئے ہیں"...... نعمانی نے کہا۔

"ہاں۔ کچھ سمجھ نہیں آتا کہ کیا لائن آف ایکشن اختیار کی جائے"...... صدیقی نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں عمران صاحب کے ہسپتال سے آنے سے پہلے کوئی نہ کوئی کام کر لینا چاہئے"...... خاور نے کہا۔

"لیکن کیا کیا جائے۔یہی بات تو سمجھ نہیں آ رہی"...... صدیقی

نے کہا۔

"آخر اس لیبارٹری میں انسان ہی رہتے ہوں گے۔ وہاں ہر قسم کی سپلائی جاتی رہتی ہو گی۔ خام میٹریل کی، شراب کی اور خوراک کی"......چوہان نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن سنا کی دارالحکومت ہے یہاں کس سے بات کی جائے۔ سینکڑوں پارٹیاں ہوں گی۔ کس کس کو چیک کیا جائے"۔ صدیقی نے کہا۔

"کسی مخبری کرنے والی تنظیم کا بھی ہمیں علم نہیں ہے"۔ خاور نے کہا۔

"ارے ہاں۔ایک کام ہو سکتا ہے۔ کسی ریٹائر سائنس دان سے کام لیا جا سکتا ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"وہ کیسے"...... نعمانی نے چونک کر پوچھا۔

"اس ریٹائر سائنس دان سے ڈاکٹر ہومز کے بارے میں معلومات مل سکتی ہیں۔ آخر پاکیشیائی سائنس دان بھی تو طویل عرصے تک یہاں کام کرتا رہا ہے"...... صدیقی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

"یس۔انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"کسی ریٹائر سائنس دان کا نمبر دے دیں اور ان کا نام بھی بتا دیں۔ہم یہاں اجنبی ہیں اور ہم کسی ریٹائر سائنس دان سے ملنا چاہتے

ہیں"...... صدیقی نے کہا۔

"ڈاکٹر ماہم بہت معروف سائنس دان ہیں ان سے مل لیں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی فون نمبر بتا دیا گیا۔

"بے حد شکریہ"...... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا اور ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبا دیا۔

"کمال ہے۔ یہ خیال کیسے آ گیا تمہیں"...... خاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بس اچانک خیال آ گیا ہے۔ انکوائری والے سب سے باخبر ہوتے ہیں"...... صدیقی نے انکوائری آپریٹر کے بتائے ہوئے نمبر پریس کرتے ہوئے کہا۔

"یس۔ ماہم ہاؤس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی لیکن بولنے والے کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ ملازم ہے۔

"ڈاکٹر ماہم سے بات کرائیں۔ میرا نام رابرٹ ہے اور میرا تعلق ایکریمیا سے ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ ڈاکٹر ماہم بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک باوقار سی آواز سنائی دی لیکن بولنے والے کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ خاصا بوڑھا آدمی ہے۔

"ڈاکٹر ماہم۔ میرا نام رابرٹ ہے اور میرا تعلق ایکریمیا سے ہے۔ ہم سائنس کے ایک مضمون کے سلسلے میں آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔

ہم آپ کے وقت کا باقاعدہ معاوضہ دیں گے"...... صدیقی نے ایکریمین لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں آپ کی بات"...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"ڈاکٹر صاحب آپ وقت دے دیں۔ پھر ہم آپ کو سمجھا دیں گے۔ آپ جیسے معروف سائنس دان سے ویسے بھی ملاقات ہمارے لئے اعزاز ہو گی اور آپ چند منٹ صرف کر کے دس ہزار ڈالر بھی کما لیں گے"...... صدیقی نے کہا۔

"اوہ۔ ٹھیک ہے آ جاؤ۔ میں گھر پر ہی ہوتا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اپنا پتہ بتا دیں"...... صدیقی نے کہا۔

"مارکر روڈ پر ماہم ہاؤس معروف ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"او کے جناب۔ بے حد شکریہ۔ ہم حاضر ہو رہے ہیں"۔ صدیقی نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا تو اس کے باقی ساتھی بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ تھوڑی دیر بعد ان کی کار مارکر روڈ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ پھر مارکر روڈ پر انہیں دور سے ہی ایک سفید رنگ کی رہائشی کوٹھی نظر آ گئی جو خاصی پرانی عمارت تھی اس کے گیٹ پر ماہم ہاؤس کی پلیٹ بھی موجود تھی۔ صدیقی نے کار گیٹ کے سامنے لے جا کر روک دی اور پھر نیچے اتر کر صدیقی نے ستون پر موجود کال بیل کا

بٹن پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد پھاٹک کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی اندر سے باہر آ گیا۔

"جی"...... اس نے حیرت سے صدیقی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر صاحب نے ہمیں ملاقات کا وقت دیا ہے۔ میرا نام رابرٹ ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ آیئے۔ میں پھاٹک کھولتا ہوں"...... ملازم نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد بڑا پھاٹک کھلا اور صدیقی کار اندر پورچ میں لے گیا جہاں ایک پرانے ماڈل کی کار پہلے سے موجود تھی۔ صدیقی نے کار اس کے عقب میں روک دی اور پھر وہ چاروں نیچے اتر آئے۔ اتنی دیر میں ملازم پھاٹک بند کر کے واپس آ گیا۔

"آیئے جناب۔ ادھر ڈرائینگ روم میں تشریف رکھیں"۔ ملازم نے کہا اور چند لمحوں بعد وہ ایک ڈرائنگ روم میں پہنچ چکے تھے۔ عام سا ڈرائینگ روم تھا۔ البتہ صفائی کا معیار خاصا بہتر تھا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک بوڑھا آدمی اندر داخل ہوا جس کی چھوٹی سی سفید داڑھی تھی اور سر سے گنجا تھا۔ البتہ سائیڈوں پر جھالر نما بال تھے اور آنکھوں پر موٹے شیشوں کی عینک تھی۔ صدیقی اور اس کے ساتھی اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

"میرا نام ڈاکٹر ماہم ہے"...... آنے والے نے کہا اور پھر اس نے باری باری صدیقی اور اس کے ساتھیوں سے مصافحہ کیا اور انہیں بیٹھنے کے لئے کہا۔

"آپ لوگ کیا پینا پسند کریں گے"...... ڈاکٹر ماہم نے کہا۔

"بے حد شکریہ۔ کچھ خواہش نہیں ہے"...... صدیقی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے بڑے نوٹوں کی ایک گڈی نکالی اور اس میں سے چند نوٹ علیحدہ کر کے اس نے انہیں سامنے رکھا اور پھر گڈی واپس جیب میں ڈال لی۔ ڈاکٹر ماہم حیرت سے یہ سب کچھ ہوتا دیکھ رہا تھا لیکن وہ خاموش تھا۔

"ڈاکٹر ماہم۔ کیا سولر انرجی کے بارے میں آپ کچھ جانتے ہیں"...... صدیقی نے کہا تو ڈاکٹر ماہم بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر مایوسی کے تاثرات ابھر آئے۔

"اوہ نہیں۔ میرا سبجیکٹ تو کیمسٹری رہا ہے"...... ڈاکٹر ماہم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ نوٹ اب بھی آپ کے ہو سکتے ہیں اگر آپ سولر انرجی کے کسی سائنس دان کا پتہ بتا دیں۔ ہمیں اس سلسلے میں چند معلومات حاصل کرنی ہیں"...... صدیقی نے کہا۔

"ایک منٹ۔ مجھے سوچنے دیں"...... ڈاکٹر ماہم نے کہا۔

"ایک نام تو میں بھی بتا سکتا ہوں۔ ڈاکٹر ہومز کا۔ ان کی ایکریمیا میں بڑی شہرت ہے"...... صدیقی نے کہا تو ڈاکٹر ماہم بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ہاں۔ ڈاکٹر ہومز تو سولر انرجی پر اتھارٹی ہیں لیکن ان کا پتہ مجھے معلوم نہیں ہے۔ البتہ ان کے اسسٹنٹ ہیں ڈاکٹر مارتھر۔

وہ بھی سولر انرجی پر ہی کام کرتے ہیں۔ان کا پتہ بتا سکتا ہوں۔

"ٹھیک ہے۔ان کا پتہ بتا دیں"...... صدیقی نے کہا۔

"ڈاکٹر مارتھر کا پتہ ہے ایک سو اٹھارہ اے بلاک برج وے کالونی"...... ڈاکٹر ماہم نے کہا۔

"آپ کی ان سے ملاقات کتنا عرصہ پہلے ہوئی تھی"...... صدیقی نے کہا۔

"چند روز پہلے ایک مارکیٹ میں اچانک بڑے طویل عرصے بعد ملاقات ہوئی تھی۔ وہ بھی میری طرح ریٹائر ہو چکے ہیں۔ انہوں نے اپنا پتہ بتایا تاکہ آئندہ ملاقات ہو جائے لیکن میں ابھی تک جا تو نہیں سکا لیکن پتہ مجھے یاد ہے"...... ڈاکٹر ماہم نے کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے شکریہ۔ ہم ان سے مل لیتے ہیں۔ آپ کا حوالہ دے دیں گے"...... صدیقی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے نوٹ اٹھا کر ڈاکٹر ماہم کو دے دیئے۔ ڈاکٹر ماہم کا چہرہ چمک اٹھا۔ اس نے ان کا شکریہ ادا کیا اور صدیقی اس سے اجازت لے کر اپنے ساتھیوں سمیت ڈرائینگ روم سے باہر آیا اور اپنی کار میں سوار ہو کر کوٹھی سے باہر آگئے پھر انہوں نے باقاعدہ نقشہ نکال کر اس میں برج وے کالونی کو مارک کیا اور راستہ چیک کر کے انہوں نے کار آگے بڑھا دی۔ تقریباً ایک گھنٹے بعد وہ ایک متوسط درجے کی کالونی میں داخل ہوئے اور انہوں نے ایک سو اٹھارہ نمبر کوٹھی کے سامنے کار روک دی۔ کوٹھی کے ستون پر ڈاکٹر مارتھر کی پلیٹ بھی موجود

تھی۔ صدیقی نے نیچے اتر کر کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک ملازم باہر آگیا۔

"ڈاکٹر مارتھر صاحب سے ملنا ہے۔ ہمیں ڈاکٹر ماہم صاحب نے بھیجا ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ میں پھاٹک کھولتا ہوں"...... ملازم نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ صدیقی دوبارہ کار میں بیٹھ گیا اور پھر پھاٹک کھلنے پر صدیقی کار اندر لے گیا۔ پورچ میں ایک کار پہلے سے موجود تھی۔ صدیقی نے کار اس کے قریب لے جا کر روک دی اور وہ سب نیچے اتر آئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ ڈرائینگ روم میں پہنچ گئے اور پھر کچھ دیر بعد ایک ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہوا۔ وہ درمیانے قد کا تھا۔ اس کے سر کے بال سفید تھے اور اس کی آنکھوں پر بھی موٹے شیشوں کی عینک تھی۔ صدیقی اور اس کے ساتھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ پھر ڈاکٹر ماہم کے حوالے سے انہوں نے اپنا تعارف کرایا۔

"فرمایئے۔ میں کیا خدمت کر سکتا ہوں"...... ڈاکٹر مارتھر نے کہا تو صدیقی نے جیب سے بھاری مالیت کے نوٹوں کی گڈی نکال کر سامنے رکھ لی۔ ڈاکٹر مارتھر نے چونک کر گڈی کی طرف دیکھا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"ہم نے ڈاکٹر ہومز سے ملنا ہے۔ اگر آپ ہماری رہنمائی کر دیں تو یہ گڈی آپ کی ہو سکتی ہے"...... صدیقی نے کہا تو ڈاکٹر مارتھر بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا ۔ کیا مطلب ۔ یہ ڈاکٹر ہومز سے ملاقات کے لئے اتنی بھاری مالیت کے نوٹ آپ کیوں دے رہے ہیں ۔ وجہ "...... ڈاکٹر مارتھر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس لئے ڈاکٹر مارتھر کہ ہم ایکریمین ہیں اور بغیر معاوضے کے کسی کا کام نہیں کرتے اور نہ کسی سے کام لیتے ہیں ۔ آپ کا چونکہ ہم نے وقت لیا ہے اس لئے ہم آپ کو معاوضہ دے رہے ہیں" ۔ صدیقی نے کہا۔

"آپ کو ڈاکٹر ہومز سے کیا کام ہے ۔ آپ مجھے بتائیں میں آپ کا مسئلہ حل کر سکتا ہوں"...... ڈاکٹر مارتھر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پاکیشیا کے ایک سائنس دان ہیں ڈاکٹر فیاض احمد ۔ وہ یہاں ڈاکٹر ہومز کے ساتھ طویل عرصے تک کام کرتے رہے ہیں ۔ کیا آپ انہیں جانتے ہیں"...... صدیقی نے کہا۔

"ہاں ۔ لیکن اب وہ کافی عرصہ سے ریٹائر ہو کر واپس پاکیشیا چلے گئے ہیں ۔ میں نے بھی ان کے ساتھ کام کیا ہے ۔ وہ بے حد قابل آدمی ہیں"...... ڈاکٹر مارتھر نے جواب دیا۔

"ڈاکٹر فیاض احمد صاحب اب وفات پا چکے ہیں ۔ ان کا ایک خط ہم نے ڈاکٹر ہومز کو پہنچانا ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"لیکن آپ تو ایکریمین ہیں جبکہ وہ پاکیشیائی تھے"...... ڈاکٹر مارتھر نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر صاحب ۔ آپ اس چکر میں نہ پڑیں ۔ ہمارا تعلق ایک

خفیہ ایجنسی سے ہے اور اس ایجنسی کے سلسلے میں یہ خط ہم نے ڈاکٹر ہومز کو پہنچانا ہے لیکن ڈاکٹر ہومز کا پتہ ایکریمیا کو معلوم نہیں، ۔ یہاں سناکی میں بھی کسی کو معلوم نہیں ۔ لیکن ایجنسیوں کے آدمیوں نے معلوم کر لیا ہے کہ اس کا پتہ آپ کو معلوم ہے اور آپ سائنس دان ہیں اور ہمارے لئے قابل عزت اس لئے ہم آپ کو بھاری مالیت کے نوٹ معاوضے کے طور پر پیش کر رہے ہیں ۔ اگر آپ کی جگہ کوئی اور ہوتا تو ہم اس پر تشدد کر کے اس سے معلوم کر لیتے لیکن آپ چونکہ سائنس دان ہیں اس لئے آپ کو ہم انگلی بھی نہیں لگانا چاہتے"...... صدیقی نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"لیکن ایسا نہ ہو کہ میں اس چکر میں خواہ مخواہ الجھ جاؤں ۔ میں گوشہ نشین آدمی ہوں ۔ ڈاکٹر مارتھر نے تذبذب بھرے لہجے میں کہا۔

"کسی کو معلوم ہی نہیں ہو گا کہ ہم نے آپ سے کچھ معلوم بھی کیا ہے ۔ ہم تو بس ایک سائنس دان سے ملاقات کے لئے آئے ہیں"...... صدیقی نے کہا تو ڈاکٹر مارتھر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور پھر سامنے پڑے ہوئے نوٹ اٹھا کر اس نے جیب میں ڈال لئے ۔

"میں زبان سے کچھ کہنا نہیں چاہتا تاکہ کل کو میں حلف دے سکوں کہ میں نے تمہیں کچھ نہیں بتایا ۔ میں تمہیں ایک کارڈ لا دیتا ہوں ۔ تم خود سمجھ جاؤ گے"...... ڈاکٹر مارتھر نے کہا اور اٹھ کر اندرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا ۔ صدیقی اور اس کے ساتھی

خاموش بیٹھے رہے ۔ تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر مارتھر واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک سفید رنگ کا کارڈ موجود تھا جس پر بچوں کے ایک کھلونے کی بڑی سی تصویر تھی جس کے نیچے ایک دکان کا پتہ تھا جو بچوں کے لئے کھلونے فروخت کرتی تھی ۔ اس کے ساتھ ہی اس کا فون نمبر بھی موجود تھا۔

" یہ کیا ہے "...... صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" بس یہی پتہ ہے ۔ ڈاکٹر ہومز اور اس کی لیبارٹری انتہائی خفیہ ہے ۔ وہاں آنے اور جانے والوں کو بے ہوش کر کے لایا اور بھیجا جاتا ہے ۔ البتہ جب ڈاکٹر ہومز اپنی لیبارٹری میں کال کرتا ہے اسے اس دکان کے مینجر سے ملنا پڑتا ہے ۔ وہ اسے ایک پتہ بتا دیتا ہے اور وہ آدمی جب اس پتے پر پہنچتا ہے تو اسے اچانک بے ہوش کر دیا جاتا ہے اور پھر اس کو ہوش لیبارٹری کے اندر آتا ہے "...... ڈاکٹر مارتھر نے جواب دیا۔

" کیا مینجر ایک ہی ہے یا بدلتے رہتے ہیں "...... صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ایک ہی ہے ۔ اس کا نام ہیری ہے ۔ البتہ میں جب بھی گیا تو مجھے یہی پتہ بتایا گیا تھا "...... ڈاکٹر مارتھر نے جواب دیا۔

" کیا اس فون پر ڈاکٹر ہومز سے رابطہ ہو سکتا ہے "...... صدیقی نے کارڈ پر موجود فون نمبر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

" نہیں ۔ یہ تو دکان کا فون نمبر ہے ۔ آپ وہاں جا کر ڈاکٹر ہومز کا

نام لیں گے تو وہ لاعلمی ظاہر کرے گا لیکن جب ڈاکٹر ہومز کال کرتا ہے اسے ایک کوڈ بتا دیا جاتا ہے ۔ جب وہ کوڈ اور ڈاکٹر ہومز کا نام اکٹھا لیا جاتا ہے تو پھر ہیری وہ پتہ بتا دیتا ہے ۔ وہاں بھی وہی کوڈ اور ڈاکٹر ہومز کا نام اکٹھا لیا جاتا ہے تو وہاں سے اسے لیبارٹری بھجوا دیا جاتا ہے "...... ڈاکٹر مارتھر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" وہ کوڈ کیا ہوتا ہے "...... صدیقی نے پوچھا۔

" میں کئی مرتبہ گیا ہوں مگر ہر بار نیا کوڈ بتایا جاتا ہے " ۔ ڈاکٹر مارتھر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" آپ کی ڈاکٹر ہومز سے کیسے بات ہوتی ہے " صدیقی نے پوچھا۔

" اس کا خصوصی فون نمبر ہے ۔ اس پر کال کرو تو براہ راست ڈاکٹر ہومز سے بات ہوتی ہے "...... ڈاکٹر مارتھر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے وہ نمبر بتا دیا تو صدیقی نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا کیونکہ یہ وہی نمبر تھے جو چیف سیکرٹری نے عمران کو بتائے تھے اور جو انڈسٹریل اسٹیٹ کی رائس فیکٹری کی ڈاجنگ مشینری کی وجہ سے کلیو ہی ختم ہو گیا تھا اور الٹا عمران بھی شدید زخمی ہو گیا تھا۔ لیکن یہ نمبر سن کر صدیقی سمجھ گیا کہ ڈاکٹر مارتھر سچ بول رہا ہے۔

" ٹھیک ہے ڈاکٹر صاحب ۔ آپ کا شکریہ ۔ اب آپ سب کچھ بھول جائیں ۔ گڈ بائی "...... صدیقی نے کہا تو ڈاکٹر مارتھر نے ان کا شکریہ ادا کیا اور تھوڑی دیر بعد وہ سب کار میں سوار اس کالونی سے

باہر جا رہے تھے۔

" اب کیا پروگرام ہے ۔ کیا اس ہیری سے معلوم کرنا ہے "۔ نعمانی نے کہا۔

" میرا خیال ہے کہ ہیری کو روزانہ یا ہفتہ وار پتہ اور کوڈ بتایا جاتا ہو گا۔ اس سے زیادہ وہ کچھ نہیں جانتا ہو گا"...... صدیقی نے کہا۔

" تو پھر"...... نعمانی نے حیران ہو کر کہا۔

" اس سے آج کا پتہ معلوم کرنا ہو گا اور اس پتے پر موجود افراد سے لیبارٹری کا علم ہو سکے گا"...... صدیقی نے کہا تو نعمانی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" لیکن تم شاید واپس کوٹھی جا رہے ہو"...... نعمانی نے کار کے ایک موڑ مڑتے ہی چونک کر کہا۔

" ہاں ۔ کیونکہ آج سنڈے ہے اور تمام کاروباری مراکز بند ہیں اس لئے کل یہ کام ہو سکے گا"...... صدیقی نے کہا تو نعمانی بے اختیار ہنس پڑا۔ عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے چوہان اور خاور بھی ہنس پڑے ۔

" اصل میں ہم چاہتے ہیں کہ عمران صاحب کے تندرست ہونے سے پہلے ہی فارمولا حاصل کر لیا جائے ورنہ ان کے حرکت میں آتے ہی ہم ایک بار پھر زیرو ہو جائیں گے "...... صدیقی نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے ۔ تھوڑی دیر بعد وہ اپنی رہائش گاہ پر پہنچ گئے صدیقی نے کار پورچ میں روکی اور پھر وہ چاروں اتر کر اندرونی عمارت کی طرف بڑھتے چلے گئے جبکہ خاور نے اتر کر پھاٹک بند کر دیا تھا۔ وہ

ب سٹنگ روم میں بیٹھے ہی تھے کہ اچانک باہر سے ایسی آوازیں سنائی دینے لگیں جیسے پٹاخے چلتے ہیں اور پھر اس سے پہلے کہ وہ چونکتے ن کے ناک سے نامانوس سی بو ٹکرائی اور اس کے ساتھ ہی ان کے ذہن یکلخت تاریکی میں ڈوبتے چلے گئے ۔

آسکر اور جیگی دونوں اپنے آفس میں موجود تھے۔ آسکر اور جیگی دونوں ڈاکٹر مارٹن کے فلیٹ سے نکل کر سیدھے سنٹرل ہسپتال گئے اور وہاں انہوں نے خود عمران کو بھی چیک کر لیا۔ وہ ایکریمین میک اپ میں تھا لیکن چونکہ انہیں بیڈ نمبر معلوم تھا اس لئے وہ اسے پہچان گئے تھے۔ پھر ڈیوٹی پر موجود ڈاکٹر سے انہیں معلوم ہو گیا کہ اس مریض کو لانے والوں نے اپنا فون نمبر دیا ہوا ہے تاکہ ایمرجنسی کی صورت میں ان سے رابطہ کیا جا سکے۔ یہ فون نمبر آسکر کو معلوم ہو گیا اور اس نے انکوائری سے معلوم کر لیا کہ یہ فون کہاں نصب ہے۔ یہ ایک رہائشی کالونی کی کوٹھی تھی۔ اس کے بعد اس نے اپنے گروپ کو وہاں بھجوا دیا۔ گروپ انچارج مارٹر نے وہاں ارد گرد کے چوکیداروں سے معلوم کر لیا کہ اس کوٹھی میں چار ایکریمین رہائش پذیر ہیں۔ چنانچہ آسکر کنفرم ہو گیا تھا کہ یہی پاکیشیا سیکرٹ سروس

کے افراد کی رہائش گاہ ہے۔ اس مارٹر کو ہدایات دے دی تھیں کہ وہ کوٹھی کی نگرانی جدید مشینری اور فاصلے سے کرے تاکہ انہیں کوئی شک نہ پڑ سکے۔ ویسے کوٹھی خالی تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ اس نے مارٹر کو یہ ہدایت بھی دے دی تھی کہ جیسے ہی یہ لوگ واپس کوٹھی میں پہنچیں وہ بے ہوش کر دینے والی گیس اندر فائر کر کے انہیں بے ہوش کر دے اور پھر انہیں وہاں سے اٹھا کر رانسن ہاؤس کے بلیک روم میں پہنچا دے اور پھر انہیں اطلاع دے اور اب انہیں مارٹر کی طرف سے اطلاع کا انتظار تھا لیکن کئی گھنٹے گزر چکے تھے مگر مارٹر کی طرف سے کوئی اطلاع نہ آئی تھی۔

"اس عمران کا تو خاتمہ کر دیتے۔ اصل آدمی تو وہی ہے"۔ جیگی نے کہا۔

"پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ سیکرٹ سروس کا ممبر نہیں ہے۔ دوسری بات یہ کہ وہ زخمی ہے۔ اس سے پوچھ گچھ نہیں ہو سکتی۔ تیسری بات یہ کہ اس کے ہلاک ہوتے ہی سیکرٹ سروس کے لوگ غائب ہو جائیں گے اور سروس چند افراد پر مشتمل نہیں ہوتی اس لئے پہلے یہ لوگ ہاتھ آ جائیں۔ ان سے ان کی سروس کے باقی افراد کے بارے میں پوچھ گچھ ہو جائے گی اور ان کے پاکیشیا میں ہیڈ کوارٹر اور باس سب کے بارے میں تفصیلات معلوم کر لی جائیں گی تو انہیں ہلاک کر کے اس عمران کے سینے میں بھی مشین گن کا برسٹ اتار دیا جائے گا اور پھر ہم پاکیشیا جا کر باقی ماندہ سروس اور اس کے

ہیڈ کوارٹر کا خاتمہ کر دیں گے ۔ اس طرح یہ زہریلا کانٹا ہمیشہ کے لئے نکل جائے گا"...... آسکر نے جواب دیا تو جیگی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" لیکن کئی گھنٹے گزر گئے ہیں ۔ ان لوگوں کی واپسی نہیں ہوئی"...... جیگی نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" کہیں گھومتے پھر رہے ہوں گے ۔ کام تو انہیں بھی نہیں ۔ کام کا آدمی تو ہسپتال میں پڑا ہے"...... آسکر نے کہا۔

" کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم یہاں بیٹھے ان کا انتظار کرتے رہ جائیں اور وہ لیبارٹری پہنچ جائیں ۔ آخر وہ سیکرٹ سروس کے رکن ہیں ۔ عام آدمی تو نہیں ہیں"...... جیگی نے کہا تو آسکر بے اختیار ہنس پڑا۔

" اس لیبارٹری کا علم چیف سیکرٹری کو بھی نہیں ہے تو اور کسے ہو گا۔ تم بے فکر رہو۔ وہاں تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ وہاں تو ہم بھی نہیں پہنچ سکتے"...... آسکر نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ دونوں بے اختیار چونک پڑے آسکر نے جھپٹ کر رسیور اٹھا لیا۔

" یس ۔ آسکر بول رہا ہوں"...... آسکر نے کہا۔

" مارٹر بول رہا ہوں باس ۔ رانسن ہاؤس سے ۔ چاروں ایکریمین بلیک روم میں پہنچ چکے ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو آسکر کا چہرہ یکلخت مسرت سے کھل اٹھا اور اس نے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

" کیا ہوا۔ تفصیل بتاؤ"...... آسکر نے کہا۔

" باس ۔ ہم نگرانی کرتے رہے ۔ اب سے نصف گھنٹہ پہلے یہ لوگ کار میں واپس آئے ۔ یہ چاروں ہی تھے ۔ پھر جیسے ہی وہ اندرونی عمارت میں گئے ہم نے زیرو ایکس گیس فائر کر دی ۔ اس کے بعد ہم عقبی طرف سے اندر داخل ہوئے تو یہ چاروں سٹنگ روم میں بے ہوش پڑے ہوئے تھے ۔ ہم سٹیشن ویگن ساتھ لے گئے تھے ۔ ہم نے پھاٹک کھولا اور سٹیشن ویگن اندر لے گئے اور انہیں اٹھا کر سٹیشن ویگن میں ڈالا اور رانسن ہاؤس پہنچ گئے ۔ یہاں ان چاروں کو بلیک روم میں زنجیروں میں جکڑ دیا گیا ہے اور اب میں آپ کو وہیں سے فون کر رہا ہوں"...... مارٹر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" او کے ۔ اب تم سنٹرل ہسپتال جاؤ اور وہاں سرجری وارڈ کے بیڈ نمبر آٹھ پر ایک ایکریمین موجود ہو گا ۔ اس کے سینے میں مشین گن کا برسٹ اتار کر واپس ہیڈ کوارٹر آ جاؤ"...... آسکر نے کہا۔

" یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" بیڈ نمبر آٹھ ۔ سرجری وارڈ یاد رکھنا"...... آسکر نے کہا۔

" یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" رانسن موجود ہے یہاں"...... آسکر نے پوچھا۔

" یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" اسے رسیور دو"...... آسکر نے کہا۔

" یس باس ۔ میں رانسن بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

" رانسن ۔ میں اور جینگی آ رہے ہیں۔ ہمارے آنے تک تم نے انہیں ہوش میں نہیں آنے دینا"...... آسکر نے کہا۔

" یس باس "...... دوسری طرف سے رانسن نے جواب دیا تو آسکر نے رسیور رکھ دیا۔

" آؤ ۔ اب ان سے پوچھ گچھ کر کے ان کا خاتمہ کر دیں اور پھر چیف کو رپورٹ بھی دیں اور ان سے پاکیشیا جا کر باقی ماندہ سروس کے خاتمے کی اجازت بھی لے لیں "...... آسکر نے اٹھتے ہوئے کہا تو جینگی بھی سرہلاتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔

عمران اب اٹھ کر نہ صرف بیٹھ سکتا تھا بلکہ وہ بیڈ سے نیچے اتر کر چند قدم چل پھر بھی سکتا تھا۔ ڈاکٹر نے اسے بتا دیا تھا کہ کل اسے ہسپتال سے ڈسچارج کر دیا جائے گا اس لئے وہ مطمئن تھا۔ اس وقت وہ بیڈ پر لیٹا ڈاکٹر ہومز اور اس کی لیبارٹری کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ اچانک اسے ایک سٹریچر کے اندر آنے کی آواز سنائی دی تو اس نے بے اختیار آنکھیں کھول دیں۔ سٹریچر پر ایک ایکریمین تھا جس کی آنکھیں بند تھیں۔

" مسٹر مائیکل ۔ آپ کو اب جنرل وارڈ میں شفٹ کرنے کا حکم دے دیا گیا ہے کیونکہ اب آپ بہت بہتر ہیں۔ آپ کی جگہ یہ صاحب یہاں بیڈ پر رہیں گے ۔ ان کا نام بھی مائیکل ہے اور یہ ایک کار ایکسیڈنٹ میں شدید زخمی ہوئے ہیں۔ ان کا چار گھنٹے آپریشن کیا گیا ہے "...... سٹریچر کے ساتھ آنے والے ڈاکٹر نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ اچھا۔ ضرور"....... عمران نے کہا اور اٹھ کر خود ہی بیڈ سے نیچے اتر آیا۔

"آپ کرسی پر بیٹھ جائیں۔ آپ کے لئے وہیل چیئر آ رہی ہے"....... ڈاکٹر نے کہا تو عمران ایک طرف رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ اس زخمی کو بیڈ پر لٹایا جانے لگا۔ عمران نے دیکھا کہ اس زخمی کا پورا جسم پٹیوں سے لپٹا ہوا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ واقعی شدید زخمی ہے۔ تھوڑی دیر بعد وہیل چیئر آ گئی اور عمران اس پر بیٹھ گیا اور چند لمحوں بعد وہ ایک سائیڈ پر بنے ہوئے جنرل وارڈ کے ایک بیڈ پر پہنچ چکا تھا۔

"ڈاکٹر صاحب۔ کیا آپ مجھے ابھی ڈسچارج نہیں کر سکتے"۔ عمران نے ڈاکٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہیں جناب۔ قانون کے مطابق چونکہ بڑے ڈاکٹر صاحب نے آپ کی ڈسچارج سلپ پر کل کی تاریخ ڈالی ہے اس لئے آپ کل ہی ڈسچارج ہو سکتے ہیں۔ اس سے پہلے نہیں"....... ڈاکٹر نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ اب جنرل وارڈ کے بیڈ پر لیٹا ہوا دوبارہ ڈاکٹر ہومز اور اس کی لیبارٹری کو ٹریس کرنے کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ اسے نیند آ گئی۔ پھر اچانک اس کی آنکھ کھلی تو اس نے محسوس کیا کہ وارڈ کے باہر لوگ دوڑتے ہوئے آ جا رہے ہیں اور کچھ شور شرابے کی آوازیں بھی سنائی دے رہی تھیں۔ یہ شور چونکہ ہسپتال کے قانون کے خلاف تھا اس لئے وہ بے اختیار

اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اسی لمحے ایک گھبرائی ہوئی اور پریشان سی نرس اندر داخل ہوئی۔

"کیا ہوا سسٹر"....... عمران نے کہا۔

"سرجری وارڈ کے بیڈ نمبر آٹھ پر موجود زخمی مریض کو ہلاک کر دیا گیا ہے"....... نرس نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا کیونکہ چند گھنٹے پہلے وہ خود سرجری وارڈ کے اس بیڈ نمبر آٹھ پر موجود تھا۔ اسے اچانک خیال آیا کہ کہیں وہ مریض اس کے چکر میں تو نہیں مارا گیا۔

"کیسے ہوا یہ سب کچھ۔ کس نے کیا ہے"....... عمران نے کہا۔

"بس اچانک ایک مقامی آدمی سرجری وارڈ میں داخل ہوا۔ اس نے بیڈ نمبر آٹھ کے قریب رک کر اپنی جیب سے مشین پسٹل نکالا اور پلک جھپکنے میں اس نے مریض کے سینے میں گولیاں ماریں اور تیزی سے باہر نکل گیا۔ ابھی تک اس کا پتہ ہی نہیں چل سکا۔ پولیس انکوائری کر رہی ہے"....... نرس نے جواب دیا اور مڑ کر واپس چلی گئی اور عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ تھوڑی دیر بعد ایک پولیس آفیسر ڈاکٹر کے ساتھ جنرل وارڈ میں داخل ہوا اور وہ دونوں سیدھے عمران کی طرف آ گئے۔

"مجھے بے حد افسوس ہوا ہے ڈاکٹر۔ یہ سن کر کہ ہسپتال میں کسی مریض کو ہلاک کر دیا گیا ہے"....... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ پولیس آفیسر آپ سے بھی بیان لینا چاہتے ہیں کیونکہ آپ بھی پہلے اس بیڈ پر رہے ہیں"....... ڈاکٹر نے کہا۔

"جی فرمائیے"...... عمران نے پولیس آفیسر کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے کہا۔

"آپ کا نام مائیکل ہے"...... پولیس آفیسر نے ڈائری کھولتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں اور جب مجھے وہاں شفٹ کیا جا رہا تھا تو مجھے یہی بتایا گیا تھا کہ اس نئے مریض کا نام بھی مائیکل ہے۔ ویسے بھی ایکریمیا میں یہ عام سا نام ہے"...... عمران نے کہا۔

"ایسا تو نہیں کہ قاتل آپ کو ہلاک کرنا چاہتا ہو لیکن آپ کی بجائے وہ مائیکل قتل ہو گیا"...... پولیس آفیسر نے کہا۔

"میری تو کسی سے کوئی دشمنی نہیں ہے اور میں کئی روز سے وہاں تھا۔ اگر مجھے کسی نے ہلاک کرنا ہوتا تو ان کے پاس بہت سے دن تھے۔ یہ ضروری تو نہیں کہ پہلے ڈاکٹر صاحب مجھے وہاں سے شفٹ کرتے پھر وہ لوگ مجھے ہلاک کرنے آتے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"آپ کیسے زخمی ہوئے۔ آپ کو بھی تو گولیاں لگی تھیں اور یہ بھی پولیس کیس بنتا ہے"...... پولیس آفیسر نے کہا۔

"میں ایک بزنس کے سلسلے میں انڈسٹریل ایریا میں ایک سڑک پر پیدل جا رہا تھا کہ اچانک فائرنگ ہوئی اور مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میرے جسم میں آگ کی کئی دہکتی ہوئی سلاخیں اتر گئی ہوں۔ اس کے بعد مجھے ہوش آیا تو میں انڈسٹریل ایریا کے ہسپتال میں تھا۔

وہاں سے مجھے یہاں شفٹ کیا گیا۔ اب مجھے تو معلوم نہیں کہ کیا ہوا۔ پولیس کو انکوائری کرنی چاہئے"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ بے فکر رہیں۔ پولیس انکوائری کرے گی۔ شکریہ"...... پولیس آفیسر نے منہ بناتے ہوئے کہا اور واپس مڑ گیا۔ ڈاکٹر بھی اس کے ساتھ ہی واپس چلا گیا اس لئے عمران وہیں بیڈ پر ہی بیٹھا رہا۔ تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر واپس آیا تو عمران نے اسے بلوا لیا۔

"ڈاکٹر صاحب۔ مجھے خدشہ پیدا ہو گیا ہے کہ کہیں واقعی مجھے بھی ہلاک نہ کر دیا جائے اس لئے آپ برائے مہربانی مجھے ابھی اور اسی وقت ڈسچارج کر دیں۔ آپ کی مہربانی۔ ورنہ اگر میں بھی ہلاک ہو گیا تو ساری ذمہ داری آپ پر آ جائے گی"...... عمران نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے۔ میں بڑے ڈاکٹر صاحب سے بات کرتا ہوں"...... ڈاکٹر نے کہا اور واپس مڑ گیا اور پھر واقعی کچھ دیر بعد عمران کو ڈسچارج کر دیا گیا۔ عمران نے لباس تبدیل کیا اور پھر ٹیکسی میں بیٹھ کر وہ اس رہائش گاہ پر پہنچ گیا جو انہوں نے انڈسٹریل ایریا جانے سے پہلے حاصل کی تھی۔ اسے یقین تھا کہ صدیقی اور دوسرے ساتھی وہاں موجود ہوں گے البتہ اس نے ٹیکسی کو پہلے ہی چوک پر فارغ کر دیا تھا تاکہ ٹیکسی ڈرائیور کو اس کی رہائش گاہ کا علم نہ ہو سکے اور پھر آہستہ آہستہ چلتا ہوا وہ اس کوٹھی کی طرف بڑھتا چلا گیا لیکن جب وہ کوٹھی کے گیٹ پر پہنچا تو بے اختیار چونک پڑا کیونکہ کوٹھی کا چھوٹا پھاٹک تھوڑا سا کھلا ہوا تھا۔ اس نے اسے دبا کر کھولا

اور اندر داخل ہو گیا لیکن کوٹھی پر چھایا ہوا سکوت دیکھ کر وہ چونک پڑا۔ کچھ غیر فطری سی خاموشی اسے محسوس ہو رہی تھی۔ پورچ میں وہ کار موجود تھی جس پر وہ انڈسٹریل ایریا گئے تھے ۔ جب وہ برآمدے کے پاس پہنچا تو بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ وہاں نیلے رنگ کے کیپسولوں کے ٹکڑے بکھرے ہوئے تھے۔ عمران نے ایک ٹکڑا اٹھا کر اسے غور سے دیکھا اور پھر ناک سے لگا کر سونگھا تو وہ بے اختیار چونک پڑا کیونکہ اس سے نامانوس سی بو ابھی تک آ رہی تھی۔

" اوہ ۔ اوہ ۔ یہ تو زیرو ایکس بے ہوش کر دینے والی گیس ہے ۔ اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ صدیقی اور اس کے ساتھیوں کو بے ہوش کر کے اغوا کیا گیا ہے"...... عمران نے کہا اور پھر وہ برآمدے کی سیڑھیاں چڑھ کر اندر گیا تو وہاں سٹنگ روم میں ایک کرسی الٹی پڑی دیکھ کر وہ سمجھ گیا کہ اس کا خیال درست ہے اور چونکہ ابھی اس کیپسول کے ٹکڑے میں ہلکی سی بو موجود تھی اس کا مطلب تھا کہ انہیں اغوا ہوئے زیادہ دیر نہیں گزری ۔ وہ آگے بڑھا ۔ اس نے الماری کھول کر اس میں سے دوسرا لباس نکالا اور لباس تبدیل کرنے باتھ روم میں چلا گیا۔ اس نے غسل کیا اور پھر لباس پہن کر وہ باہر آ گیا۔ اس کے بعد اس نے الماری سے میک اپ باکس نکالا اور پہلا میک اپ واش کر کے اس نے اپنا نیا میک اپ کیا۔ اس میک اپ میں وہ مقامی آدمی دکھائی دے رہا تھا۔ اس نے الماری سے مشین پسٹل اور اس کا میگزین نکال کر کوٹ کی جیبوں میں ڈالا اور کافی

ساری کرنسی بھی اس نے الماری کے ایک خفیہ خانے سے نکال کر جیبوں میں منتقل کر لی۔ اب وہ صدیقی اور اس کے ساتھیوں کو تلاش کرنے کے لئے پوری طرح تیار ہو چکا تھا۔ اس نے لباس اور میک اپ اس لئے تبدیل کر لیا تھا کہ کہیں صدیقی اور اس کے ساتھیوں کو لے جانے والے اسے تلاش نہ کرتے پھر رہے ہوں۔ ویسے اسے اب یقین آگیا تھا کہ قدرت نے اسے بچا لیا ہے۔ ہسپتال میں حملہ اسی پر کیا گیا تھا لیکن وہ کچھ دیر پہلے بیڈ تبدیل کر چکا تھا۔ اس کی جگہ وہ بے چارہ زخمی ہلاک ہو گیا۔ عمران نے کوٹھی سے باہر آ کر ادھر ادھر دیکھا تو سڑک کی دوسری طرف ایک کوٹھی کے باہر گیٹ کے پاس ایک دربان کھڑا نظر آگیا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا سڑک پار کر کے اس دربان کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک بڑا نوٹ نکال کر اس نے دربان کی مٹھی میں دبا دیا۔

" اوہ ۔ اوہ ۔ حکم صاحب"...... دربان نے ایک نظر نوٹ کی طرف دیکھا اور پھر پلک جھپکنے میں اس نے نوٹ اپنی جیب میں ڈال لیا۔ اس کا لہجہ انتہائی نرم ہو گیا تھا۔

" سامنے کوٹھی میں میرے ساتھی رہتے تھے ۔ ان کی کار تو اندر موجود ہے لیکن وہ خود موجود نہیں ہیں۔ چار لمبے تڑنگے ایکریمین تھے"...... عمران نے کہا۔

" مجھے تو نہیں معلوم جناب ۔ صرف اتنا معلوم ہے کہ پہلے سیاہ رنگ کی کار میں چار افراد اندر آئے اور پھاٹک بند ہو گیا۔ پھر کچھ دیر

بعد پھاٹک کھل گیا اور ایک سٹیشن ویگن اندر چلی گئی۔ پھر وہ سٹیشن ویگن باہر نکل کر وائیں طرف چلی گئی۔ چند لمحوں کے لئے وہ سٹیشن ویگن پھاٹک کے ساتھ رکی رہی۔ ایک آدمی نے پھاٹک بند کیا اور پھر چھوٹے پھاٹک سے نکل کر وہ آدمی سٹیشن ویگن میں بیٹھ گیا اور سٹیشن ویگن چلی گئی۔ اس کے بعد ایک اور ایکریمین پیدل چلتا ہوا آیا اور اندر چلا گیا اور اب آپ باہر آئے ہیں"...... دربان نے تفصیل سے بتاتے ہوئے کہا۔

"کتنی دیر ہوئی ہے سٹیشن ویگن کو گئے ہوئے"...... عمران نے پوچھا۔

"جی تقریباً ایک گھنٹہ ہو گیا ہے"...... دربان نے جواب دیا۔

"اس کا نمبر۔ کوئی نشانی وغیرہ"...... عمران نے جیب سے ایک اور بڑا نوٹ نکالتے ہوئے کہا۔

"جج۔ جناب۔ میں غریب آدمی ہوں جناب"...... دربان نے جلدی سے نوٹ عمران کے ہاتھ سے جھپٹتے ہوئے کہا اور یہ نوٹ بھی بجلی کی سی تیزی سے اس کی جیب میں غائب ہو گیا۔

"تمہارا نام کبھی سامنے نہیں آئے گا"...... عمران نے کہا۔

"جناب وہ ویگن رانسن ہاؤس کی تھی۔ میں یہاں آنے سے پہلے رانسن ہاؤس کے سامنے ایک کوٹھی کا دربان تھا۔ وہاں میں چار سال رہا اس لئے مجھے بخوبی علم ہے اور میں نے اسے فوراً پہچان لیا تھا"۔ دربان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کہاں ہے یہ رانسن ہاؤس اور کس کا ہے"...... عمران نے ایک اور نوٹ نکالتے ہوئے کہا تو دربان کی بتیسی باہر آ گئی۔ اس نے یہ نوٹ بھی جلدی سے لے کر جیب میں ڈال لیا۔

"جناب۔ رابرٹ کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ رانسن ہاؤس ہے۔ وہاں رانسن اکیلا رہتا ہے۔ بڑا خطرناک قسم کا آدمی ہے جناب۔ کوئی بڑا بدمعاش ہے۔ اس کے پاس وہ ویگن ہے اور ساتھ ہی ایک سیاہ رنگ کی کار بھی ہے"...... دربان نے جواب دیا۔

"اچھا۔ اب اچھی طرح سوچ کر بتاؤ کہ تم نے کوئی غلط بیانی تو نہیں کی ورنہ جس طرح نوٹ تمہاری جیب میں غائب ہوئے ہیں اسی طرح تم اس دنیا سے بھی غائب ہو جاؤ گے"...... عمران نے قدرے سرد لہجے میں کہا۔

"اوہ نہیں جناب۔ میں نے بالکل سچ بولا ہے جناب"۔ دربان نے خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"او کے۔ ٹھیک ہے"...... عمران نے کہا اور واپس مڑ کر وہ دوبارہ کوٹھی کے قریب پہنچ گیا۔ اس نے پھاٹک کھولا اور پورچ میں موجود کار میں بیٹھ کر وہ کار کو کوٹھی کے گیٹ سے باہر لے آیا۔ اس نے کار روکی اور نیچے اتر کر پھاٹک بند کیا اور پھر چھوٹے پھاٹک سے باہر آ کر اسے بھی لاک کر دیا اور کار میں بیٹھ کر اس نے کار آگے بڑھا دی۔ تھوڑی دیر بعد وہ رابرٹ کالونی میں داخل ہو رہا تھا۔ اس نے کار ایک پارکنگ میں روکی اور پھر سائیڈ سیٹ اٹھا کر اس کے نیچے بنے

ہوئے باکس کو چیک کیا تو اس کا منہ بن گیا کیونکہ اس کا خیال تھا
کہ باکس میں بے ہوش کر دینے والی گیس کا پسٹل موجود ہو گا لیکن
باکس میں عام سا اسلحہ تھا۔ گیس پسٹل موجود نہ تھا۔ کار کا دروازہ
کھول کر وہ نیچے اترا اور پھر اسے لاک کر کے وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھنے
لگا۔ تھوڑی دور جانے کے بعد اس نے رانسن ہاؤس کو چیک کر لیا۔
ستون پر رانسن ہاؤس کی پلیٹ موجود تھی اور پھاٹک بند تھا۔ عمران
سڑک کراس کر کے سائیڈ گلی میں سے ہوتا ہوا اس کی عقبی سمت پہنچ
گیا لیکن ایک تو رانسن ہاؤس کی چاردیواری بہت اونچی تھی دوسرا اس
پر باقاعدہ خاردار تار لگائی گئی تھی جس میں الیکٹرک وائر بھی موجود
تھی جو جگہ جگہ سے کاٹ کر خاردار تار سے جوڑی گئی تھی۔ اس کا
مطلب تھا کہ دیوار کے اوپر موجود خاردار تار میں طاقتور الیکٹرک
کرنٹ موجود تھا۔ عمران شاید اس کی پرواہ نہ کرتا لیکن اس وقت
اس کی جو جسمانی حالت تھی اس حالت میں وہ اس قدر اونچی دیوار
جمپ لگا کر کراس نہ کر سکتا تھا اس لئے اس نے کوئی دوسرا راستہ
تلاش کرنا شروع کر دیا اور پھر اس کی نظریں دیوار کے ایک کونے
میں گٹر کے دہانے پر رکھے ہوئے فولادی ڈھکن پر جم گئیں۔ اس کے
لبوں پر مسکراہٹ ابھر آئی۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا لیکن اس عقبی گلی
میں کوئی نہ تھا۔ اس نے جھک کر فولادی ڈھکن کو کنڈوں سے پکڑا
اور ایک جھٹکے سے اٹھا کر سائیڈ پر رکھ دیا۔ کچھ دیر وہ وہیں رکا رہا تاکہ
اندر کی زہریلی گیس باہر نکل جائے۔ پھر وہ سیڑھی کے ذریعے گٹر میں

اتر گیا۔ گٹر خاصا بڑا تھا لیکن اس میں پانی کی مقدار کم تھی۔ سائیڈ پر
پیر رکھتے ہوئے وہ آگے بڑھتا گیا۔ پہلے ہی دہانے پر وہ سیڑھی چڑھ کر
اوپر گیا۔ اس نے کاندھے کا زور لگا کر اوپر موجود ڈھکن کو کھسکا کر
ایک سائیڈ پر کیا اور سر باہر نکالا تو اس کے لبوں پر مسکراہٹ تیرنے
لگی کیونکہ وہ رانسن ہاؤس کے اندر عقبی طرف عمارت کے قریب
موجود تھا۔ وہ گٹر سے باہر آگیا اور اس نے ڈھکن کو ویسے ہی سائیڈ پر
رہنے دیا اور جیب سے مشین پسٹل نکال کر آگے بڑھ گیا۔ سائیڈ پر
راہداری تھی۔ وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا آگے کی طرف بڑھنے لگا کہ
اچانک اس کے کانوں میں کسی کی تیز چیخ پڑی اور وہ بے اختیار اچھل
پڑا کیونکہ عمران یہ آواز پہچان گیا تھا اور یہ آواز نعمانی کی تھی۔
"اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ"....... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی
اس نے اپنے قدم تیز کر دیئے لیکن زخمی ہونے کی وجہ سے وہ زیادہ تیز
نہ چل سکتا تھا اس کے باوجود وہ ہونٹ بھینچے تیزی سے آگے بڑھ گیا۔
آگے ایک راہداری تھی لیکن یہ راہداری خالی تھی۔ اسی لمحے تیز
فائرنگ کے ساتھ ساتھ انسانی چیخوں کی آوازیں بھی اس کے کانوں
میں پڑیں اور اس کے ہونٹ بھنچ گئے۔

ختم شد

اس ناول کے تمام نام' مقام' کردار' واقعات اور پیش کردہ سچویشنز قطعی فرضی ہیں۔ کسی قسم کی جزوی یا کلی مطابقت محض اتفاقیہ ہو گی جس کے لئے پبلشرز' مصنف' پرنٹرز قطعی ذمہ دار نہیں ہونگے۔

ناشران ------- اشرف قریشی

------- یوسف قریشی

تزئین ------- محمد بلال قریشی

طابع ------- پرنٹ یارڈ پرنٹرز لاہور

قیمت ------- -/60 روپے

چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ گریٹ مشن کا دوسرا اور آخری حصہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس حصے میں کہانی اپنے عروج کی طرف بڑھ رہی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ناول ہر لحاظ سے آپ کے اعلیٰ معیار پر پورا اترے گا۔ البتہ اپنی آراء سے بھی ضرور مطلع کریں اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے چند خطوط اور ان کے جواب بھی ضرور ملاحظہ کر لیں۔

ابو ظہبی سے ذوالفقار بیگ لکھتے ہیں۔ "میں گذشتہ سولہ سالوں سے آپ کے ناول پڑھ رہا ہوں۔ کیونکہ یہاں ابو ظہبی میں آپ کے ناول نہ صرف پڑھے جاتے ہیں بلکہ ایک وسیع حلقے میں بے حد پسند بھی کئے جاتے ہیں۔ آپ واقعی شاہکار ناول لکھتے ہیں۔ ایک بات آپ سے معلوم کرنی ہے اور ایک مشورہ بھی دینا ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ دانش منزل میں فون سیٹوں کی تعداد بڑھائی جائے کیونکہ سوانا میں جب عمران ایکسٹو کو فون کرتا ہے تو فون مصروف ملتا ہے اور یہ بات بھی آپ سے پوچھنی ہے کہ جب دانش منزل میں کوئی ملازم نہیں ہے تو اتنی بڑی بلڈنگ اور اس میں موجود نازک مشینری کی دیکھ بھال اور صفائی کیسے ہوتی ہو گی۔ امید ہے آپ ضرور جواب دیں گے"۔

محترم ذوالفقار بیگ صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ دانش منزل میں فون سیٹوں کو بڑھانے کی آپ کی تجویز

بظاہر تو درست ہے کہ اگر ایک فون مصروف ہو تو دوسرا ایکسٹو اٹنڈ کر سکے لیکن آپ نے یہ نہیں سوچا کہ دانش منزل میں اکیلا ایکسٹو رہتا ہے۔ اس لئے اگر ایک فون مصروف ہے تو اس کا مطلب ہے کہ کال ایکسٹو ہی سن رہا ہے یا کر رہا ہے۔ ایسی صورت میں دوسری کال سننے سے یقیناً پہلی کال دوسری کال کرنے والے تک پہنچ سکتی ہے۔ جہاں تک آپ کی دوسری بات ہے وہ واقعی انتہائی دلچسپ ہے۔ واقعی دانش منزل وسیع و عریض عمارت ہے۔ اس کی روزانہ صفائی ایک مسئلہ ہے لیکن یہ بھی درست ہے کہ آج تک کسی کو دانش منزل میں گرد تک نظر نہیں آئی تو یقیناً یہ کام مشینری سے لیا جاتا ہوگا۔ بہرحال اس بارے میں معلومات حاصل کی جائیں گی۔ پھر ہی حتمی جواب دیا جا سکتا ہے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

منچن آباد ضلع بہاول نگر سے محمد سعید لکھتے ہیں۔ "میں آپ کا بہت پرانا پرستار ہوں۔ میں نے تیسری کلاس سے آپ کے ناول پڑھنے شروع کئے تھے اور اب میں ایم اے اکنامکس کا طالب علم ہوں۔ البتہ مجھے اس بات کا شکوہ ہے کہ آپ کو میں نے تقریباً بیس سے زیادہ خطوط لکھے لیکن آپ نے کسی ایک کا جواب بھی نہیں دیا۔ بلیک تھنڈر کا سلسلہ مجھے بے حد پسند ہے۔ اگر اس میں کرنل فریدی اور پرمود کو بھی شامل کر لیا جائے تو اس کا لطف دوبالا ہو جائے گا۔ امید ہے آپ اس تجویز پر ضرور غور کریں گے"۔

محترم محمد سعید صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ خطوط کے سلسلے میں آپ کی شکایت بجا۔ لیکن آپ خود سمجھتے ہیں کہ ہر ماہ ملنے والے سینکڑوں خطوط میں سے صرف چند خطوط ہی شائع کئے جا سکتے ہیں۔ ویسے آپ یقین رکھیں کہ آپ کے ارسال کردہ جو خطوط مجھ تک پہنچے ہوں گے وہ میں نے ضرور پڑھے ہوں گے۔ بلیک تھنڈر میں کرنل فریدی اور پرمود کی شمولیت تو ہو سکتی ہے جب بلیک تھنڈر کوئی ایسا کام کرے جس میں عمران کے ساتھ ساتھ ان دونوں کو بھی دلچسپی ہو، ورنہ اب عمران گیسٹ ایجنٹوں کے طور پر تو انہیں اپنے ساتھ نہیں رکھ سکتا۔ بہرحال امید پر دنیا قائم ہے اس لئے آپ بھی اس بارے میں مایوس نہ ہوں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

"دیپالپور ضلع اوکاڑہ سے سہیل اظہر لکھتے ہیں۔ "آپ کے ناول مجھے بے حد پسند ہیں۔ میں میٹرک کا طالب علم ہوں لیکن والد صاحب کی اچانک وفات کی وجہ سے اب مجبوراً مجھے تعلیم ترک کر کے نوکری کرنا پڑے گی۔ آپ سے درخواست ہے کہ آپ اب عمران اور جولیا کی شادی کروا دیں اور کسی طرح تنویر کا مسئلہ بھی حل کرا دیں۔ امید ہے آپ میری تجویز پر ضرور عمل کریں گے"۔

محترم سہیل اظہر صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا شکریہ۔ آپ کے والد صاحب کی وفات پر انتہائی افسوس ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور آپ اور آپ کے خاندان کو صبر عطا کرے۔ آپ نے لکھا ہے کہ آپ تعلیم ترک کر رہے ہیں یہ لکھ کر آپ نے مجھے دلی

تکلیف پہنچائی ہے۔ مسلمان کبھی حالات سے شکست نہیں کھاتا۔ اس کا حوصلہ اور اللہ تعالیٰ کی رحمت پر یقین ہمیشہ اسے شکست سے محفوظ رکھتا ہے۔ اس لئے آپ بھی حالات کا کسی نہ کسی انداز میں مقابلہ کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت آپ کے ساتھ رہے گی۔ آپ نوکری کے ساتھ ساتھ پرائیویٹ طور پر تعلیم جاری رکھ سکتے ہیں۔ بہرحال تعلیم آپ کا مستقبل ہے اپنے مستقبل کو روشن رکھنے کے لئے جدوجہد جاری رکھیں انشاء اللہ آپ نہ صرف اپنے قدموں پر کھڑے ہو جائیں گے بلکہ اپنے خاندان کے لئے بھی آپ حوصلے کا باعث ثابت ہوں گے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس جدوجہد میں کامیابی عطا فرمائے۔ جہاں تک آپ کی تجویز کا تعلق ہے تو آپ نے تنویر کے مسئلے کا کوئی حل بتائے بغیر ساری بات مجھ پر چھوڑ دی ہے۔ اس لئے میرے ساتھ ساتھ آپ بھی انتظار کریں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

ملتان سے عمر ذیشان لکھتے ہیں۔ "گزشتہ کئی سالوں سے آپ کا قاری ہوں لیکن اب آپ کے ناولوں میں یکسانیت آتی جا رہی ہے۔ ہر بار لیبارٹری، فارمولا، نئی سے نئی ایجنسیاں اور عمران اور اس کے ساتھیوں کی بار بار بے ہوشی۔ یہ سب یکسانیت کا ہی موجب بن رہے ہیں۔ اس لئے اب بہتر یہی ہے کہ آپ ابن صفی مرحوم کے ان کرداروں کو سامنے لے آئیں جن پر اب تک آپ نے نہیں لکھا جیسے زیرولینڈ، تھریسیا، جیمسن، ظفرالملک اور سلیمان کی بیوی گل رخ۔ ان سب کو دوبارہ سامنے لائیں۔ امید ہے آپ میری تجویز پر ضرور عمل کریں گے"۔

محترم عمر ذیشان صاحب۔ خط لکھنے کا بے حد شکریہ۔ آپ نے یکسانیت کی بات کر کے تجویز بھی دی ہے کہ پرانے کرداروں کو دوبارہ سامنے لایا جائے تو کیا اس طرح یکسانیت ختم ہو جائے گی۔ یکسانیت تو نام اس کا ہے کہ ایک ہی بات کو بار بار دوہرایا جائے۔ ویسے جاسوسی ناول کی فیلڈ انتہائی محدود ہوتی ہے۔ جس طرح پولیس ہمیشہ مجرموں، چوروں اور ڈاکوؤں کو ہر بار پکڑتی ہے۔ اسی طرح سیکرٹ سروس کا دائرہ کار بھی ایجنسیوں اور ملکی مفادات کو نقصانات پہنچانے والی تنظیموں تک ہی محدود ہوتا ہے تو کیا اب پولیس صرف یکسانیت کی وجہ سے مجرموں اور ڈاکوؤں کو پکڑنا چھوڑ دے۔ محترم اس کے باوجود اگر آپ غور کریں تو میرے لکھے ہوئے سینکڑوں ناولوں میں آپ کو بے شمار نئے کردار، نئی سچوئیشنز اور منفرد موضوعات مل جائیں گے جہاں تک ابن صفی مرحوم کے پرانے کرداروں کا تعلق ہے تو وہ اب ماضی کی گرد میں گم ہو چکے ہیں۔ اس لئے اب انہیں واپس لے آنا خود ان کرداروں کے ساتھ زیادتی ہے۔ فن کے حسن کو اسی طرح محفوظ رکھا جا سکتا ہے کہ انہیں اس جدید دور میں نہ لایا جائے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

ترنڈہ محمد پناہ سے ارسلان تبسم لکھتے ہیں۔ "ہم آپ کے ناولوں کے بے حد قدر دان ہیں لیکن آپ سے شکایت ہے کہ آپ ہمارے

خطوط کے جواب نہیں دیتے۔ ہماری خواہش ہے کہ آپ کرکٹ پر ایک ناول ضرور لکھیں۔ امید ہے آپ ہماری خواہش ضرور پوری کریں گے۔

محترم ارسلان تبسم صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ جیسے قدردان تو کسی مصنف کا اصل سرمایہ ہوتے ہیں۔ جہاں تک خطوط کے جواب کا مسئلہ ہے تو میں نے پہلے بھی کئی بار لکھا ہے کہ بے شمار خطوط میں سے صرف ان چند خطوط کو شامل کیا جا سکتا ہے جن میں سب قارئین کے لئے کوئی نئی اور دلچسپ بات موجود ہو۔ بہرحال آپ کے خطوط کا جواب حاضر ہے۔ کرکٹ پر پہلے بھی ایک کتاب "فاول پلے" لکھی جا چکی ہے۔ اس لئے آپ کی فرمائش تو پہلے ہی پوری کی جا چکی ہے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

صدیقی کے جسم میں درد کی تیز لہر دوڑی تو اس کے ذہن پر چھائی ہوئی تاریکی تیزی سے غائب ہوتی چلی گئی۔ اس کی آنکھیں کھلیں تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے ایک لمحے میں چیک کر لیا تھا کہ وہ اپنی رہائش گاہ کی بجائے کسی بڑے سے کمرے میں دیوار کے ساتھ منسلک زنجیر کے ساتھ جکڑا ہوا کھڑا ہے۔ اس نے نظریں گھمائیں تو اس کے سارے ساتھی بھی اسی طرح زنجیروں میں جکڑے ہوئے موجود تھے جبکہ ایک آدمی سب سے آخر میں موجود نعمانی کے بازو میں انجکشن لگا رہا تھا۔ اس کے ذہن میں کسی فلمی سین کی طرح بے ہوش ہونے سے پہلے کے واقعات گھوم گئے اور اس کے ساتھ ہی اس نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا کیونکہ وہ سمجھ گیا تھا کہ دشمنوں نے نہ صرف انہیں ٹریس کر لیا ہے بلکہ ان پر باقاعدہ ہاتھ بھی ڈال دیا ہے لیکن اسے یہ سمجھ نہ آ رہی تھی کہ دشمن کون ہے کیونکہ راجر تو پہلے

ہی ختم ہو چکا تھا۔ انجکشن لگانے والا واپس مڑا اور دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔

" یہ بتاؤ کہ ہم کہاں ہیں اور کس کی قید میں ہیں "....... صدیقی نے اس آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

" تم اے سیکشن کی قید میں ہو اور چیف آسکر اور جیکی باہر موجود ہیں۔ وہ ابھی آکر تمہارا خاتمہ کر دیں گے "....... اس آدمی نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔

" یہ اے سیکشن سٹار ایجنسی کا ہے "....... صدیقی نے پوچھا۔

" ہاں "....... اس آدمی نے مڑے بغیر جواب دیا اور دروازہ کھول کر باہر چلا گیا۔ اس دوران صدیقی کے سارے ساتھی ایک ایک کر کے ہوش میں آگئے۔

" یہ کیا ہوا ہے۔ ہم کہاں پہنچ گئے ہیں "....... سب نے ایک جیسا سوال کیا تو صدیقی نے انہیں تفصیل بتا دی۔

" اوہ۔ ویری بیڈ۔ پھر تو ہمیں فوری طور پر ان زنجیروں سے آزادی حاصل کرنا ہو گی "....... خاور نے کہا۔

" ہاں "....... صدیقی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے زنجیروں کا بغور جائزہ لینا شروع کر دیا۔ زنجیر اس کے سر کے اوپر دیوار میں نصب کنڈے میں سے نکل کر اس کے جسم کے گرد لپٹتی ہوئی اس کے پیروں کے قریب دیوار میں نصب ایک اور کنڈے میں جا کر ختم ہو جاتی تھی اور اس کا جسم اس زنجیر کی وجہ سے اس سختی سے جکڑا

ہوا تھا کہ وہ پوری طرح حرکت بھی نہ کر سکتا تھا۔ اس نے اپنے جسم کو نیچے کی طرف جھٹکے دینے شروع کر دیئے لیکن زنجیر اور کنڈے بے حد مضبوط تھے۔ باقی ساتھیوں نے بھی اس کی دیکھا دیکھی یہی ایکشن شروع کر دیا لیکن پھر اس سے پہلے کہ کوئی رزلٹ نکلتا دروازہ دھماکے سے کھلا اور اس کے ساتھ ہی دو آدمی کرسیاں اٹھائے اندر داخل ہوئے۔ ایک آدمی نے دو کرسیاں اٹھائی ہوئی تھیں جبکہ دوسرے نے صرف ایک اور پھر تینوں کرسیاں ان کے سامنے کچھ فاصلے پر رکھ دی گئیں اور پھر وہ دونوں آدمی پیچھے ہٹ کر دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑے ہو گئے۔ ان کے کاندھوں سے مشین گنیں لٹک رہی تھیں۔ ان میں سے ایک وہ آدمی تھا جس نے انہیں انجکشن لگائے تھے۔ چند لمحوں بعد دروازہ ایک بار پھر کھلا اور سب سے آگے ایک آدمی، اس کے پیچھے ایک خوبصورت لڑکی اور اس کے پیچھے ایک بدمعاش اور غنڈہ ٹائپ آدمی اندر داخل ہوا۔ اس تیسرے غنڈہ ٹائپ آدمی کے ہاتھ میں ایک تہہ شدہ خاردار کوڑا تھا۔ وہ تینوں اندر آکر کرسیوں پر بیٹھ گئے اور صدیقی اور اس کے ساتھیوں کو اس طرح دیکھنے لگے جیسے انہیں زندگی میں پہلی بار انسانوں کو دیکھنے کا موقع مل رہا ہو۔

" کیا ہمارے سر پر سینگ ہیں مسٹر "....... صدیقی نے منہ بناتے ہوئے کہا تو وہ آدمی اور لڑکی دونوں بے اختیار ہنس پڑے لیکن تیسرا غنڈہ ٹائپ آدمی ویسے ہی خاموش اور پتھریلا چہرہ لئے بیٹھا رہا۔

" ہاں۔ واقعی ہم یہی سمجھے تھے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے

ارکان کے سروں پر سینگ ہوتے ہوں گے کیونکہ تمہاری شہرت ایسی ہے کہ جیسے تم انسانوں کی بجائے کوئی اور مخلوق ہو"...... اس آدمی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" پاکیشیا سیکرٹ سروس ۔ کیا پاکیشیا ایکریمیا میں ہے"۔ صدیقی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" اوہ ۔ تم شاید اپنے میک اپ کی وجہ سے یہ بات کر رہے ہو۔ پہلی بات تو یہ بتا دوں کہ تمہارا لیڈر علی عمران جو سنٹرل ہسپتال کے سرجری وارڈ میں بیڈ نمبر آٹھ پر ایکریمین میک اپ اور مائیکل کے نام سے داخل تھا اسے اب تک ختم کر دیا گیا ہو گا اور یہ بھی بتا دوں کہ تم نے وہاں اپنا فون نمبر ایمرجنسی کے لئے درج کرایا تھا۔ اس فون نمبر کے ذریعے تمہاری رہائش گاہ ٹریس کر لی گئی لیکن تم سب غائب تھے اس لئے ہمارے آدمی وہاں انتظار کرتے رہے ۔ پھر تم لوگ جیسے ہی واپس آئے تو وہاں بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دی گئی اور اس کے بعد تم چاروں کو اٹھا کر یہاں لایا گیا اور زنجیروں میں جکڑ دیا گیا اس لئے اب تمہارا یہ کہنا کہ تم چونکہ ایکریمین میک اپ میں ہو اس لئے تمہارا کوئی تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے نہیں ہے حماقت کے سوا اور کچھ نہیں"...... اس آدمی نے تیز لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

" تمہارا نام کیا ہے اور تمہارا تعلق کس پارٹی سے ہے"۔ صدیقی نے کہا۔

" میرا نام آسکر ہے اور یہ میری بیوی اور چیف ایجنٹ جیگی ہے اور یہ رانسن ہے ۔ یہ اڈا رانسن ہاؤس ہے اور ہمارا تعلق سٹار ایجنسی سے ہے"...... اس آدمی نے کہا جس نے اپنا نام آسکر بتایا تھا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی اچانک کمرے میں موجود فون جو ایک سائیڈ پر تپائی پر رکھا ہوا تھا، کی گھنٹی بج اٹھی تو رانسن تیزی سے اٹھا اور جا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

" یس ۔ رانسن ہاؤس"...... رانسن نے کہا۔

" اوہ اچھا"...... دوسری طرف سے بات سن کر اس نے کہا اور پھر فون اٹھا کر وہ آسکر کے قریب آ گیا۔

" کس کی کال ہے"...... آسکر نے رسیور لیتے ہوئے کہا۔

" مارٹر کی باس"...... رانسن نے جواب دیا تو آسکر اور جیگی دونوں چونک پڑے ۔

" لاؤڈر کا بٹن پریس کر دو تاکہ مارٹر کی رپورٹ یہ لوگ بھی سن لیں"...... آسکر نے کہا تو رانسن نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے فون میں موجود لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

" ہیلو ۔ آسکر بول رہا ہوں"...... آسکر نے کہا۔

" مارٹر بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی ۔

" کیا رپورٹ ہے"...... آسکر نے کہا۔

" باس ۔ ہسپتال کے سرجری وارڈ کے بیڈ نمبر آٹھ پر موجود

ایکریمین کو ایک گھنٹہ پہلے گولیاں مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اس کا نام کنفرم کیا تھا"...... آسکر نے صدیقی اور اس کے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔مائیکل نام تھا"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔گڈ شو۔اب تم واپس ہیڈ کوارٹر چلے جاؤ"...... آسکر نے کہا اور پھر رسیور رکھ کر اس نے رانسن کو اشارہ کیا تو وہ فون اٹھائے واپس کونے کی طرف مڑ گیا۔اس نے فون کو تپائی پر رکھا اور پھر واپس آکر کرسی پر بیٹھ گیا۔تہہ شدہ کوڑا اس نے پہلے ہی اپنی کرسی کے ساتھ رکھ دیا تھا۔

"اب تمہیں یقین آگیا۔ویسے اپنا اصل نام بتا دو تو بات کرنے میں آسانی ہو گی"...... آسکر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہاری غلط فہمی ابھی تک دور نہیں ہوئی۔میرا نام جیکسن ہے اور یہ بھی بتا دوں کہ اس مریض سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے۔ہم انڈسٹریل ایریا گئے تھے تو وہاں سڑک پر یہ شدید زخمی حالت میں پڑا ہوا ملا۔ہم نے اسے اٹھا کر انڈسٹریل ایریا کے ہسپتال پہنچا دیا اور دوسرے روز ہم اخلاقاً اس کے بارے میں معلوم کرنے گئے تو ہمیں محسوس ہوا کہ اس کا علاج اس چھوٹے سے ہسپتال میں درست طور پر نہیں ہو رہا۔ہم نے ڈاکٹر سے بات کی تو اس نے ہسپتال سے اسے ڈسچارج کر کے سنٹرل ہسپتال بھجوا دیا۔ہم نے وہاں اپنا فون نمبر

صرف اس لئے درج کرایا تھا کہ کسی ایمرجنسی کی صورت میں وہ ہمیں کال کر سکیں۔اس کے علاوہ ہمیں نہیں معلوم کہ وہ کون تھا اور کیوں زخمی ہوا تھا اور کس نے اسے زخمی کیا تھا"...... صدیقی نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"میرا خیال تھا کہ تم سرکاری ایجنٹ ہو اور ہمارا تعلق بھی سرکاری ایجنسی سے ہے اس لئے تم پر تشدد نہ کیا جائے لیکن تم خود ایسا چاہ رہے ہو تو پھر مجبوری ہے۔رانسن کوڑا اٹھاؤ اور آخری آدمی پر اس وقت تک برساتے رہو جب تک یہ لوگ سچ نہ بول دیں اور اگر پھر بھی یہ نہ بولیں تو اس طرح باری باری سب کا خاتمہ کر دو"۔آسکر نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس"...... رانسن نے اس طرح مسرت بھرے لہجے میں کہا جیسے آسکر نے اسے اس کا پسندیدہ کام بتا دیا ہو۔

"رک جاؤ۔پہلے میری بات سن لو"...... صدیقی نے کہا۔

"کوڑا لے کر وہاں اس آخری آدمی کے پاس کھڑے ہو جاؤ رانسن جیسے ہی میں اشارہ کروں تمہارے ہاتھ حرکت میں آ جانا چاہئیں"۔ آسکر نے کہا۔

"یس باس"...... رانسن نے کہا اور کوڑا اس نے سیدھا کر کے ہاتھ میں پکڑا اور آخر میں موجود نعمانی کی کرسی کے سامنے کچھ فاصلے پر اس طرح کھڑا ہو گیا کہ اشارہ ملتے ہی وہ نعمانی پر کوڑے برسانا شروع کر دے گا۔

"ہاں۔اب کہو کیا بات ہے"...... آسکر نے صدیقی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم چاہتے کیا ہو"...... صدیقی نے کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں پوری تفصیل بتا دو۔ کتنے ممبر ہیں۔ان کے نام اور ایڈریس بتا دو۔ہیڈ کوارٹر کا محل وقوع اور اس کی اندرونی تفصیل بتا دو۔اپنے چیف کے بارے میں بھی تفصیل بتا دو اور یہ بھی سن لو کہ تمہیں یہ سب کچھ کنفرم کرانا ہو گا"...... آسکر نے کہا۔

"تو تم یہاں سے پاکیشیا جا کر ان سب کا خاتمہ کرو گے ۔ کیوں"۔صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہم یہ کانٹا ہمیشہ کے لئے نکال دینا چاہتے ہیں"...... آسکر نے کہا۔

"کیا سٹار ایجنسی میں راجر کے علاوہ صرف تم دونوں ہی ایجنٹ ہو"...... صدیقی نے کہا۔

"نہیں ۔ہماری سروس بے حد وسیع ہے"...... آسکر نے جواب دیا۔

"کتنی وسیع ہے"...... صدیقی نے پوچھا۔

"آسکر ۔یہ لوگ صرف وقت ضائع کر رہے ہیں۔ان کا خاتمہ کر دو ۔ہم پاکیشیا جا کر خود انہیں تلاش کر لیں گے"...... ساتھ بیٹھی جنگی نے پہلی بار بولتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔تم ٹھیک کہہ رہی ہو جنگی ۔یہ واقعی وقت ضائع کر رہے ہیں۔اوکے ۔شروع ہو جاؤ رانسن"...... آسکر نے کہا تو رانسن کا بازو بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور دوسرے لمحے خاردار کوڑے نے نعمانی کے چہرے اور بازو کی کھال ادھیڑ کر رکھ دی تو نعمانی کے حلق سے بے اختیار ایک تیز چیخ نکلی اور نعمانی اس طرح تڑپا جیسے مچھلی پانی سے باہر آکر تڑپتی ہے۔اس کے ساتھ ہی کھڑکھڑاہٹ کی آواز سنائی دی اور پھر اس سے پہلے کہ رانسن کا بازو دوسری بار حرکت میں آتا نعمانی بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آگیا۔اس کے ساتھ ہی رانسن چیختا ہوا فضا میں اڑ کر آسکر اور جنگی سے ٹکرایا اور دوسرے لمحے وہ دونوں چیختے ہوئے کرسیوں سمیت نیچے گرے ہی تھے کہ تڑتڑاہٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی دیوار کے ساتھ کھڑے دونوں مشین گن بردار چیختے ہوئے نیچے گرے اور ساتھ ہی رانسن کے حلق سے بھی انتہائی کربناک چیخ نکلی اور وہ قلابازی کھا کر سیدھا ہوا ہی تھا کہ اس کے سینے پر گولیوں کی بارش ہو گئی اور وہ بھی چیختا ہوا نیچے گرا اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا جبکہ آسکر اور جنگی اس دوران بجلی کی سی تیزی سے اٹھے ہی تھے کہ ایک بار پھر تڑتڑاہٹ کی آوازیں سنائی دیں اور اس کے ساتھ ہی آسکر اور جنگی دونوں چیختے ہوئے نیچے گرے اور ساکت ہو گئے ۔نعمانی کے ہاتھ میں مشین پسٹل موجود تھا۔ان دونوں کے ساکت ہوتے ہی نعمانی نے تیزی سے مشین پسٹل واپس جیب میں ڈالا اور مڑ کر ساتھ موجود خاور کے سر کے اوپر

موجود کنڈے پر ہاتھ رکھ کر اس نے بٹن پریس کیا تو کھڑکھڑاہٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی خاور کی زنجیریں نیچے جا گریں۔

" اوہ ۔ اوہ ۔ تم زخمی ہو ۔ ٹھہرو ۔ میں انہیں کھولتا ہوں " ۔ خاور نے کہا اور تیزی سے ساتھ موجود چوہان کی طرف بڑھ گیا اور پھر چوہان کے بعد صدیقی بھی زنجیروں سے آزاد ہو گیا۔

" میں باہر جا کر دیکھتا ہوں ۔ چوہان تم نعمانی کی بینڈیج کر دو "...... صدیقی نے دوڑ کر ایک مشین گن اٹھاتے ہوئے کہا۔

" باہر آنے کی ضرورت نہیں ہے۔ باہر پردہ ہے "...... اچانک انہیں دروازے کی دوسری طرف سے عمران کی آواز سنائی دی تو وہ سب اس طرح اچھل پڑے جیسے ان کے پیروں کے نیچے اچانک بم پھٹ پڑے ہوں ۔ اسی لمحے تھوڑا سا کھلا ہوا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا تو عمران اندر داخل ہوا لیکن اس وقت وہ مقامی میک اپ میں تھا۔

" آپ ۔ آپ زندہ ہیں ۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے ورنہ اس مارٹر نے تو رپورٹ دے کر ہمارا دماغ گھما دیا تھا "...... صدیقی نے جلدی سے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

" اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص رحمت سے بچا لیا ہے ورنہ اس بار واقعی وہ ہمارے ایک شاعر کی بات سچ ثابت ہو جاتی کہ عمر گزری ہوٹلوں میں اور مرے ہسپتال جا کر "...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" آپ یہاں کیسے پہنچ گئے اور کیا ہوا ہے آپ کے ساتھ " ۔ چوہان

نے کہا۔

" پہلے نعمانی کی بینڈیج کر دو ۔ اس کی چیخ سن کر مجھے ایسا محسوس ہوا تھا جیسے کسی نے میرے دل کو مٹھی میں لے کر اچانک بھینچ دیا ہو "...... عمران نے کہا تو نعمانی بے اختیار شرمندہ سا ہو گیا۔

" اچانک پڑنے والی خوفناک ضرب کی وجہ سے لاشعوری طور پر چیخ نکل گئی تھی عمران صاحب "...... نعمانی نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

" کوئی بات نہیں ۔ تم نے کارنامہ بھی زبردست انجام دیا ہے۔ میں تو خوف کے مارے دروازے سے بھی ہٹ گیا تھا کہ کہیں کوئی گولی مجھے ہی نہ آ لگے "...... عمران نے کہا تو نعمانی کا چہرہ کھل اٹھا۔ اس دوران چوہان نے الماری سے میڈیکل باکس نکال لیا تھا اور پھر چند لمحوں بعد نعمانی کی بینڈیج کر دی گئی۔

" تم کیسے زنجیر سے رہا ہو گئے تھے "...... صدیقی نے نعمانی سے پوچھا۔

" کوڑا لگنے سے میں لاشعوری طور پر تڑپا تھا۔ شاید زور دار جھٹکے کی وجہ سے کنڈا نکل گیا اور اس کے ساتھ ہی زنجیر نیچے گری اور یہ بات میں نے پہلے ہی چیک کر لی تھی کہ میری جیب میں مشین پسٹل ویسے ہی موجود ہے۔

" عمران صاحب ۔ ہم نے لیبارٹری کی تلاش کے سلسلے میں خاصا کام کر لیا ہے "...... اچانک صدیقی نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

"کیسے"...... عمران نے چونک کر کہا تو صدیقی نے ڈاکٹر ماہم سے ملنے کے بعد ڈاکٹر مارتھر سے ملنے اور پھر اس سے ہونے والی تمام بات چیت دوہرا دی۔

"ویری گڈ۔ یہ واقعی بہترین کلیو ہے ورنہ ہسپتال کے بیڈ پر پڑے پڑے میں تو سوچ سوچ کر پاگل ہو رہا تھا کہ کیسے اس لیبارٹری کو ٹریس کیا جائے"...... عمران نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔ اسی لمحے آسکر کی کراہ سنائی دی تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"ارے۔ یہ زندہ ہے۔ میں تو سمجھا تھا کہ ان دونوں کا بھی خاتمہ ہو گیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"میں نے انہیں دانستہ اس انداز میں گولیاں ماری تھیں کہ یہ صرف زخمی اور بے ہوش ہو جائیں ورنہ یہ دونوں تربیت یافتہ ایجنٹ ہیں اور باقی ساتھی ابھی تک زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے"۔ نعمانی نے جواب دیا تو عمران ان دونوں کی طرف بڑھ گیا۔ دونوں کے کولہوں میں گولیاں لگی تھیں لیکن زخموں کا انداز بتا رہا تھا کہ نعمانی نے واقعی انتہائی ماہرانہ انداز میں کام کیا ہے کہ گولیاں کولہے کے گوشت کو پھاڑتی ہوئی نکل گئی تھیں اور وہ دونوں اچانک لگنے والے زخم سے بے ہوش ہوئے تھے۔

"انہیں اٹھا کر زنجیروں میں جکڑ دو۔ اب یہ سٹار ایجنسی کے بارے میں تفصیل بتائیں گے"...... عمران نے کہا تو اس کے ساتھی تیزی سے حرکت میں آگئے۔ آسکر کی کنپٹی پر ضرب لگا کر صدیقی نے

اسے دوبارہ بے ہوش کر دیا تھا تاکہ اسے جکڑنے میں آسانی ہو سکے اور پھر ان دونوں کو اٹھا کر زنجیروں میں جکڑ دیا گیا۔ عمران اس دوران کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔

"نعمانی یہاں رہے گا باقی ساتھی باہر جاؤ۔ کسی بھی وقت کوئی آ سکتا ہے اور نعمانی تم یہ فون اٹھا کر یہاں میرے قریب رکھ دو"۔ عمران نے کہا تو نعمانی نے اس کی ہدایت پر عمل کر دیا جبکہ باقی ساتھی اسلحہ لے کر باہر چلے گئے تھے۔

"اب ان دونوں کے ناک اور منہ بند کر کے انہیں ہوش میں لے آؤ"...... عمران نے کہا تو نعمانی سر ہلاتا ہوا آسکر کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے اس کا منہ اور ناک بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب اس کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے شروع ہو گئے تو اس نے ہاتھ ہٹائے اور ساتھ ہی زنجیر میں جکڑی ہوئی جیگی کا منہ اور ناک دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد اس کے جسم میں بھی حرکت کے آثار نمودار ہونے شروع ہو گئے تو نعمانی نے ہاتھ ہٹائے اور پیچھے ہٹ کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ اسی لمحے آسکر نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ اس کے ساتھ ہی اس کا جسم بھی سیدھا ہو گیا جبکہ اس کے چہرے پر شدید حیرت تھی۔

"یہ۔ یہ۔ تم کون ہو۔ تم تو نئے ہو۔ کیا مطلب"...... آسکر نے کراہتے ہوئے کہا۔ شاید کولہے کی تکلیف کا اثر اس کے لہجے پر غالب تھا۔

"میرا نام علی عمران ہے۔ وہی علی عمران جسے تمہارے مارٹر نے ہسپتال کے سرجری وارڈ کے بیڈ نمبر آٹھ پر گولی ماری تھی"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو آسکر اس طرح اچھلا کہ زنجیر کافی دیر تک کھڑکھڑاتی رہی۔

"نہیں۔ یہ۔ یہ سب کیا ہے۔ نہیں۔ مرا ہوا کیسے زندہ ہو سکتا ہے"...... آسکر نے کہا۔ اسی لمحے جینگی بھی کراہتے ہوئے ہوش میں آ گئی۔

"اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے مجھے بچا لیا ہے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے بچ جانے کی تفصیل بتانے کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتا دیا کہ وہ کوٹھی سے یہاں کیسے پہنچ گیا۔

"میں اس وقت دروازے پر پہنچا تھا جب تم سب پر گولیاں برس رہی تھیں۔ تم نے میرے ساتھی کو کوڑا مار کر اتنا بڑا جرم کیا ہے کہ تم دونوں کی روحیں بھی صدیوں تک بلبلاتی رہیں گی"...... عمران کا لہجہ یکلخت سرد ہو گیا تھا۔

"یہ کچھ بتا نہیں رہے تھے اس لئے مجبوراً ہمیں ایسا کرنا پڑا تھا لیکن نجانے اس نے کس طرح زنجیر سے آزادی حاصل کر لی اور مشین پسٹل بھی جیب سے نکال لیا۔ بہرحال اب ہم قید میں ہیں۔ تم جو چاہو ہمارے ساتھ سلوک کر سکتے ہو"...... آسکر نے کہا۔

"تمہارا باس کون ہے"...... عمران نے کہا۔

"بلیک۔ اس کا نام بلیک ہے اور بس۔ اس کے علاوہ ہم کچھ

نہیں جانتے"...... آسکر نے کہا۔

"نعمانی۔ کوڑا اٹھاؤ اور اس کی بیوی کی بوٹیاں اڑا دو"۔ عمران نے کہا تو نعمانی ایک جھٹکے سے اٹھا جبکہ جینگی کے حلق سے خوفزدہ سی آوازیں نکلنے لگیں۔

"تم دونوں ایجنٹ ہو اور ایجنٹوں کو تو ہر وقت ایسے حالات کے لئے تیار رہنا پڑتا ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ اٹھا کر نعمانی کو روک دیا جس نے کوڑا اٹھا لیا تھا۔ نعمانی کوڑا اٹھائے واپس کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔

"تم کیا چاہتے ہو۔ سنو۔ تم ہمیں آزاد کر دو۔ ہمارا وعدہ کہ ہم تمہارے آڑے نہیں آئیں گے"...... آسکر نے کہا۔

"تم مجھے ڈاکٹر ہومز کی لیبارٹری کے بارے میں تفصیل بتا دو تو میں تمہیں زندہ چھوڑ دوں گا"...... عمران نے کہا۔

"تم یقین کرو کہ نہ ہمیں لیبارٹری کے بارے میں علم ہے اور نہ ہی ہمارے باس کو"...... آسکر نے کہا۔

"تمہارے باس کا فون نمبر تو تمہیں معلوم ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن تم اس نمبر کا کیا کرو گے"...... آسکر نے کہا۔

"فون نمبر بتا دو۔ میں چیک کرنا چاہتا ہوں کہ تم سچ بول رہے ہو یا نہیں"...... عمران نے کہا تو آسکر نے نمبر بتا دیا۔

"نعمانی۔ انہیں آف کر دو"...... عمران نے رسیور اٹھاتے ہوئے

کہا تو دوسرے لمحے تڑتڑاہٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی ان دونوں کے حلق سے نکلنے والی چیخوں سے کمرہ گونج اٹھا جبکہ عمران اس دوران اطمینان سے نمبر پریس کرنے میں مصروف تھا۔ پھر آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

"یس "...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"آسکر بول رہا ہوں باس"...... عمران نے آسکر کی آواز اور لہجے میں کہا۔

"یس ۔ کیا رپورٹ ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"باس ۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چار افراد کی لاشیں یہاں میرے سامنے موجود ہیں جبکہ پانچواں جو ان کا لیڈر تھا سنٹرل ہسپتال میں میرے آدمی مارٹر نے اسے گولیاں مار کر ہلاک کر دیا ہے۔ ایک لحاظ سے پاکیشیا سیکرٹ سروس ختم ہو چکی ہے۔ اب مزید کیا حکم ہے"...... عمران نے کہا۔

"تم کہاں سے بول رہے ہو"...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"رانسن ہاؤس سے باس"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیسے انہیں ٹریس کیا تم نے"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے تفصیل بتا دی کیونکہ وہ پہلے ہی صدیقی سے تفصیل سن چکا تھا۔

"اوکے ۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ خطرہ ختم ہو گیا۔ میں چیف سیکرٹری کو رپورٹ دے دوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یس باس ۔ لیکن کیا ان کی لاشوں کو محفوظ رکھنا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ نہیں ۔ انہیں برقی بھٹی میں ڈال کر جلا دو۔ لیکن پھر بھی تم نے ہوشیار رہنا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ پاکیشیا سے کوئی دوسری ٹیم یہاں پہنچ جائے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے باس"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے رابطہ ختم ہونے پر اس نے رسیور رکھ دیا۔

"میرا خیال تھا کہ آپ اسے یہاں بلوائیں گے"...... نعمانی نے کہا۔

"نہیں ۔ اس کی ضرورت نہیں ہے ۔ وہ مطمئن ہو گیا ہے کہ ہم ختم ہو گئے ہیں تو اب وہ مزید کیا کرے گا ۔ ویسے بھی وہ سرکاری ایجنسی ہے"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"لیکن جب آسکر اور جیگی کی لاشیں سامنے آئیں گی تو پھر"۔ نعمانی نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

"ان سب کو برقی بھٹی میں ڈال کر جلانا ہو گا۔ پھر وہ خود ہی انہیں ڈھونڈتے رہیں گے ۔ ہم نے لیبارٹری پر کام کرنا ہے"۔ عمران نے کہا تو نعمانی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

بلیک نے رسیور رکھا لیکن اس کی پیشانی پر موجود شکنیں بتا رہی تھیں کہ وہ مطمئن نہیں ہے۔ گو وہ آسکر کی آواز کو بہت اچھی طرح پہچانتا تھا اور آسکر نے جو تفصیل بتائی تھی اس کے مطابق واقعی پاکیشیا سیکرٹ سروس ختم ہو گئی تھی لیکن اس کے باوجود نجانے کیا بات تھی کہ اس کی چھٹی حس مسلسل الارم دے رہی تھی۔ اچانک اسے خیال آیا تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ اے سیکشن"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"بلیک بول رہا ہوں"...... بلیک نے تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس چیف"...... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا

گیا۔

"مارٹر کہاں ہے"...... بلیک نے پوچھا۔

"موجود ہے چیف"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اس سے بات کراؤ"...... بلیک نے کہا۔

"یس چیف۔ میں مارٹر بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک اور مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"مارٹر ہسپتال میں تم نے فائر کھولا تھا مریض پر"...... بلیک نے پوچھا۔

"یس چیف"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیا تفصیل ہے"...... بلیک نے کہا تو مارٹر نے پوری تفصیل بتا دی۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ایجنٹ کس طرح پکڑے گئے تھے"۔ بلیک نے کہا تو مارٹر نے اس کی بھی تفصیل بتا دی تو بلیک کے چہرے پر قدرے اطمینان کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

"اوکے"...... بلیک نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ یہ خطرناک ٹیم ختم ہو گئی ہے"۔ بلیک نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ وہ اب چیف سیکرٹری کو یہ خوشخبری سنانا چاہتا تھا کہ اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال آیا تو وہ بے اختیار اچھل پڑا۔ اس نے جلدی سے

رسیور رکھ دیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ کیا مطلب۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اوہ"...... بلیک نے انتہائی بے چینی سے لہجے میں کہا۔ اسے اچانک خیال آ گیا تھا کہ آسکر تو ہمیشہ اسے چیف کہا کرتا تھا لیکن اس بار اس نے جو رپورٹ دی ہے اس میں اس نے اسے مسلسل باس کہا تھا۔ اس وقت تو یہ بات اس کے ذہن میں نہ آئی تھی لیکن پھر اچانک اس کے ذہن میں آ گئی اور چونکہ اس کی چھٹی حس ابھی پوری طرح مطمئن نہ ہوئی تھی اس لئے اس نے ایک بار پھر تیزی سے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دیتی رہی لیکن کسی نے رسیور نہ اٹھایا تو بلیک کا چہرہ یکلخت بگڑ گیا۔ اس نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر دوبارہ نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ اے سیکشن"...... رابطہ قائم ہوتے ہی مردانہ آواز سنائی دی۔

"بلیک بول رہا ہوں"...... بلیک نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس چیف"...... دوسری طرف سے یکلخت انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"مارٹر سے بات کراؤ۔ جلدی"...... بلیک نے چیخ کر کہا۔

"یس چیف"...... دوسری طرف سے قدرے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"مارٹر بول رہا ہوں چیف"...... چند لمحوں بعد مارٹر کی آواز سنائی دی۔

"مارٹر۔ فوراً رانسن ہاؤس پہنچو۔ وہاں سے کوئی کال اٹنڈ نہیں کر رہا۔ وہاں کی صورت حال معلوم کر کے مجھے کال کرو۔ فوراً جاؤ"۔ بلیک نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یس چیف"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو بلیک نے ہونٹ بھینچتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"یہ اس قدر خطرناک لوگ اتنی آسانی سے نہیں مر سکتے۔ ضرور کوئی گھپلا ہوا ہے"...... بلیک نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے جھپٹ کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... بلیک نے کہا۔

"مارٹر بول رہا ہوں چیف۔ رانسن ہاؤس سے"...... دوسری طرف سے مارٹر کی تشویش بھری آواز سنائی دی تو بلیک کا چہرہ بگڑ سا گیا۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے"...... بلیک نے کہا۔

"چیف۔ یہاں تو خون کی ہولی کھیلی گئی ہے۔ ویسے یہاں نہ رانسن ہے اور نہ ہی اس کے دوسرے ساتھی۔ نہ باس آسکر ہے اور نہ میڈم جینگی۔ البتہ برقی بھٹی میں لاشوں کی راکھ موجود ہے اور میٹر کے مطابق اندر پانچ لاشیں ڈال کر جلائی گئی ہیں"...... مارٹر نے کہا۔

"تم ایسا کرو کہ زیر تھری زیرو ون ساتھ لے کر اس کوٹھی کو چیک کرو جہاں سے تم نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے افراد کو اغوا کیا تھا"...... بلیک نے کہا۔

"یس چیف۔ مگر وہ کوٹھی تو اب خالی ہو گی"...... مارٹر نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نانسنس۔ ابھی تک تم سمجھ نہیں سکے۔ جنہیں تم اغوا کر کے لائے تھے ان کی تعداد چار تھی۔ جبکہ برقی بھٹی میں پانچ لاشیں جلائی گئی ہیں اور یہ پانچوں لاشیں یقیناً آسکر، جیگی، رانسن اور اس کے دو ساتھیوں کی ہوں گی۔ وہ پاکیشیائی ایجنٹ نکل جانے میں کامیاب ہو گئے ہوں گے اور لازماً وہ اس کوٹھی میں ہوں گے اور سنو۔ اپنے گروپ کو کال کر لو اگر یہ لوگ وہاں موجود ہوں تو اس پوری کوٹھی کو ہی میزائلوں سے اڑا دو اور اگر موجود نہ ہوں تو وہاں کی نگرانی جاری رکھو اور وہاں سے مجھے ٹرانسمیٹر پر پوری رپورٹ دو"۔ بلیک نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

"ویری بیڈ۔ یہ کیا ہو گیا۔ آسکر اور جیگی دونوں ختم ہو گئے۔ ویری بیڈ"...... بلیک نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد ٹرانسمیٹر کی سیٹی کی مخصوص آواز سنائی دی تو بلیک نے بجلی کی سی تیزی سے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک چھوٹا سا مگر جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر نکال کر اس نے اس کا بٹن آن کر دیا۔ سیٹی کی آواز جو اس میں نکل رہی تھی وہ بند ہو گئی۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ مارٹر کالنگ۔ اوور"...... مارٹر کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ بلیک اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... بلیک نے کہا۔

"چیف۔ کوٹھی خالی پڑی ہوئی ہے۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اس کی نگرانی جاری رکھو اور جیسے ہی وہاں کوئی پہنچے کوٹھی کو میزائلوں سے اڑا دو بغیر کوئی توقف کئے۔ اوور"...... بلیک نے کہا۔

"یس چیف۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو بلیک نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اچانک اسے خیال آیا تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ ہاروے بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"بلیک بول رہا ہوں ہاروے"...... بلیک نے کہا۔

"اوہ۔ تم بلیک۔ آج کیسے یاد کر لیا مجھے"...... دوسری طرف سے انتہائی بے تکلفانہ لہجے میں کہا گیا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس یہاں سناکی میں ایک لیبارٹری کے خلاف کام کر رہی ہے۔ میں اس سلسلے میں تم سے بات کرنا چاہتا ہوں"...... بلیک نے کہا۔

"کیا بات۔ یہ تو دنیا کی سب سے خطرناک سروس ہے۔ تم اس سے ٹکرا تو نہیں گئے"...... ہاروے نے کہا۔

"ہاں۔ اور نہ صرف ٹکرا گئے ہیں بلکہ میرا خیال ہے کہ اس نے سٹار ایجنسی کو اب تک ناقابل تلافی نقصان پہنچا دیا ہے"۔ بلیک نے کہا۔

"کیا ہوا۔ تفصیل بتاؤ"...... ہاروے نے بے چین سے لہجے میں کہا تو بلیک نے راجر سے شروع ہو کر اب تک کی ساری صورت حال تفصیل سے بتا دی۔

"اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ آسکر کی جگہ وہ عمران تم سے بات کر رہا تھا۔ ویری بیڈ"...... ہاروے نے کہا۔

"نہیں۔ میں آسکر کی آواز بہت اچھی طرح پہچانتا ہوں لیکن نجانے کیا بات تھی کہ میرا دل مطمئن نہ ہو رہا تھا"...... بلیک نے کہا۔

"تم اس عمران کے بارے میں کچھ نہیں جانتے بلیک۔ یہ شخص مافوق الفطرت صلاحیتوں کا حامل ہے۔ یہ فوری طور پر کسی بھی آواز اور لہجے کی نقل اس طرح کر لیتا ہے کہ وہ آدمی خود بھی نہیں پہچان سکتا اور نہ صرف یہ بلکہ ہر مرد اور عورت دونوں کی آوازوں کی فوری نقل کر لیتا ہے اور دوسری بات یہ کہ ان کو بغیر کسی توقف کے گولی مار دی جائے تو دوسری بات ہے ورنہ چاہے انہیں زمین میں دفن کر دیا جائے تو ہوش آنے پر یہ سچوئشن تبدیل کر لیتے ہیں۔ آسکر اور جیگی کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا ہو گا۔ انہوں نے انہیں بے ہوش کر کے پھر ہوش دلایا ہو گا جس کا نتیجہ یہ کہ انہوں نے سچوئشن تبدیل کر دی

ہو گی اور آسکر اور جیگی کے ساتھ ساتھ وہاں موجود سب افراد ختم ہو گئے ہوں گے"...... ہاروے نے کہا۔

"لیکن وہ عمران تو شدید زخمی تھا۔ اسے میرے آدمی نے ہسپتال کے بیڈ پر گولیوں سے اڑا دیا تھا۔ اب مردہ تو زندہ نہیں ہو سکتا"۔ بلیک نے کہا۔

"کہیں تمہارا اشارہ سنٹرل ہسپتال کے سرجری وارڈ کے بیڈ نمبر آٹھ کی طرف تو نہیں ہے"...... ہاروے نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں۔ کیوں"...... بلیک نے کہا۔

"تو میں بتا دیتا ہوں جو آدمی ہلاک ہوا ہے وہ میرا آدمی تھا۔ اس کا نام مائیکل تھا۔ وہ ایک ایکسیڈنٹ میں زخمی ہو کر سنٹرل ہسپتال پہنچایا گیا اور مجھے انتھونی سے معلوم ہوا کہ اس سے پہلے وہاں جو ایکریمین اس بیڈ پر تھا اس کا نام بھی مائیکل تھا۔ وہ چونکہ کافی حد تک ٹھیک ہو چکا تھا اس لئے اسے جنرل وارڈ میں شفٹ کر دیا گیا اور اس کی جگہ میرے آدمی کو دے دی گئی جس کے بعد اسے ہلاک کر دیا گیا۔ میرے آدمی ابھی تک تحقیقات کرتے پھر رہے ہیں کہ کس نے ایسا کیا ہے۔ ویسے وہ پہلے والا آدمی ہلاکت کے خدشہ سے ڈسچارج ہو کر چلا گیا تھا۔ یہ تو اب مجھے معلوم ہوا ہے کہ کارروائی تمہارے آدمیوں کی تھی اور غلط فہمی میں ایسا ہوا ہے"...... ہاروے نے کہا۔

"اوہ ویری سٹرینج۔ یہ تو اس عمران کی انتہائی خوش قسمتی ہے۔ بہرحال سوری کہ تمہارا آدمی اس غلط فہمی میں ہلاک ہو گیا"۔ بلیک

نے کہا۔

" کوئی بات نہیں۔ ویسے بھی وہ اس قدر شدید زخمی تھا کہ شاید ہی بچ سکتا اور غلط فہمی میں تو اکثر ایسا ہوتا ہے اور یقیناً وہ ایکریمین میک اپ میں عمران ہوگا اور وہ وہاں سے نکل کر اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچ گیا ہوگا"...... ہاروے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اب مجھے بھی احساس ہو رہا ہے کہ سب کچھ واقعی ایسے ہی ہوا ہو گا لیکن اب اس کا حل کیا ہے"...... بلیک نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

" وہ فارمولا اس عمران کو واپس کر دو۔ وہ واپس چلا جائے گا مزید کچھ کئے بغیر۔ ورنہ میری بات یاد رکھنا وہ فارمولا بھی واپس لے جائے گا اور لیبارٹری کو بھی تباہ کر دے گا اور سائنس دان کو بھی ہلاک کر دے گا اور یہ کام اس کے لئے مشکل بھی نہیں ہے۔ اس نے اب تک لاکھوں نہیں تو سینکڑوں ایسی ایسی لیبارٹریاں تباہ کر دی ہوں گی جن کو ناقابل تسخیر سمجھا جاتا تھا"...... ہاروے نے کہا۔

" نہیں۔ ایسا تو ممکن ہی نہیں ہے۔ یہ سرکاری کام ہے۔ ویسے بھی اس لیبارٹری کے بارے میں کوئی نہیں جانتا حتیٰ کہ چیف سیکرٹری صاحب بھی نہیں جانتے۔ پھر یہ عمران کیسے معلوم کر لے گا اور دوسری بات یہ کہ اب فارمولا تو کسی صورت واپس نہیں ہو سکتا اس لئے کوئی دوسرا حل بتاؤ"...... بلیک نے کہا۔

" دوسری صورت یہ ہے کہ تم کارٹر گروپ کو اس کے خلاف ہائر

کر لو۔ کارٹر گروپ انتہائی تیز اور تربیت یافتہ گروپ ہے۔ یہ انتہائی جدید ترین مشینری استعمال کرتا ہے۔ وہ لوگ انہیں تلاش کر لیں گے اور ختم بھی کر دیں گے کیونکہ کارٹر جانتا ہے کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو معمولی سی ڈھیل دینے کا کیا مطلب ہوتا ہے"۔ ہاروے نے کہا۔

" کارٹر کون ہے۔ یہ نام تو میں پہلی بار سن رہا ہوں"...... بلیک نے کہا۔

" سنا کی کا ہی ایک خفیہ گروپ ہے لیکن حد درجہ تربیت یافتہ ہے اور سیکرٹ ایجنٹوں کے انداز میں کام کرتا ہے۔ کارٹر خود بھی کسی ایجنسی میں کام کرتا رہا ہے اب وہ بوڑھا ہو گیا ہے اس لئے صرف کارٹر کلب میں بطور مالک اور جنرل مینجر بیٹھتا ہے لیکن کام خفیہ گروپ کرتا ہے اور وہ حکومتوں کی طرف سے کام بک کرتا ہے۔ جب بھی کوئی حکومت اپنی سرکاری ایجنسی کو سامنے نہیں لانا چاہتی تو کارٹر گروپ کی خدمات حاصل کی جاتی ہیں۔ میں کارٹر کو تمہارے بارے میں بتا دیتا ہوں وہ میرا دوست ہے۔ لیکن وہ معاوضہ اپنی مرضی کا لے گا البتہ کام سو فیصد ہو جائے گا اس کا فون نمبر میں بتا دیتا ہوں"...... ہاروے نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون نمبر بتا دیا۔

" اوکے۔ ٹھیک ہے۔ میں کب اسے فون کروں"...... بلیک نے کہا۔

"دس منٹ بعد۔ اور رقم کے حوالے سے تم میری ضمانت دے دینا تاکہ وہ کام فوری شروع کر دے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو معمولی سی ڈھیل دینا بھی خطرناک ہو سکتا ہے"...... ہاروے نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تمہارا شکریہ"...... بلیک نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور دوسری طرف سے گڈ بائی کے الفاظ سن کر اس نے رسیور رکھا اور کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی میں وقت دیکھا اور پھر میز کی دراز کھول کر اس نے شراب کی ایک چھوٹی بوتل اٹھائی اور اس کا ڈھکن کھول کر اسے منہ سے لگالیا۔

صدیقی اور اس کے ساتھی کار میں سوار سناکی کی اس سڑک پر آگے بڑھے چلے جارہے تھے جہاں بزنس پلازے کثیر تعداد میں تھے۔ اس سڑک کا نام تو کچھ اور تھا لیکن اسے عرف عام میں بزنس روڈ کہا جاتا تھا۔ آسکر اور جینگی کی ہلاکت کے بعد عمران نے وہیں سے ایک پراپرٹی سٹیٹ ایجنسی کو فون کر کے ایک دوسری کوٹھی حاصل کر لی تھی جس میں کار بھی موجود تھی۔ اس پراپرٹی سٹیٹ ایجنسی کا آدمی کوٹھی میں موجود تھا جسے ایڈوانس پیمنٹ کر دی گئی تھی اور وہ آدمی پیمنٹ لے کر واپس چلا گیا تھا۔ پھر عمران اپنے ساتھیوں سمیت اس کوٹھی میں داخل ہو گیا۔ عمران کے کہنے پر صدیقی اور خاور دونوں کار لے کر مارکیٹ گئے اور وہاں سے انہوں نے اپنا اور اپنے ساتھیوں اور عمران سمیت سب کے لئے لباس خریدے۔ اسلحہ مارکیٹ سے ضروری اسلحہ خریدا اور پھر واپس آکر ان سب نے نہ صرف پہلے والے

لباس اتار کر نئے لباس پہن لئے بلکہ میک اپ بھی تبدیل کر لئے ۔ اب وہ سب مقامی آدمی بنے ہوئے تھے ۔ صدیقی نے لیبارٹری کے بارے میں عمران کو سب کچھ بتا دیا تھا جو اس نے ڈاکٹر مارتھر سے معلوم کیا تھا اور چونکہ عمران خود زخمی تھا اس لئے اس نے انہیں اس لیبارٹری کا محل وقوع معلوم کرنے کے لئے بھیج دیا تھا جبکہ وہ خود اس کوٹھی میں ہی رہ گیا تھا اور اس وقت صدیقی اور اس کے ساتھی کار میں سوار اس بزنس پلازہ کی طرف جا رہے تھے جو اس کارڈ پر درج تھا جو انہیں ڈاکٹر مارتھر نے دیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد انہوں نے بزنس پلازہ کو ٹریس کر لیا۔ یہ آٹھ منزلہ عالیشان پلازہ تھا۔ پارکنگ کاروں سے بھری ہوئی تھی۔ صدیقی نے ایک خالی جگہ کار روکی اور پھر پارکنگ بوائے سے کارڈ لے کر وہ چاروں اطمینان بھرے انداز میں چلتے ہوئے پلازہ میں داخل ہوئے۔ وہاں بے شمار افراد آ جا رہے تھے اور ان سب کا تعلق بزنس کلاس سے ہی دکھائی دے رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ لفٹ کے ذریعے چھٹی منزل پر پہنچ گئے جہاں بچوں کے کھلونے سپلائی کرنے والوں کا آفس تھا۔ یہ آفس خاصا بڑا تھا۔ اس منزل کے چار بڑے ہال نما کمروں پر مشتمل تھا جبکہ ایک آفس کے باہر مسلح دربان موجود تھا اور اس کا دروازہ بند تھا۔ سائیڈ پر جنرل منیجر کی پلیٹ موجود تھی البتہ لوگ دروازہ کھول کر اندر آ جا رہے تھے صدیقی بھی آگے بڑھا اور اس نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ اس کے پیچھے اس کے ساتھی بھی اندر داخل ہو گئے ۔ یہ ایک خاصا بڑا

ہال نما کمرہ تھا جس میں صوفوں پر مرد اور عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں۔ ایک طرف بیضوی سا کاؤنٹر تھا جس کے پیچھے دو لڑکیاں موجود تھیں۔ ایک لڑکی رجسٹر کھولے اس میں اندراجات کرنے میں مصروف تھی جبکہ دوسری فون سننے میں مصروف تھی۔ کاؤنٹر کی سائیڈ پر اندھے شیشے کا دروازہ تھا جس پر جنرل منیجر ہیری کی پلیٹ موجود تھی۔ صدیقی اپنے ساتھیوں سمیت اس دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

" جی فرمائیے ۔ رجسٹر والی لڑکی نے سر اٹھا کر صدیقی اور اس کے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

" جنرل منیجر ہیری موجود ہے ناں آفس میں"...... صدیقی نے کہا۔

"جی ہاں۔ مگر آپ کون ہیں اور کیا کام ہے"...... لڑکی نے کہا۔

" ہمارا تعلق بھی بزنس سے ہے۔ وائٹ بزنس سے اس لئے خاموش بیٹھی رہو ورنہ دوسرا سانس بھی نہ لے سکو گی"...... صدیقی نے یکلخت غراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے دروازے کو دھکیل کر کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔

" یہ ۔ یہ کیا مطلب"...... دوسری لڑکی نے چونک کر کہا۔

" خاموش بیٹھی رہو۔ سمجھیں"...... یکلخت نعمانی نے غراتے ہوئے کہا۔ وہ وہیں کاؤنٹر کے پاس ہی رک گیا تھا جبکہ صدیقی، خاور اور چوہان اندر چلے گئے تھے ۔ چھوٹی سی راہداری کے بعد ایک اور

دروازہ تھا۔ صدیقی نے ایک جھٹکے سے دروازہ کھولا تو اندر ایک بڑا آفس تھا جس میں آفس ٹیبل کے پیچھے ایک لمبے قد اور درمیانے جسم کا ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ سائیڈ کرسیوں پر دو کاروباری آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔

"سپیشل پولیس۔ آپ دونوں باہر جائیں"...... صدیقی نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا مطلب"...... میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے آدمی نے چونک کر کہا۔

"اطمینان سے بیٹھے رہو ہیری۔ ہمارا تعلق سپیشل پولیس سے ہے صرف چند معلومات لینی ہیں تم سے اور ہمارے پاس وقت نہیں ورنہ ہم تمہیں گرفتار کر کے بھی ہیڈ کوارٹر لے جا سکتے ہیں"۔ صدیقی نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا تو دونوں کاروباری آدمی تیزی سے اٹھے اور دوڑتے ہوئے آفس سے باہر چلے گئے۔

"ادھر آ جاؤ"...... صدیقی نے ہیری سے کہا تو ہیری اٹھا اور میز کی سائیڈ سے نکل کر سامنے آ گیا۔

"بیٹھو"...... صدیقی نے کہا اور ہیری ہپناٹزم کے معمول کی طرح کرسی پر بیٹھ گیا۔ شاید سپیشل پولیس کے الفاظ نے اس پر جادو کا سا اثر کیا تھا۔ ویسے صدیقی جانتا تھا کہ سناکی میں سپیشل پولیس کا کیا کردار ہوتا ہے اس لئے اس نے سپیشل پولیس کا نام استعمال کیا تھا۔

"آج کا کوڈ کیا ہے اور کس کوٹھی کا پتہ دیا جا رہا ہے"۔ صدیقی نے جیب سے مشین پسٹل باہر نکالتے ہوئے کہا تو ہیری بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر پہلی بار حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ کون ہو تم"...... ہیری نے کہا۔

"سپیشل پولیس بتایا تو ہے۔ جو پوچھا جا رہا ہے وہ بتاؤ"۔ صدیقی نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"کیا پوچھ رہے ہو۔ میں تو کسی کوڈ وغیرہ کے بارے میں نہیں جانتا۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو"...... ہیری نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ اب ذہنی طور پر سنبھل چکا ہے۔

"ڈاکٹر ہومز کی لیبارٹری کے سلسلے میں بات ہو رہی ہے"۔ صدیقی نے کہا۔

"میں تو کسی ڈاکٹر ہومز اور لیبارٹری کے بارے میں نہیں جانتا"...... ہیری نے کہا لیکن دوسرے لمحے چٹاخ کی آواز کے ساتھ ہی ہیری چیختا ہوا اچھل کر کرسی سمیت نیچے فرش پر جا گرا جبکہ خاور نے بجلی کی سی تیزی سے جھک کر اسے بازو سے پکڑا اور ایک جھٹکے سے دوسری کرسی پر بٹھا دیا۔

"بولو۔ ورنہ"...... صدیقی نے مشین پسٹل کی نال اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان رکھتے ہوئے کہا۔

"بب۔ بب۔ بتاتا ہوں۔ مجھے مت مارو۔ میرا کوئی تعلق نہیں

ہے"...... ہیری نے خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

"کوڈ اور پتہ بتاؤ"...... صدیقی نے غراتے ہوئے کہا۔

"کوڈ زیرو ون اور پتہ تھری سٹار کالونی کوٹھی نمبر بارہ اے بلاک"۔ ہیری نے اس بار کسی مشینی لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"درست بتاؤ۔ ورنہ"...... صدیقی کے لہجے میں یکلخت سفاکی ابھر آئی تھی۔

"مم۔ مم۔ میں نے درست بتایا ہے۔ بالکل درست بتایا ہے"۔ ہیری نے کہا۔

"یہ کوڈ اور پتہ کون بتاتا ہے تمہیں"...... صدیقی نے پوچھا۔

"ڈاکٹر ہومز۔ ہر سوموار کو صبح فون کر کے بتاتے ہیں اور پورا ہفتہ یہ کوڈ اور پتہ چلتا ہے"...... ہیری نے کہا۔

"اوکے۔ اب سنو۔ اگر تم نے ڈاکٹر ہومز یا کسی اور کو فون کر کے ہمارے بارے میں بتایا تو تمہیں زمین میں بھی پناہ نہیں ملے گی۔ سمجھے۔ جیسے ہی تمہاری زبان سے ہمارے بارے میں الفاظ نکلے تمہارا جسم شہد کی مکھیوں کے چھتے میں تبدیل ہو جائے گا"۔ صدیقی نے کہا۔

"مم۔ مم۔ میں کسی کو کچھ نہیں کہوں گا۔ مجھے مت مارو"۔ ہیری نے خوف سے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آؤ"...... صدیقی نے مشین پسٹل واپس جیب میں ڈالتے ہوئے

کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک بار پھر کار میں بیٹھے تیزی سے تھری سٹار کالونی کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔

"تم نے اسے کم از کم بے ہوش تو کر دینا تھا"...... سائیڈ سیٹ پر بیٹھے ہوئے خاور نے کہا۔

"وہ انتہائی معروف بزنس پلازہ ہے اور پھر پولیس ہمارے خلاف حرکت میں آ جاتی۔ یہاں کی پولیس اس قدر تیز ہے کہ ہمیں انہوں نے سڑک تک آنے کی بھی مہلت نہ دینی تھی"...... صدیقی نے کہا۔

"لیکن اب وہ ہیری وہاں فون کر دے گا۔ پھر"...... خاور نے کہا۔

"کرتا رہے۔ کوئی نہ کوئی وہاں مل ہی جائے گا"...... صدیقی نے کہا اور خاور خاموش ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد کار ایک کالونی میں داخل ہوئی اور تھوڑی سی کوشش سے انہوں نے وہ کوٹھی تلاش کر لی جس کا پتہ ہیری نے دیا تھا۔ صدیقی نے کار اس کوٹھی کے پھاٹک پر روک دی۔

"اگر معمولی سی گڑ بڑ بھی محسوس ہو تو ہم نے فل ریڈ کرنا ہے"...... صدیقی نے کہا اور کار کا دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا اور اس کے ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ صدیقی نے ستون پر موجود کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد چھوٹا پھاٹک کھلا اور ایک نوجوان باہر آ گیا۔ یہ عام سا نوجوان تھا۔

"جی فرمائیے" ...... اس نوجوان نے حیرت سے صدیقی، کار اور اس میں سوار صدیقی کے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہمیں ہیری نے بھیجا ہے کوڈ بتا کر" ..... صدیقی نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ میں پھاٹک کھولتا ہوں" ...... نوجوان نے چونک کر کہا اور واپس مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد پھاٹک کھل گیا اور صدیقی کار اندر لے گیا۔ پورچ میں ایک سیاہ رنگ کی کار موجود تھی۔ نوجوان پھاٹک بند کر کے واپس آ گیا۔

"آئیے میرے ساتھ" ...... نوجوان نے کہا اور عمارت کی طرف بڑھنے لگا۔

"ایک منٹ" ...... صدیقی نے کہا تو وہ نوجوان مڑ کر رک گیا۔

"جی" ...... اس نوجوان نے کہا۔

"تمہارا نام کیا ہے" ...... صدیقی نے پوچھا۔

"جی میرا نام انتھونی ہے" ...... نوجوان نے کہا۔

"تم ہمیں کس سے ملواؤ گے" ...... صدیقی نے کہا۔

"جی ڈاکٹر رچرڈ سے۔ وہ مالک ہیں جناب" ...... نوجوان نے کہا۔

"ٹھیک ہے چلو" ...... صدیقی نے کہا۔

"آپ یہاں بیٹھیں۔ میں ڈاکٹر صاحب کو اطلاع دیتا ہوں"۔ نوجوان نے ایک ڈرائینگ روم کے انداز میں سجے ہوئے کمرے میں داخل ہو کر کہا اور واپس مڑ گیا۔

"یہاں بے ہوش کر دینے والا سسٹم موجود ہو گا اس لئے محتاط

رہنا" ...... صدیقی نے کہا اور خود وہ دروازہ کے قریب کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد باہر سے قدموں کی آواز سنائی دی تو صدیقی آگے بڑھ کر ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔ اس کے ساتھی بھی صوفوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے اعصاب تنے ہوئے تھے۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہوا۔ وہ بھی عام سا آدمی دکھائی دے رہا تھا۔

"میرا نام ڈاکٹر رچرڈ ہے" ...... اس نے غور سے صدیقی اور اس کے ساتھیوں کو باری باری دیکھتے ہوئے کہا جبکہ صدیقی اور اس کے ساتھی اس کے اندر داخل ہوتے ہی اٹھ کر کھڑے ہو گئے تھے۔

"میرا نام مائیکل ہے اور یہ میرے ساتھی ہیں۔ ہمیں ہیری نے بھیجا ہے کوڈ بتا کر" ...... صدیقی نے کہا۔

"کیا کوڈ ہے" ...... ڈاکٹر رچرڈ نے کہا۔

"زیرو ون" ...... صدیقی نے کہا۔

"باقی کوڈ" ...... ڈاکٹر رچرڈ نے کہا۔

"باقی۔ کیا مطلب۔ یہی کوڈ بتایا گیا ہے" ...... صدیقی نے کہا۔

"آپ چاروں وہاں جائیں گے یا آپ میں سے ایک" ...... ڈاکٹر رچرڈ نے کہا۔

"ہم چاروں۔ کیوں" ...... صدیقی نے کہا۔

"تو پھر آپ ہیری کے پاس واپس جائیں اور چار کوڈ پوچھ کر آئیں" ...... ڈاکٹر رچرڈ نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ایک منٹ"...... صدیقی نے کہا اور دروازے کی طرف مڑتا ہوا ڈاکٹر رچرڈ مڑا ہی تھا کہ یکلخت چیختا ہوا اچھل کر ایک طرف جا گرا۔ صدیقی نے اسے گردن سے پکڑ کر اچھال دیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی خاور کی لات حرکت میں آئی اور اٹھتا ہوا ڈاکٹر رچرڈ ایک جھٹکے سے ساکت ہو گیا۔

"باہر جاؤ اور سب کا خاتمہ کر دو۔ اب یہ خود ہی ساری تفصیل بتائے گا"...... صدیقی نے کہا تو اس کے ساتھی تیزی سے دوڑتے ہوئے دروازے سے باہر چلے گئے۔ صدیقی نے نیچے قالین پر پڑے ہوئے ڈاکٹر رچرڈ کو اٹھا کر ایک صوفے کی کرسی پر ڈالا اور پھر اس نے اس کا کوٹ پشت پر کافی نیچے کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے زور زور سے اس کے منہ پر تھپڑ مارنے شروع کر دیئے۔ دوسرے یا تیسرے تھپڑ پر ڈاکٹر رچرڈ چیختا ہوا ہوش میں آ گیا۔

"کک۔ کک۔ کون ہو تم۔ یہ سب کیا مطلب ہوا"...... ڈاکٹر رچرڈ نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن کوٹ پشت پر کافی نیچے ہونے کی وجہ سے وہ دوبارہ کرسی پر گر گیا۔

"بولو۔ ورنہ آنکھیں نکال دوں گا۔ بولو"...... صدیقی نے غراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب میں موجود تیز دھار خنجر نکال لیا۔

"مم۔ مم۔ مجھے نہیں معلوم۔ میں تو آنے والوں کو بے ہوش کر

کے جارج کو اطلاع دیتا ہوں اور جارج آ کر انہیں لے جاتا ہے۔ مجھے نہیں معلوم"...... ڈاکٹر رچرڈ نے رک رک کر کہا۔

"کون ہے جارج۔ کہاں رہتا ہے۔ بولو"...... صدیقی نے خنجر کی نوک اس کے گلے پر رکھ کر دباتے ہوئے کہا۔

"وہ۔ وہ ساتھ والی کوٹھی میں رہتا ہے۔ دائیں ہاتھ والی کوٹھی میں"...... ڈاکٹر رچرڈ نے کہا۔

"اسے فون کر کے بلاؤ۔ لیکن یہ سن لو کہ اگر وہ یہاں نہ آیا تو تمہاری دونوں آنکھیں نکال دوں گا اور تم ہمیشہ کے لئے اندھے ہو جاؤ گے"...... صدیقی نے کہا۔

"مم۔ مم۔ میں فون کرتا ہوں"...... ڈاکٹر رچرڈ نے انتہائی خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے خاور اندر آیا۔

"کوٹھی میں وہی ایک ملازم تھا۔ اسے آف کر دیا گیا ہے"۔ خاور نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ایک آدمی کو بلایا جا رہا ہے۔ وہ جیسے ہی آئے اسے کور کرنا ہے۔ وہ اصل آدمی ہے"...... صدیقی نے کہا اور خاور سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔

"چلو کرو فون اور بلاؤ اسے"...... صدیقی نے کہا اور سائیڈ پر پڑا ہوا فون اٹھا کر اس کے قریب رکھ دیا۔

"مم۔ مم۔ میرے ہاتھ"...... ڈاکٹر رچرڈ نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ مجھے تو یاد ہی نہیں رہا۔ نمبر بتاؤ"...... صدیقی نے کہا

تو ڈاکٹر رچرڈ نے فون نمبر بتا دیا۔ صدیقی نے رسیور اٹھا کر نمبر پریس کئے اور آخر میں لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔ دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔ صدیقی نے رسیور ڈاکٹر رچرڈ کے کان سے لگا دیا۔

"یس "...... رسیور اٹھتے ہی ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر رچرڈ بول رہا ہوں "...... ڈاکٹر رچرڈ نے کہا۔

"یس ۔ جارج بول رہا ہوں "...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" آ جاؤ ۔ چار آدمیوں کو شفٹ کرانا ہے "...... ڈاکٹر رچرڈ نے کہا۔

" کیا آپ نے ڈاکٹر ہومز سے بات کر لی ہے "...... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

" ہاں ۔ اسی لئے تو تمہیں کال کر رہا ہوں "...... ڈاکٹر رچرڈ نے سخت لہجے میں کہا۔

" آدمی بے ہوش ہو چکے ہیں "...... جارج نے کہا۔

" ہاں "...... ڈاکٹر رچرڈ نے مختصر سا جواب دیا۔

" اوکے ۔ میں آ رہا ہوں "...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو صدیقی نے رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد کال بیل کی آواز اور پھاٹک کھلنے کی آواز سنائی دی۔ پھر دور سے کسی کے چیخنے کی ہلکی سی آواز سنائی دی۔ اس کے بعد خاموشی طاری ہو گئی۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور خاور ایک آدمی کو کاندھے پر

اٹھائے اندر داخل ہوا اور اس نے اسے ایک صوفے پر ڈال دیا۔

" کیا یہی جارج ہے "...... صدیقی نے ڈاکٹر رچرڈ سے پوچھا تو ڈاکٹر رچرڈ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" کیا یہ ساتھ والی کوٹھی میں اکیلا رہتا ہے "...... صدیقی نے پوچھا۔

"اس کے ساتھ ایک ملازم رہتا ہے "...... ڈاکٹر رچرڈ نے کہا۔

" خیال رکھنا اور رسی تلاش کر کے آؤ تاکہ اس سے پوچھ گچھ میں آسانی رہے "...... صدیقی نے کہا اور خاور سر ہلاتا ہوا باہر چلا گیا تو صدیقی کا بازو گھوما اور ڈاکٹر رچرڈ کی کنپٹی پر پڑنے والی ایک ہی بھرپور ضرب کے بعد ڈاکٹر رچرڈ کی گردن ڈھلک گئی۔ صدیقی نے آگے بڑھ کر صوفے پر پڑے ہوئے جارج کی تلاشی لینا شروع کر دی لیکن اس کی جیبوں میں عام سے سامان کے علاوہ اور کچھ نہ تھا۔ کچھ دیر بعد خاور واپس آیا تو اس کے پاس نائیلون کی رسی کا بنڈل موجود تھا۔ پھر صدیقی کے ساتھ مل کر اس نے رسی کی مدد سے جارج کو ایک علیحدہ کرسی پر بٹھا کر باندھ دیا۔ اس کے ساتھ ہی صدیقی نے جارج کی ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب جارج کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے شروع ہو گئے تو صدیقی نے ہاتھ ہٹائے اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے خنجر نکال لیا۔

" میں جاؤں "...... خاور نے کہا۔

" ہاں ۔ باہر کا خیال رکھنا "...... صدیقی نے کہا تو خاور اثبات

میں سرہلاتا ہوا باہر چلا گیا۔چند لمحوں بعد جارج نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں ۔اس کے ساتھ ہی اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی ۔ ظاہر ہے رسیوں میں جکڑے ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر ہی رہ گیا تھا۔

" کیا ۔ کیا مطلب ۔ کون ہو تم ۔ اوہ ۔ اوہ ۔ ڈاکٹر رچرڈ۔ کیا مطلب "...... جارج نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" جارج ۔ ڈاکٹر ہومز کی لیبارٹری کہاں ہے "...... صدیقی نے کہا۔

" کون ڈاکٹر ہومز۔ کیسی لیبارٹری "...... جارج نے چونک کر کہا لیکن صدیقی فوراً ہی سمجھ گیا کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے۔

" آخری بار کہہ رہا ہوں کہ سب کچھ سچ بتا دو"...... صدیقی نے کہا۔

" میں سچ کہہ رہا ہوں ۔ میں تو کچھ نہیں جانتا۔ میں تو ڈاکٹر رچرڈ کا ہمسایہ ہوں ۔اس نے مجھے بلایا تو میں یہاں آگیا"...... جارج نے کہا تو صدیقی کا ہاتھ حرکت میں آیا اور اس کے ساتھ ہی کمرہ جارج کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا ۔ صدیقی نے ایک لمحے میں خنجر سے اس کی دائیں آنکھ کا ڈھیلا باہر نکال دیا تھا۔جارج مسلسل چیخ رہا تھا اور دائیں بائیں اس طرح سر مار رہا تھا جیسے پنڈولم حرکت میں آ جاتا ہے۔

" اب اگر جھوٹ بولا تو دوسری آنکھ بھی نکال دوں گا"۔ صدیقی

نے غراتے ہوئے کہا۔

" مم ۔ مم ۔ مت کرو اندھا مجھے ۔ تم ظالم ہو ۔ میں بتا دیتا ہوں۔ ڈاکٹر ہومز کی لیبارٹری کارستان میں ہے۔کارستان میں"۔جارج نے کراہتے اور چیختے ہوئے کہا۔

" پوری تفصیل بتاؤ۔بولو"...... صدیقی کی غراہٹ مزید بڑھ گئی تھی۔

" ڈاکٹر ہومز کی لیبارٹری کارستان میں ہے۔ کارستان میں سپیشل انڈسٹریل زون ہے ۔ اس زون میں پلائی وڈ بنانے کی ایک فیکٹری ہے اس فیکٹری کا مینجر جیکب ہے۔ میں جو آدمی لے جاتا ہوں انہیں جیکب کے حوالے کر دیتا ہوں اور پلائی وڈ فیکٹری کے نیچے لیبارٹری ہے لیکن ڈاکٹر ہومز اس لیبارٹری کا راستہ کھول سکتا ہے اندر سے۔ باہر سے نہیں کھل سکتا اور مجھے نہیں معلوم کے جیکب کیا کرتا ہے اور کیا نہیں"...... جارج نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" تم کتنی بار لیبارٹری میں گئے ہو"...... صدیقی نے پوچھا۔

" میں ایک بار گیا تھا۔اس فیکٹری کے اندر جیکب کے آفس سے خفیہ راستہ جاتا ہے اور پھر سرنگ کے بعد ایک فولادی دروازہ آتا ہے اس کے بعد لیبارٹری ہے جہاں بارہ کے قریب سائنس دان کام کرتے ہیں لیبارٹری ایک بڑے ہال نما کمرے میں ہے جس کی سائیڈوں پر کمرے ہیں ۔ وہ سائنس دان اور ڈاکٹر ہومز مستقل وہیں رہتے ہیں۔ بس مجھے اتنا معلوم ہے"...... جارج نے کہا۔

" اس ڈاکٹر ہومز کا حلیہ بتاؤ"...... صدیقی نے کہا تو جارج نے حلیہ بتانا شروع کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی صدیقی نے جیب سے مشین پسٹل نکالا اور دوسرے لمحے تڑتڑاہٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی جارج کے حلق سے چیخ نکلی اور وہ چند لمحے تڑپ کر ساکت ہو گیا۔ صدیقی مڑا اور اس نے صوفے پر بے ہوش پڑے ہوئے ڈاکٹر رچرڈ کے سینے میں بھی گولیاں اتار دیں۔ اس کے بعد اس نے مشین پسٹل واپس جیب میں ڈالا اور رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" یس۔ مائیکل بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے عمران کی آواز سنائی دی۔

" راسٹر بول رہا ہوں مسٹر مائیکل"...... صدیقی نے کہا۔

" کہاں سے بول رہے ہو"...... عمران نے کہا۔

" مسٹر مائیکل۔ آپ دوسری کار میں تھری سٹار کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ میں آجائیں۔ ہم وہیں موجود ہیں۔ ٹارگٹ کی تفصیل کا علم ہو چکا ہے۔ ہم نے وہاں ریڈ کرنا ہے"...... صدیقی نے کہا۔

" اس وقت نہیں۔ رات کو۔ اب تم واپس آجاؤ"...... عمران نے کہا۔

" لیکن یہاں ان لوگوں کا خاتمہ کر دیا گیا ہے اور اس کی اطلاع ٹارگٹ تک پہنچ گئی تو معاملات خراب ہو سکتے ہیں"...... صدیقی نے کہا۔

" جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو اور سنو۔ واپس آتے ہوئے میرے لئے ایک سیاہ بیگ خرید کر ضرور لے آنا۔ میرا بیگ باہر کہیں گر گیا ہے"...... عمران نے کہا تو صدیقی بے اختیار چونک پڑا۔

" اچھا ٹھیک ہے"...... صدیقی نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ تیزی سے مڑا اور کمرے سے باہر آگیا۔ باہر اس کے ساتھی موجود تھے۔

" کیا ہوا۔ پتہ چل گیا"...... خاور نے کہا۔

" ہاں۔ لیکن عمران صاحب نے بتایا ہے کہ ہماری کوٹھی کی نگرانی ہو رہی ہے اور نگرانی کرنے والے انتہائی تربیت یافتہ لوگ ہیں"...... صدیقی نے کہا تو سب بے اختیار اچھل پڑے۔

" اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمیں انہیں کور کرنا ہو گا لیکن نجانے وہ کتنے آدمی ہوں"...... چوہان نے کہا۔

" ایک آدمی کو پکڑ کر اس سے معلوم کرنا ہو گا۔ آؤ"...... صدیقی نے کہا اور تیزی سے پورچ میں کھڑی اپنی کار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ادھیڑ عمر لیکن مضبوط جسم کا مالک کارٹر اپنے شاندار انداز میں سجے ہوئے آفس میں موجود تھا کہ سامنے پڑے ہوئے سیاہ رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ میز پر چار مختلف رنگوں کے فون سیٹ موجود تھے۔ کارٹر نے چونک کر فون کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ کارٹر بول رہا ہوں"...... کارٹر نے سخت لہجے میں کہا۔

"جوگر بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔ لہجہ مؤدبانہ تھا۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے"...... کارٹر نے اسی لہجے میں کہا۔

"کوٹھی میں ایک زخمی آدمی موجود ہے۔ باقی ساتھی کہیں گئے ہوئے ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کس سے نگرانی کر رہے ہو"...... کارٹر نے پوچھا۔

"ایم ٹی تھری سے باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ نگرانی جاری رکھو۔ ہم نے سب کا خاتمہ کرنا ہے۔ ایک کا پہلے خاتمہ ہو گیا تو دوسرے ہوشیار ہو جائیں گے اس لئے جیسے ہی باقی لوگ آئیں اور کوٹھی میں پہنچیں تو تم نے وہاں ڈبل ایس کی ڈبل ڈوز فائر کر دینی ہے اور پھر اندر جا کر سب کا خاتمہ کر دینا ہے"...... کارٹر نے کہا۔

"یس باس۔ میں نے یہی بات پوچھنے کے لئے کال کی ہے"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"پوری طرح ہوشیار اور محتاط رہنا اور سنو۔ ان کو بے ہوش کرنے کے بعد بغیر کوئی وقت ضائع کئے انہیں ہلاک کر دینا ہے اور پھر مجھے رپورٹ دینا"...... کارٹر نے کہا۔

"یس باس۔ ایسا ہی ہو گا"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور کارٹر نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ اسے معلوم تھا کہ جوگر انتہائی ہوشیار آدمی ہے اس لئے وہ آسانی سے یہ کارروائی مکمل کر لے گا اس لئے وہ پوری طرح مطمئن تھا۔ گو اس نے سٹار ایجنسی کے چیف سے اس کام کا انتہائی بھاری معاوضہ وصول کر لیا تھا لیکن اس نے وہاں بھیجا صرف ایک آدمی جوگر کو ہی تھا کیونکہ کارروائی بالکل سادہ تھی۔ انہیں گیس سے بے ہوش کر کے گولیوں سے اڑانا تھا اور بس اس لئے اس کے خیال کے مطابق یہ کارروائی جوگر زیادہ آسانی سے کر سکتا ہے۔ اسے معلوم تھا کہ زیادہ آدمی بھیجنے سے نگرانی چیک بھی ہو

سکتی ہے جبکہ ایم ٹی تھری ریز نظر نہ آتی تھی اور کافی فاصلے سے مسلسل نگرانی کی جا سکتی تھی اس لئے وہ پوری طرح مطمئن تھا۔ پھر تقریباً دو گھنٹے بعد ایک بار پھر سیاہ رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے چونک کر فون کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس ۔ کارٹر بول رہا ہوں "...... کارٹر نے کہا۔

"جوگر بول رہا ہوں باس "...... دوسری طرف سے جوگر کی آواز سنائی دی۔

"یس ۔ کیا رپورٹ ہے "...... کارٹر نے کہا۔

"مشن مکمل ہو گیا ہے باس "...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کارٹر بے اختیار چونک پڑا۔

"تفصیل بتاؤ"...... کارٹر نے جواب دیا۔

"ایک کار وہاں پہنچی جس میں چار آدمی تھے ۔ وہ جیسے ہی کوٹھی کے اندر پہنچے میں نے گیس فائر کر دی اور پھر عقبی طرف سے اندر جا کر ان پانچوں کا خاتمہ کر دیا۔ اب میں اس کوٹھی سے ہی کال کر رہا ہوں "...... جوگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا یہ میک اپ میں ہیں "...... کارٹر نے کہا۔

"یس باس ۔ مقامی آدمی بنے ہوئے ہیں "...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں تھری ایکس سے سٹیشن ویگن وہاں بھجوا دیتا

ہوں۔ ماتھر سٹیشن ویگن لے آئے گا تم ان پانچوں لاشوں کو اس میں ڈال کر تھری ایکس پہنچا دو اور پھر مجھے رپورٹ دو"...... کارٹر نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"یس باس "...... دوسری طرف سے کہا گیا اور کارٹر نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ماتھر بول رہا ہوں "...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"کارٹر بول رہا ہوں ماتھر"...... کارٹر نے تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس باس "...... دوسری طرف سے کہا گیا۔ لہجہ بے حد مؤدبانہ ہو گیا تھا۔

"سپیشل سٹیشن ویگن لے کر ایک پتے پر جاؤ۔ جوگر وہاں موجود ہے۔ اس نے پانچ افراد کو ہلاک کیا ہے تم جوگر کے ساتھ مل کر پانچوں لاشوں کو سٹیشن ویگن میں ڈال کر تھری ایکس پر لے آؤ اور پھر جوگر سے کہو کہ وہ مجھے رپورٹ دے "...... کارٹر نے کہا اور ساتھ ہی پتہ بھی بتا دیا۔

"یس باس ۔ حکم کی تعمیل ہو گی"...... ماتھر نے جواب دیا تو کارٹر نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ سٹار ایجنسی کا مشن وہ مکمل کر چکا تھا۔ اب صرف ان کے میک اپ واش کرنے تھے اور پھر یہ لاشیں سٹار ایجنسی کے

چیف بلیک کو بھجوا دیتا تھیں۔ اس کو اپنی قسمت پر خود ہی رشک آ رہا تھا کہ اس کے ایک آدمی نے معمولی سا کام کیا اور اس نے اتنا بھاری معاوضہ کما لیا تھا۔ اس لئے وہ بے حد خوش تھا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"یس۔ کارٹر بول رہا ہوں"...... اس نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

"جوگر بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے جوگر کی آواز سنائی دی۔

"کہاں سے بول رہے ہو"...... کارٹر نے کہا۔

"تھری ایس سے باس"...... جوگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ کیا رپورٹ ہے"...... کارٹر نے کہا۔

"ماتھر کی سٹیشن ویگن پر پانچوں لاشیں لاد کر یہاں تھری ایس پر پہنچا دی گئی ہیں اور اب آپ کو رپورٹ دے رہا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ ماتھر سے بات کراؤ"...... کارٹر نے کہا۔

"یس باس۔ ماتھر بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ماتھر کی آواز سنائی دی۔

"ماتھر۔ ان لاشوں کا میک اپ سپیشل میک اپ واشر سے صاف کرو اور پھر مجھے فون کر کے رپورٹ دو"...... کارٹر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو

کارٹر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ کارٹر بول رہا ہوں"...... کارٹر نے کہا۔

"ماتھر بول رہا ہوں باس۔ تھری ایس سے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے"...... کارٹر نے کہا۔

"لاشیں میک اپ میں نہیں ہیں باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کارٹر بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ میک اپ میں نہیں ہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ وہ پاکیشیائی ایجنٹ ہیں لازماً وہ میک اپ میں ہوں گے"۔ کارٹر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے ماتھر کی بات کا یقین نہ آ رہا ہو۔

"سپیشل واشر سے میک اپ صاف کیا گیا ہے باس۔ جوگر بھی ساتھ تھا۔ آپ اس سے پوچھ لیں"...... ماتھر نے جواب دیا۔

"یہ کیسے ممکن ہے۔ اوہ۔ مجھے خود آنا پڑے گا۔ شاید انہوں نے کوئی خاص میک اپ کیا ہو گا"...... کارٹر نے کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ میں آ رہا ہوں۔ تم وہیں رکو"...... کارٹر نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھا اور دروازے کی طرف بڑھنے ہی لگا تھا کہ ایک بار پھر مڑ کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے کئی نمبر پریس کر دیئے۔

"یس۔ نارمن بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"کارٹر بول رہا ہوں نارمن۔ تم میری کار میں ٹاپ ایکس میک اپ واشر رکھوا دو۔ جلدی۔ میں نے تھری ایس جانا ہے"...... کارٹر نے کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور کارٹر نے رسیور رکھ دیا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ تھوڑی دیر بعد کارٹر سیاہ رنگ کی کار ڈرائیو کرتا ہوا تیزی اس کالونی کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا جہاں ایک کوٹھی میں انہوں نے اپنا خاص اڈہ بنایا ہوا تھا جسے وہ کوڈ میں تھری ایس کہتے تھے ۔اسے یقین تھا کہ چاہے کسی بھی قسم کا خاص میک اپ ہو ٹاپ ایکس میک اپ واشر کے سامنے نہ ٹھہر سکے گا اس لئے وہ مطمئن تھا۔ تھوڑی دیر بعد کالونی پہنچ کر اس نے ایک کوٹھی کے گیٹ کے سامنے کار روکی اور مخصوص انداز میں تین بار ہارن دیا تو کوٹھی کا چھوٹا پھاٹک کھلا اور نوجوان ماتھر باہر آگیا۔

"پھاٹک کھولو ماتھر"...... کارٹر نے کہا۔

"یس باس"...... ماتھر نے جواب دیا اور تیزی سے واپس چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد بڑا پھاٹک کھل گیا اور کارٹر کار اندر لے گیا۔ پورچ میں ایک کار اور ایک بڑی سٹیشن ویگن موجود تھی۔ کارٹر نے کار ان کے پیچھے روکی اور پھر کار سے نیچے اتر آیا اسی لمحے ماتھر پھاٹک بند کر کے واپس آگیا۔

"عقبی سیٹ پر ٹاپ ایکس میک اپ واشر موجود ہے۔ وہ اٹھاؤ اور جوگر کہاں ہے"...... کارٹر نے کہا۔

"وہ اندر ہے لاشوں کے پاس"...... ماتھر نے جواب دیا اور کار کا عقبی دروازہ کھول کر اس نے عقبی سیٹ پر پڑا ہوا باکس اٹھا لیا۔ کارٹر سر ہلاتا ہوا اندر کی طرف بڑھنے لگا اور جیسے ہی اس نے دروازہ کھول کر اندرونی راہداری میں قدم رکھا اچانک اس کے سر پر جیسے قیامت ٹوٹ پڑی اور وہ چیختا ہوا اچھل کر نیچے گرا ہی تھا کہ دوسرا دھماکہ اس کی کنپٹی پر ہوا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن گہری تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا۔

"عمران صاحب ۔ کارٹر کو اس انداز میں کور کرنا ضروری تھ
کیا"...... صدیقی نے کہا۔ وہ سب اس وقت تھری ایس میں موجو
تھے جبکہ عمران ماتھر کے میک اپ میں تھا۔ چونکہ ماتھر اس کے
قدوقامت کا تھا اس لئے اس نے ماتھر کا روپ دھار لیا تھا اور ماتھر ہی
اس اڈے کا انچارج تھا اور وہ یہاں اکیلا رہتا تھا۔ صدیقی نے عمران
کی فون کال سمجھ لی تھی اس لئے انہوں نے واپس اپنی رہائش گاہ پر
جانے سے کافی پہلے کار روک دی اور پھر تھوڑی سی جستجو کے بعد انہوں
نے کوٹھی سے کافی فاصلے پر ایک زیر تعمیر کوٹھی کی دیوار کے پیچھے
ایک مقامی آدمی کو مارک کر لیا جس نے دیوار کے ساتھ ایک مشین
رکھی ہوئی تھی اور خود وہ دیوار کی طرف منہ کئے اکڑوں بیٹھا ہوا تھا۔
اس کے سامنے ایک چھوٹی سی مشین پڑی ہوئی تھی جس کی سکرین پر
کوٹھی کے گیٹ کا منظر اور اندر کا منظر علیحدہ علیحدہ نظر آرہا تھا۔ اس

کے ذہن میں شاید یہ تصور بھی نہ تھا کہ اوٹ میں موجود ہونے کے
باوجود اسے کوئی چیک بھی کر سکتا ہے جبکہ صدیقی نے اچانک اس
کے سر پر ضرب لگا کر اسے بے ہوش کر دیا تھا اور پھر مزید چیکنگ کے
بعد وہ اسے کار میں ڈال کر اپنی رہائش گاہ پر لے گئے ۔ انہوں نے
عمران کو ساری تفصیل بتا دی ۔ عمران نے اس آدمی کو ہوش میں لا
کر اس سے تفصیلی پوچھ گچھ کی تو پتہ چلا کہ اس کا نام جوگر ہے اور
اس کا تعلق کارٹر گروپ سے ہے اور پھر جوگر نے ہی بتایا کہ کارٹر سے
اس کا براہ راست لنک ہے اور کارٹر کو یہ مشن سٹار ایجنسی کے چیف
بلیک نے دیا ہے۔ کارٹر کو ان کی رہائش گاہ کے بارے میں اطلاع
بلیک نے دی تھی۔ کارٹر نے اس کی ڈیوٹی وہاں لگائی اور اس نے
اس مشین سے کافی فاصلے پر اس رہائش گاہ کو چیک کر لیا اور پھر کارٹر
کو رپورٹ دی کہ اندر ایک آدمی ہے تو اس نے کہا کہ جب اس کے
باقی ساتھی پہنچ جائیں تو پھر وہ بے ہوش کر دینے والی گیس اندر فائر
کرے اور پھر اندر داخل ہو کر انہیں بے ہوشی کے عالم میں ہی ہلاک
کر دے اور اسے رپورٹ دے تو عمران نے جوگر سے کارٹر کا فون نمبر
معلوم کیا اور پھر جوگر کی آواز اور لہجے میں کارٹر کو بتایا کہ اس نے
مشن مکمل کر لیا ہے اور اب کوٹھی میں پانچ لاشیں موجود ہیں جس پر
کارٹر نے تھری ایس اور ماتھر کے ذریعے سٹیشن ویگن وہاں بھجوانے کا
کہہ دیا۔ جوگر سے تھری ایس کی تفصیل اور ماتھر کے بارے میں سب
کچھ معلوم کر لیا گیا۔ اس کے بعد جوگر کو ہلاک کر کے انہوں نے

وہاں پکٹنگ کر لی اور جب وہ ماتھر سٹیشن ویگن لے کر وہاں پہنچا تو اس ماتھر کو کور کر لیا گیا۔ ماتھر چونکہ عمران کے قدوقامت کا تھا اس لئے عمران نے اس کا لباس بھی پہن لیا اور اس کا میک اپ بھی کر لیا۔ پھر وہ سب اس سٹیشن ویگن میں ماتھر اور جوگر کی لاشیں ڈال کر تھری ایس پہنچ گئے۔ وہاں جا کر عمران نے ماتھر کی آواز اور لہجے میں کارٹر کو رپورٹ دی۔ کارٹر نے کہا کہ وہ ان کے میک اپ چیک کر کے رپورٹ دے تو عمران نے اسے رپورٹ دی کہ میک اپ چیک نہیں ہو رہے جس کے بعد کارٹر نے خود وہاں پہنچنے کا کہا اور اب وہ اس کارٹر کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ پہلے ہی طے کر لیا گیا تھا کہ عمران ماتھر کے روپ میں پھاٹک کھولے گا اور جب کارٹر اندر داخل ہو گا تو اندرونی راہداری کے کونے میں موجود صدیقی اس کے سر پر راڈ مار کر اسے بے ہوش کر دے گا اور پھر اسے کرسی پر بٹھا کر رسیوں سے جکڑ دیا جائے گا جبکہ اس دوران سوائے عمران کے باقی سب ساتھی اندر ہی رہیں گے اور ماتھر نے بتایا تھا کہ کارٹر جب بھی آتا ہے تو وہ تین بار مخصوص انداز میں ہارن بجاتا ہے اس لئے اس وقت وہ سب اندر موجود تھے تاکہ ہارن کی آواز سن کر عمران ماتھر کے روپ میں باہر چلا جائے اور پھر صدیقی نے اچانک یہ بات کر دی کہ کیا کارٹر کو اس انداز میں کور کرنا ضروری تھا۔

"کیوں۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ اور کیا کرتے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس کے ہیڈ آفس کے بارے میں جوگر اور ماتھر سے معلومات مل چکی ہیں۔ وہاں ریڈ کر کے اس کا اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ آسانی سے کیا جا سکتا ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"کارٹر کے بارے میں تم کیا جانتے ہو"...... عمران نے کہا تو صدیقی بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا مطلب۔ کیا وہ کوئی خاص شخصیت ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"ہاں۔ کارٹر کی آواز سن کر مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ کارٹر ایکریمیا کی گرانڈ ایجنسی کا انتہائی معروف اور انتہائی تیز طرار سپیشل ایجنٹ رہا ہے۔ وہ حد درجہ فعال، تیز اور ذہین آدمی ہے۔ پھر جوگر نے بتایا ہے کہ اس کا گروپ ہے اور گروپ میں اس نے اپنی طرح کے ایجنٹ بھرتی کر رکھے ہیں۔ وہ علیحدہ علیحدہ رہتے ہیں اور کارٹر جسے کال کرتا ہے وہی کام کرتا ہے باقی نہیں۔ اگر ہم اس کے ہیڈ کوارٹر پر ریڈ کر دیں تو زیادہ سے زیادہ کارٹر کو ہلاک کر دیں گے لیکن اس کے ساتھیوں کے بارے میں ہمیں کچھ معلوم نہیں ہو سکتا۔ اب کارٹر آ رہا ہے تو اس سے اس کے سارے ساتھیوں کے بارے میں معلومات حاصل کر کے انہیں بھی یہاں کال کیا جائے گا اور پھر ان کا خاتمہ ہو جائے گا ورنہ اس کے آدمی ہمیں یہاں کام نہ کرنے دیں گے اور تمہیں معلوم ہے کہ میں زخمی ہوں"...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"آپ واقعی انتہائی گہرائی میں سوچتے ہیں عمران صاحب"۔ صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم تو خود فور سٹارز کے چیف ہو۔ تمہیں کیا معلوم کہ بے چارے فری لانسر کو ایک معمولی سے چیک کے لئے پاتال کی آخری حد تک سوچنا پڑتا ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو سب اس کی بات سن کر بے اختیار ہنس پڑے اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی دور سے ہارن کی آواز سنائی دی۔

"تمام کام احتیاط سے کرنا۔ وہ انتہائی ہوشیار آدمی ہے"۔ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور تیزی سے دروازے سے باہر نکل گیا۔ صدیقی ایک فولادی راڈ پہلے ہی تلاش کر کے گیلری میں پہنچا چکا تھا۔ وہ خاموشی سے اٹھا اور اندر دروازے کی سائیڈ میں کھڑا ہو گیا۔ اس نے راڈ کو ہاتھ میں پکڑ لیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد دروازے کے باہر بھاری قدموں کی آواز دروازے کی طرف آتی سنائی دی تو اس نے راڈ اونچا کر لیا۔ اب وہ حملہ کرنے کے لئے پوری تیار تھا۔ پھر دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد کا ادھیڑ عمر آدمی جیسے ہی اندر داخل ہوا صدیقی کا بازو حرکت میں آیا اور اندر آنے والا چیختا ہوا اچھل کر منہ کے بل نیچے گرا ہی تھا کہ صدیقی کا بازو دوبارہ حرکت میں آیا اور اٹھنے کی کوشش کرتا ہوا ادھیڑ عمر نیچے گر کر ساکت ہو گیا۔ اسی لمحے عمران دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ صدیقی کے ساتھی بھی کمرے سے باہر گیلری میں آ گئے۔

"گڈ شو صدیقی۔ اب اسے کرسی پر جکڑ دو۔ نیچے تہہ خانے میں"...... عمران نے کہا تو صدیقی نے جھک کر کارٹر کو اٹھایا اور پھر وہ اسے لے کر گیلری کے آخر میں سیڑھیاں اتر کر تہہ خانے میں پہنچ گیا۔ جسے ٹارچنگ روم کے انداز میں بنایا گیا تھا۔ وہاں راڈز والی کرسیاں موجود تھیں جن کا سسٹم سوئچ بورڈ میں تھا۔ صدیقی نے کارٹر کو ایک کرسی پر بٹھا دیا تو عمران نے سوئچ بورڈ پر بٹن پریس کیا تو کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی کارٹر کے جسم کے گرد راڈز نمودار ہو گئے۔

"اب فون پیس اٹھا کر میرے پاس رکھ دو اور پھر اسے ہوش میں لے آؤ"...... عمران نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو صدیقی نے فون پیس اٹھا کر عمران کے ساتھ تپائی پر رکھ دیا۔

"عمران صاحب۔ بقول آپ کے یہ انتہائی تربیت یافتہ ایجنٹ ہے اس لئے کیا یہ پوچھ گچھ میں سب کچھ بتا دے گا"...... صدیقی نے کہا۔

"تمہارے ذہن میں جو بات آئی ہے وہ واقعی درست ہے۔ کارٹر اس طرح کچھ بھی نہیں بتائے گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پھر آپ نے اس بارے میں کیا سوچا ہے۔ کیا آپ اس کے نتھنے کاٹ کر معلوم کریں گے"...... صدیقی نے کہا۔

"دیکھو کیا ہوتا ہے۔ تم اسے ہوش میں لے آؤ اور پھر باہر جا کر ساتھیوں سے کہو کہ وہ سامنے اور عقبی طرف سے چیکنگ کرتے رہیں

اور تم واپس آجانا"....... عمران نے کہا تو صدیقی نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر آگے بڑھ کر اس نے کارٹر کی ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب کارٹر کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونا شروع ہوئے تو صدیقی نے ہاتھ ہٹائے اور واپس مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا تہہ خانے سے باہر چلا گیا۔ جبکہ عمران ماتھر کے روپ میں سامنے کرسی پر اطمینان سے بیٹھا ہوا تھا۔ چند لمحوں بعد کارٹر نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں اور پھر اس طرح چونک کر اچھلا جیسے وہ اٹھ کر کھڑا ہونا چاہتا ہو لیکن راڈز میں جکڑا ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر رہ گیا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ اوہ۔ تم ماتھر۔ یہ کیا ہے۔ کیا ہوا ہے"....... کارٹر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر تکلیف کے تاثرات کے ساتھ ساتھ حیرت کے تاثرات بھی بیک وقت ابھر آئے تھے۔

"ابھی تک تم مجھے ماتھر سمجھ رہے ہو۔ حیرت ہے کارٹر۔ میں تو سمجھا تھا کہ تم بہت ذہین ایجنٹ ہو"....... عمران نے اپنے اصل لہجے میں کہا تو کارٹر کی آنکھیں حیرت کی شدت سے پھٹ کر اس کے کانوں سے جا لگیں۔

"تم۔ تم عمران ہو۔ ماتھر کے روپ میں۔ اوہ مائی گاڈ۔ میرے تو کبھی تصور میں بھی نہ تھا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے"....... کارٹر نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ اب تم واقعی صرف گروپ لیڈر ہو اور کرسی پر بیٹھ کر حکم چلاتے رہتے ہو ورنہ جب تم فیلڈ ایجنٹ تھے تو گرانڈ ایجنسی تمہاری کارکردگی پر فخر کیا کرتی تھی"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ بہرحال اب کیا کہا جا سکتا ہے"....... کارٹر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور صدیقی اندر داخل ہوا تو کارٹر نے چونک کر اسے دیکھا۔

"صدیقی۔ اس کے پیروں کو خاص طور پر چیک کرتے رہو ورنہ یہ تار توڑ کر اچانک ہم پر ٹوٹ سکتا ہے"....... عمران نے پاکیشیائی زبان میں کہا تو صدیقی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اب تم مجھ سے کیا چاہتے ہو"....... کارٹر نے کہا۔

"کچھ نہیں۔ تم نے ہمیں بے ہوشی کے عالم میں ہی ہلاک کرنے کا آرڈر دے دیا تھا لیکن ہم تمہیں ہوش میں لے آئے ہیں اس لئے کہ تم بہرحال ہماری فیلڈ کے ہی آدمی ہو اور ہم نہیں چاہتے کہ تمہیں ایسے ہی ہلاک کر دیں"....... عمران نے کہا۔

"تو پھر کیسے ہلاک کرنا چاہتے ہو"....... کارٹر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"تمہیں کس نے کہا ہے کہ ہم تمہیں ہلاک کرنا چاہتے ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"تم نے ابھی خود ہی تو کہا ہے"...... کارٹر نے کہا۔

"سنو کارٹر۔ یہ تمہارا اڈا ہے۔ تمہارا پورا گروپ ہے اور تم نے سٹار ایجنسی کے بلیک سے ہماری موت کا بہت بھاری معاوضہ وصول کیا ہے اس لئے اب تم خود بتاؤ کہ ہمیں تمہارے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہئے حالانکہ ہمارا تم سے براہ راست کوئی جھگڑا نہیں ہے"...... عمران نے کہا۔

"تم مجھے چھوڑ دو۔ میرا وعدہ کہ میں یا میرا کوئی آدمی اب تمہارے راستے میں نہیں آئے گا"...... کارٹر نے کہا۔

"تم بلیک کو کیا کہو گے"...... عمران نے کہا۔

"میں اسے صرف یہی کہوں گا کہ تمہیں ٹریس کیا جا رہا ہے لیکن تم مل نہیں رہے"...... کارٹر نے کہا۔

"اوکے۔ میں تمہارے وعدے پر اعتبار کر رہا ہوں کارٹر۔ مجھے اپنے ساتھیوں کے سامنے شرمندہ نہ کرنا"...... عمران نے کہا۔

"بے فکر رہو۔ تمہیں معلوم ہے کہ میں جو کہتا ہوں لازماً اسے پورا کرتا ہوں اور تم جن حالات میں مجھ پر اعتبار کر رہے ہو اس کے لئے میں تمہارا ہمیشہ احسان مند رہوں گا"...... کارٹر نے کہا۔

"صدیقی۔ اسے آزاد کر دو"...... عمران نے کہا تو صدیقی اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا سوئچ بورڈ کے پاس گیا اور پھر اس نے سوئچ بورڈ پر بٹن آف کیا تو کھٹاک کھٹاک کی آوازوں کے ساتھ ہی راڈز غائب ہو گئے اور کارٹر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ عمران بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا۔

"اوکے کارٹر۔ اب تم اپنا اڈا سنبھالو۔ ہم جا رہے ہیں"۔ عمران نے کہا اور واپس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد عمران اپنے ساتھیوں سمیت ٹیکسی میں سوار واپس اپنی رہائش گاہ کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔

"عمران صاحب۔ آپ کی کارروائیاں ایسی ہوتی ہیں کہ ہم سوچ سوچ کر تھک جاتے ہیں لیکن ہمیں سمجھ نہیں آتیں"...... رہائش گاہ پر پہنچ کر صدیقی نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"زیادہ سوچنے سے واقعی ایسی تھکاوٹ ہوتی ہے کہ جیسے کسی نے مار مار کر ہڈیاں توڑ دی ہوں اس لئے تو فلاسفر بے چاروں کی حالت بے حد پتلی نظر آتی ہے"...... عمران نے کہا تو صدیقی کے ساتھ ساتھ باقی ساتھی بھی بے اختیار ہنس پڑے۔

"آپ نے پوچھا ہی نہیں کہ میں نے کیوں یہ بات کی ہے"۔ صدیقی نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے اس لئے پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں"۔ عمران نے کہا تو صدیقی اور سب ساتھی بے اختیار اچھل پڑے۔

"کیا معلوم ہے اور کیسے۔ ابھی تو میں نے کچھ بتایا ہی نہیں"۔ صدیقی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم یہی سوچ رہے ہو کہ اس قدر جان لیوا جدوجہد کے بعد میں نے اچانک کارٹر کو رہا کرنے کا فیصلہ کیوں کیا حالانکہ اسے اور اس کے ساتھیوں کو آسانی سے ہلاک کیا جا سکتا تھا"...... عمران نے کہا

تو صدیقی کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

"ہاں۔ واقعی میں وہاں سے آتے ہوئے سارے راستے یہی سوچتا رہا"...... صدیقی نے کہا۔

"سنو۔ ہمارا کارٹر اور اس کے گروپ سے کوئی جھگڑا نہیں ہے۔ کارٹر اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر کے ہمیں کیا ملتا جبکہ اب کارٹر کو جس حالت میں چھوڑا گیا ہے اور جس انداز میں اس پر اعتبار کیا گیا ہے اب کارٹر اور اس کا گروپ آئندہ ہمارے کام آتا رہے گا۔ تم لوگ اکثر مجھ سے پوچھتے رہتے ہو کہ ہر جگہ میرے دوست اور بے لوث دوست کیسے مل جاتے ہیں تو اس کی وجہ یہی ہوتی ہے اور اب دیکھنا کہ آئندہ کارٹر میرا بہترین دوست ثابت ہو گا"...... عمران نے کہا تو صدیقی نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"لیکن عمران صاحب۔ اگر اس نے وعدہ خلافی کی تو پھر"۔ خاور نے کہا۔

"انسان کا لہجہ بتا دیتا ہے کہ اس کے ذہن میں کیا ہے۔ ویسے بھی اگر وہ بدعہدی کرے گا تو پھر خود ہی اس کا خمیازہ بھی بھگتے گا"۔ عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"عمران صاحب۔ اب مشن کا کیا ہو گا"...... اس بار چوہان نے کہا۔

"ہم رات کو اس پلائی وڈ فیکٹری پر ریڈ کریں گے اور مشن مکمل ہو جائے گا"...... عمران نے کہا۔

"لیکن عمران صاحب۔ اس ڈاکٹر رچرڈ اور جارج کی ہلاکت کی خبر تو ڈاکٹر ہومز تک پہنچ گئی ہو گی۔ وہ لوگ کیا اب ہوشیار نہیں ہوں گے کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ جارج کو لیبارٹری کے بارے میں علم ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"تم نے پہلے بھی یہ بات کی تھی اور میں نے تمہیں بتایا تھا کہ اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ وہ راتوں رات لیبارٹری کو اٹھا کر کسی دوسری جگہ شفٹ نہیں کر سکتے بلکہ زیادہ ہوشیار رہنے سے غلطیاں بھی زیادہ کریں گے اور دوسری بات یہ بھی بتا دوں کہ اس پلائی وڈ فیکٹری میں لازماً دن کے وقت زیادہ لوگ کام کرتے ہوں گے اس لئے اگر دن کے وقت ہم وہاں ریڈ کرتے تو قتل عام کرنا پڑتا۔ رات کو صرف چوکیدار ہوں گے اس لئے ان سے آسانی سے نمٹا جا سکتا ہے"...... عمران نے کہا تو اس بار سب نے اس طرح سر ہلا دیئے جیسے وہ سب عمران سے پوری طرح متفق ہو گئے ہوں۔

ڈاکٹر ہومز اپنے آفس میں موجود تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ ڈاکٹر ہومز جو ایک فائل پڑھنے میں مصروف تھا، نے چونک کر سر اٹھایا اور پھر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ ڈاکٹر ہومز بول رہا ہوں"...... ڈاکٹر ہومز نے کہا۔

"میں جارج کا اسسٹنٹ ریمزے بول رہا ہوں جناب"۔ دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ کیا ہوا۔ جارج کہاں ہے۔ تم نے کیوں کال کی ہے"...... ڈاکٹر ہومز نے چونک کر کہا۔

"جارج کو ہلاک کر دیا گیا ہے جناب"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ڈاکٹر ہومز بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ جارج کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ کیوں۔ کس نے کیا ہے ایسا"...... ڈاکٹر ہومز نے انتہائی حیرت بھرے لہجے

میں کہا۔

"ڈاکٹر رچرڈ کا فون آیا کہ چار آدمیوں کو لیبارٹری پہنچانا ہے اس لئے جارج ان کی کوٹھی میں آجائے۔ جارج بھی اکٹھے چار آدمیوں کا سن کر بے حد حیران ہوا تھا لیکن چونکہ کال ڈاکٹر رچرڈ کی تھی اس لئے جارج چلا گیا۔ پھر جب کافی دیر تک جارج کی سپیشل کال نہ آئی کیونکہ یہ طے شدہ بات تھی کہ جب لیبارٹری لے جانے کے لئے روانہ ہونا ہوتا تھا تو جارج مجھے سپیشل کال کر کے کہہ دیتا تھا کہ میں مینجر ہنری کو اس کے پہنچنے کی اطلاع دے دوں لیکن جارج نے کوئی کال نہ کی تھی اور میں انتظار کرتا رہا۔ پھر میں نے ڈاکٹر رچرڈ کو کال کیا لیکن وہاں سے کال اٹنڈ ہی نہ کی گئی تو میں خود کوٹھی میں گیا تو وہاں ڈاکٹر رچرڈ اور جارج اور ڈاکٹر رچرڈ کے ملازموں کی لاشیں پڑی ہوئی نظر آئیں۔ انہیں گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا تھا اس لئے میں آپ کو کال کر رہا ہوں"...... ریمزے نے تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ ویری بیڈ۔ یہ یقیناً وہی پاکیشیائی ایجنٹ ہوں گے لیکن وہ کیسے ڈاکٹر رچرڈ تک پہنچ گئے۔ ویری بیڈ۔ بہرحال ٹھیک ہے۔ میں انتظامات کرتا ہوں"...... ڈاکٹر ہومز نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر اس نے کریڈل دبایا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ ڈاکٹر انتھونی بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر ہومز بول رہا ہوں"...... ڈاکٹر ہومز نے کہا۔

"یس ڈاکٹر۔ حکم"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"جارج وے فوری طور پر بند کر دو اور اب سٹانزا وے اوپن کر دو"...... ڈاکٹر ہومز نے کہا۔

"کیوں۔ کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے"...... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا تو ڈاکٹر ہومز نے ریمزے کی اطلاع کے بارے میں بتا دیا۔

"اوہ۔ ویری بیڈ۔ لیکن ڈاکٹر ہومز۔ کیا یہاں ان لوگوں کو روکنے والا کوئی نہیں ہے"...... ڈاکٹر انتھونی نے کہا۔

"سٹار ایجنسی کام کر رہی ہے لیکن میرا خیال ہے کہ یہ لوگ ان پاکیشیائی ایجنٹوں کے خلاف کامیاب نہیں ہو سکیں گے۔ وہ مسلسل آگے بڑھ رہے ہیں۔ بہرحال میں بات کرتا ہوں۔ تم کارروائی کر لو تاکہ جارج سے معلومات حاصل کر کے وہ لوگ یہاں آئیں تو آگے نہ بڑھ سکیں"...... ڈاکٹر ہومز نے کہا۔

"یس ڈاکٹر"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ڈاکٹر ہومز نے ایک بار پھر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"سٹانزا بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر ہومز بول رہا ہوں"...... ڈاکٹر ہومز نے کہا۔

"اوہ آپ۔ یس سر۔ حکم سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"پاکیشیائی ایجنٹ لیبارٹری کے خلاف کام کر رہے ہیں اور انہوں نے جارج کو ہلاک کر دیا ہے اس لئے میں نے جارج وے آف کرا دیا ہے اور تمہارا وے اوپن کرا دیا ہے اس لئے اب تمہارا سیٹ اپ کام کرے گا۔ سمجھ گئے ہو"...... ڈاکٹر ہومز نے کہا۔

"ٹھیک ہے سر۔ میں سمجھ گیا۔ آپ بے فکر رہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ڈاکٹر ہومز نے ایک بار پھر کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر اس نے تیسری بار نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ بلیک بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر ہومز بول رہا ہوں"...... ڈاکٹر ہومز نے کہا۔

"اوہ آپ۔ خیریت۔ آپ نے مجھے براہ راست کال کیا ہے"۔ دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"پاکیشیائی ایجنٹ میری لیبارٹری تک پہنچ گئے ہیں اور آپ نجانے کیا کر رہے ہیں"...... ڈاکٹر ہومز نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

"کیا۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ پاکیشیائی ایجنٹ آپ کی لیبارٹری تک پہنچ گئے ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ جب کسی کو آپ کی لیبارٹری کے بارے میں علم ہی نہیں تو وہ کیسے پہنچ سکتے ہیں"۔ بلیک نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے لیبارٹری میں داخلے کا ایک خصوصی سیٹ اپ قائم کیا

ہوا تھا۔ اس سیٹ اپ کا انچارج جارج نامی ایک آدمی تھا جو شہر میں رہتا تھا۔ انہوں نے جارج پر تشدد کر کے اس سے اس سیٹ اپ کے متعلق معلوم کر لیا اور پھر اسے ہلاک کر دیا"...... ڈاکٹر ہومز نے کہا۔

" اوہ ۔ پھر کیا ہوا ۔ کیا وہ لیبارٹری میں داخل ہو گئے ہیں" ۔ بلیک نے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا۔

" مجھے اطلاع مل گئی اور میں نے وہ سیٹ اپ تبدیل کر دیا لیکن اصل بات یہ ہے کہ آپ آخر کیا کر رہے ہیں۔ کیوں ان ایجنٹوں کا خاتمہ نہیں کیا جا رہا"...... ڈاکٹر ہومز نے کہا۔

" انہیں ٹریس کیا جا رہا ہے ۔ جیسے ہی وہ ٹریس ہوئے ان کا خاتمہ ہو جائے گا لیکن اصل بات یہ ہے ڈاکٹر ہومز کہ یہ سب کچھ آپ کی وجہ سے ہو رہا ہے"...... بلیک نے کہا تو ڈاکٹر ہومز بے اختیار اچھل پڑا۔

" کیا ۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ میری وجہ سے ۔ کیا مطلب " ۔ ڈاکٹر ہومز نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ڈاکٹر ہومز۔ کسی کو بھی نہیں معلوم کہ آپ کی لیبارٹری کہاں ہے اور اس کے لئے آپ نے کیا سیٹ اپ کر رکھے ہیں اس لئے ہمیں شہر میں ان ایجنٹوں کو ٹریس کرنا پڑ رہا ہے اور آپ جانتے ہیں کہ شہر انسانوں کا جنگل ہے ۔ اس میں چند افراد کو ٹریس کرنا جبکہ وہ میک اپ کے ماہر ہیں کس قدر مشکل ہے جبکہ وہ ایجنٹ آزادی سے کام کر

رہے ہیں اور وہ آپ کے سیٹ اپ تک بھی آسانی سے پہنچ گئے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ آپ کا یہ سیٹ اپ اس قدر پرفیکٹ نہیں ہے کہ اسے بریک نہ کیا جا سکے "...... بلیک نے کہا۔

" اسی لئے تو اسے اس قدر خفیہ رکھا گیا ہے مسٹر بلیک کہ کوئی اس تک پہنچ ہی نہ سکے ۔ جہاں تک سیٹ اپ کا تعلق ہے تو آپ بے فکر رہیں ۔ اس کے کئی سیٹ اپ ہیں اس لئے آپ لیبارٹری کی فکر چھوڑیں اور ان ایجنٹوں کے خلاف کام کریں"...... ڈاکٹر ہومز نے غصیلے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

" نانسنس ۔ کام خود نہیں کرتے اور الزام دوسروں کو دیتے ہیں"...... ڈاکٹر ہومز نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور دوبارہ سامنے رکھی ہوئی فائل کی طرف متوجہ ہو گیا۔ چونکہ جارج والا سیٹ اپ اب کلوز کر دیا گیا تھا اس لئے وہ پوری طرح مطمئن تھا کہ دشمن ایجنٹ کسی صورت لیبارٹری میں داخل نہ ہو سکیں گے لیکن پھر اچانک اسے ایک خیال آیا تو اس نے ہاتھ بڑھا کر ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" یس ۔ چیف سیکرٹری آفس "...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

" ڈاکٹر ہومز بول رہا ہوں ۔ چیف سیکرٹری صاحب سے بات کرائیں "...... ڈاکٹر ہومز نے کہا۔

"ہولڈ کریں"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یس ۔چیف سیکرٹری بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد چیف سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر ہومز بول رہا ہوں سر"...... ڈاکٹر ہومز نے کہا۔

"اوہ آپ ۔فرمائیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"سر۔ کیا فان لینڈ میں صرف سرکاری ایجنسی سٹار ہی ہے"۔ڈاکٹر ہومز نے کہا۔

"کئی اور ایجنسیاں بھی ہیں ۔ کیوں"...... چیف سیکرٹری نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو ڈاکٹر ہومز نے تفصیل سے ساری بات بتا دی۔

"اوہ ۔ ویری بیڈ ۔ تو وہ آپ کے سیٹ اپ تک پہنچ گئے ہیں۔ حیرت ہے جبکہ مجھے بھی معلوم نہیں ہے کہ آپ کا سیٹ اپ کیا ہے"......چیف سیکرٹری نے کہا۔

"چیف صاحب ۔اس سے سٹار ایجنسی کی نااہلی ثابت ہوتی ہے ۔ آپ برائے مہربانی ان ایجنٹوں کے خاتمہ کے لئے کسی اور ایجنسی کو ٹاسک دیں۔ کسی ایسی ایجنسی کو جو واقعی ان کے مقابل کام کر سکے"...... ڈاکٹر ہومز نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔ میں آپ کی پریشانی سمجھ گیا ہوں ۔ اب سپیشل ایجنسی کو سامنے لانا ہو گا ۔ لیکن ڈاکٹر ہومز۔ آپ کو بھی ایک کام کرنا پڑے گا"......چیف سیکرٹری نے کہا۔

"وہ کیا"...... ڈاکٹر ہومز نے چونک کر کہا۔

"سپیشل ایجنسی کا چیف کرنل کارسن ہے ۔اسے آپ کو اپنی لیبارٹری کے بارے میں بتانا پڑے گا تاکہ وہ آپ کی لیبارٹری کے گرد پکٹنگ کر لے کیونکہ یہ ایجنٹ اگر سٹار ایجنسی سے ہلاک نہیں ہوئے تو لامحالہ یہ لیبارٹری پہنچیں گے اور وہاں کرنل کارسن آسانی سے ان کا شکار کر لے گا"......چیف سیکرٹری نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔آپ کرنل کارسن کو میرا فون نمبر دے دیں۔ میں ان سے تفصیل سے خود ہی بات کر لوں گا"...... ڈاکٹر ہومز نے کہا۔

"اوکے"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ڈاکٹر ہومز نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے کیونکہ آج تک اس نے انتہائی رازداری سے لیبارٹری کا سیٹ اپ خفیہ رکھا ہوا تھا اور آج تک سوائے صدر مملکت کے اور کسی کو بھی اس سیٹ اپ کا علم نہیں تھا اس لئے اس کی لیبارٹری کے خلاف آج تک کوئی ایسی حرکت نہ ہوئی تھی جس سے اسے پریشانی ہوتی اور وہ انتہائی اطمینان سے ساتھی سائنس دانوں کے ساتھ سولر انرجی پر کام کرتا رہا تھا۔ اسے یقین تھا کہ سولر انرجی کی چپ اگر ایجاد ہو گئی تو پوری دنیا میں نہ صرف اس کا نام روشن ہو جائے گا بلکہ آئندہ تاریخ میں اس کا نام ہمیشہ زندہ رہے گا۔یہی وجہ تھی کہ جب ڈاکٹر فیاض احمد نے اسے فون پر بتایا تھا کہ انہوں نے چپ کا فارمولا ایجاد کر لیا

ہے اور اس کا لیبارٹری میں تجربہ بھی کر لیا ہے لیکن وہ چونکہ اپنی ذاتی لیبارٹری میں وسیع پیمانے پر اس کا تجربہ نہیں کر سکتے اس لئے وہ ان کی لیبارٹری میں تجربہ کرنا چاہتے ہیں تو ڈاکٹر ہومز کا ذہن بھک سے اڑ گیا تھا کیونکہ باوجود سالہاسال سے مسلسل کوششوں اور تحقیقات کے وہ ابھی تک اس فارمولے تک نہ پہنچ سکے تھے جبکہ ڈاکٹر فیاض احمد نے نہ صرف اسے ایجاد کر لیا تھا بلکہ اس کا چھوٹے پیمانے پر کامیاب تجربہ بھی کر لیا تھا۔چنانچہ اس نے فوراً ہی ڈاکٹر فیاض احمد کو فارمولے سمیت اپنی لیبارٹری میں آنے کی دعوت دے دی لیکن ڈاکٹر فیاض احمد کی حب الوطنی کی رگ پھڑک اٹھی تھی یا انہیں کوئی خدشہ تھا کہ اس سے اس کا فارمولا چھین نہ لیا جائے اس لئے انہوں نے فوری طور پر یہاں آنے سے نہ صرف انکار کر دیا تھا بلکہ ڈاکٹر ہومز کو بتایا کہ وہ پہلے اس فارمولے کو پاکیشیائی حکومت کے سامنے پیش کریں گے اور پھر اسے باقاعدہ اپنے نام رجسٹرڈ کروانے کے بعد وہ ان کی لیبارٹری میں آئیں گے تو ڈاکٹر ہومز سمجھ گیا کہ اگر ایسا ہو گیا تو پاکیشیا اور ڈاکٹر فیاض احمد کا نام ان کی بجائے تاریخ میں زندہ جاوید ہو جائے گا اور اس چپ سے معاشی استحکام پاکیشیا حاصل کر لے گا فان لینڈ نہیں۔چنانچہ اس نے صدر مملکت اور چیف سیکرٹری سے اس سلسلے میں تفصیلی بات چیت کی اور انہیں ہر صورت میں فارمولا حاصل کرنے پر آمادہ کر لیا جس پر یہ مشن سٹار ایجنسی کو دے دیا گیا لیکن اسے خصوصی طور پر ہدایت دی گئی کہ

اس کا علم وہاں پاکیشیا میں کسی کو نہ ہو اور پھر سٹار ایجنسی نے وہ فارمولا حاصل کر کے چیف سیکرٹری تک پہنچا دیا اور چیف سیکرٹری نے یہ فارمولا صدر مملکت کو پہنچایا جہاں سے ڈاکٹر ہومز نے اسے حاصل کر لیا لیکن جب اسے چیک کیا گیا تو اس میں سے چند اہم صفحات غائب تھے۔چنانچہ دوبارہ ان صفحات کے حصول کا ٹاسک سٹار ایجنسی کو دیا گیا اور پھر یہ صفحات بھی ڈاکٹر ہومز تک پہنچ گئے لیکن جب اس فارمولے کا وسیع پیمانے پر تجربہ کیا گیا تو اس میں چند ایسی خامیاں سامنے آگئیں جو چھوٹے پیمانے پر تجربہ سے سامنے نہیں آسکتی تھیں۔البتہ ڈاکٹر ہومز اور اس کے ساتھی سائنس دانوں کو یہ بخوبی معلوم ہو گیا تھا کہ ان خامیوں پر بہرحال قابو پایا جا سکتا ہے لیکن اس کے لئے چند ماہ کی بھرپور ریسرچ کی ضرورت تھی۔ڈاکٹر ہومز مطمئن تھا کہ وہ چند ماہ کے اندر اس چپ کو اس قابل بنا لے گا کہ اسے رجسٹرڈ کرایا جا سکے اور پھر بعد میں اسے تجارتی پیمانے پر تیار کرا کر پوری دنیا میں اس قدر بڑا انقلاب برپا کر دے جس کا شاید فوری طور پر تصور بھی نہ کیا جا سکتا تھا لیکن اب اس کے ذہن میں خدشات جاگ اٹھے تھے کیونکہ پاکیشیائی ایجنٹ اس کی خفیہ لیبارٹری تک بھی پہنچنے میں کامیاب ہو گئے تھے اور سٹار ایجنسی باوجود کوشش کے ان کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکی تھی۔اسے معلوم تھا کہ اگر فارمولا پاکیشیائی ایجنٹوں کے ہاتھ لگ گیا تو وہ اسے واپس لے جائیں گے۔گو اس نے اپنے طور پر اس فارمولے کی کئی کاپیاں تیار

کرالی تھیں اس لئے اگر اصل فارمولا واپس بھی چلا جاتا تب بھی وہ آسانی سے اس پر کام کر سکتے تھے لیکن اس کے باوجود وہ رجسٹر کرانے سے پہلے کسی کو بھی فارمولا واپس دینے کے لئے تیار نہ تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ شوگران میں بھی اس چپ پر بہت طویل عرصہ سے کام ہو رہا ہے۔ گو وہ لوگ بھی ابھی تک اس کی چپ تک نہیں پہنچ سکے تھے لیکن اگر یہ فارمولا ان تک پہنچ گیا تو ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے پہلے اسے تیار کر کے رجسٹرڈ کرالیں تو ڈاکٹر ہومز کی ساری کوششیں بے کار چلی جائیں گی اس لئے وہ چاہتا تھا کہ کسی صورت بھی پاکیشیائی ایجنٹ لیبارٹری تک نہ پہنچ سکیں۔ اس نے لیبارٹری کے دو علیحدہ علیحدہ سیٹ اپ بنائے ہوئے تھے۔ جارج کا سیٹ اپ کام کر رہا تھا لیکن اب جبکہ جارج کی ہلاکت کی خبر اسے مل گئی تھی اس لئے اس نے فوری طور پر یہ سیٹ اپ کلوز کرا دیا تھا۔ اب پاکیشیائی ایجنٹ لاکھ سر ماریں وہ کسی صورت بھی لیبارٹری تک نہیں پہنچ سکتے تھے اس لئے وہ ویسے تو مطمئن تھا لیکن اس کے باوجود اس کی خواہش تھی کہ یہ پاکیشیائی ایجنٹ ختم کر دیئے جائیں تاکہ وہ اطمینان سے اپنا کام مکمل کر سکے۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے چیف سیکرٹری سے بات کی تھی اور چیف سیکرٹری نے سپیشل ایجنسی کے چیف کرنل کارسن کو لیبارٹری کے بارے میں بتانے کا کہا تھا تاکہ سپیشل ایجنسی وہاں پکٹنگ کر سکے اور یہ آئیڈیا ڈاکٹر ہومز کو بھی پسند آیا تھا کیونکہ پاکیشیائی ایجنٹ بہرحال جارج کے بتائے ہوئے راستے

کے ذریعے لیبارٹری میں داخل ہونے کی کوشش کریں گے اور کرنل کارسن انتہائی آسانی سے وہاں انہیں ختم کر سکتا تھا جبکہ سٹاف والا راستہ کھلا تو رہے گا لیکن یہ راستہ وہ کرنل کارسن کو نہ بتانا چاہتا تھا۔ یہ باتیں سوچتے سوچتے اچانک وہ چونک پڑا۔ اس نے کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی دیکھی اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ سپیشل ایجنسی ہیڈ کوارٹر"....... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد سخت اور سرد تھا۔

"میں ڈاکٹر ہومز بول رہا ہوں۔ چیف سیکرٹری صاحب نے کرنل کارسن سے بات کی ہو گی۔ میری بات کرنل کارسن سے کراؤ"....... ڈاکٹر ہومز نے کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ کریں"....... دوسری طرف سے اس بار مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ہیلو۔ ڈاکٹر ہومز۔ میں کرنل کارسن بول رہا ہوں۔ مجھے چیف سیکرٹری صاحب نے پوری تفصیل بتا دی ہے اور میں نے سٹار ایجنسی کے چیف بلیک سے بھی تفصیلات معلوم کر لی ہیں۔ آپ مجھے اپنی لیبارٹری کے بارے میں تفصیل سے بتا دیں تاکہ میں وہاں پکٹنگ کرا دوں اور اس بات کو یقینی سمجھیں کہ یہ پاکیشیائی ایجنٹ اگر وہاں پہنچے تو پھر لازماً ہلاک کر دیئے جائیں گے"....... کرنل کارسن کی بھاری آواز سنائی دی۔

" میں لیبارٹری کا وہ راستہ آپ کو بتا رہا ہوں جو ان پاکیشیائی ایجنٹوں کے علم میں آ چکا ہے جبکہ میں نے یہ راستہ کلوز کر دیا ہے اس لئے اب اس راستے سے وہ نہ لیبارٹری میں داخل ہو سکتے ہیں اور نہ ہی لیبارٹری کے بارے میں انہیں کچھ معلوم ہو سکتا ہے لیکن بہرحال وہ پہنچیں گے وہیں اس لئے آپ وہاں پکٹنگ کرا لیں اور ان کا لازماً خاتمہ کر دیں تاکہ ہم سائنس دان اطمینان سے اپنے ملک اور وطن کی سربلندی اور معاشی استحکام کے لئے کام کر سکیں "...... ڈاکٹر ہومز نے جواب میں پوری تقریر کر ڈالی۔

" آپ بے فکر رہیں جناب ۔ لیکن کیا دوسرا راستہ بھی ہے "۔ کرنل کارسن نے کہا۔

" ہاں ۔ لیکن آئی ایم سوری ۔ اس کے بارے میں صرف میں اور صدر مملکت ہی جانتے ہیں اور صدر مملکت کی خصوصی ہدایت ہے کہ اس بارے میں کسی کو نہ بتایا جائے حتیٰ کہ چیف سیکرٹری صاحب کو بھی نہیں بتایا جا سکتا۔ لیکن آپ بے فکر رہیں اس راستے کے بارے میں انہیں کسی صورت معلوم نہیں ہو سکتا"...... ڈاکٹر ہومز نے صاف بات کرتے ہوئے کہا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ کرنل کارسن نے لازماً ضد کرنی ہے کہ اسے سٹانزا والا سیٹ اپ بھی بتایا جائے۔

" ٹھیک ہے جناب ۔ جیسے آپ مناسب سمجھیں "...... دوسری طرف سے کرنل کارسن نے کہا تو ڈاکٹر ہومز نے اسے چارج وے

سیٹ اپ کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

" اوکے ۔ ٹھیک ہے ۔ اب آپ بے فکر ہو کر کام کریں۔ ہم انہیں سنبھال لیں گے "...... کرنل کارسن نے کہا۔

" لیکن ایک بات سن لیں کہ آپ نے فون کر کے مجھے ڈسٹرب نہیں کرنا"...... ڈاکٹر ہومز نے کہا۔

" آپ بے فکر رہیں جناب ۔ ہم ان ایجنٹوں کی ہلاکت کی اطلاع بھی چیف سیکرٹری صاحب کو ہی دیں گے "...... کرنل کارسن نے کہا۔

" اوکے ۔ اب میں مطمئن ہوں"...... ڈاکٹر ہومز نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

رات گہری ہوتی جا رہی تھی اور عمران اپنے ساتھیوں سمیت اس پلائی وڈ فیکٹری پر ریڈ کرنے کے لئے پوری طرح تیار تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"یس ۔ مائیکل بول رہا ہوں"...... عمران نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

"کارٹر بول رہا ہوں عمران صاحب۔ آپ بے فکر ہو کر اور کھل کر بات کریں۔ یہ فون محفوظ ہے"...... دوسری طرف سے کارٹر کی آواز سنائی دی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

"یس ۔ کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے جو تم نے اس وقت فون کیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں ۔ میں نے تمہیں اس لئے فون کیا ہے کہ تم نے جس طرح

مجھ پر اعتماد کر کے مجھے رہا کیا ہے میں تمہارا احسان اتارنا چاہتا ہوں۔ تم نے لیبارٹری کے جس راستے کو ٹریس کیا ہے وہاں سپیشل ایجنسی پکٹنگ کر چکی ہے۔ اس کا انچارج کرنل کارسن ہے اور وہ بے حد تیز آدمی ہے۔ تم جیسے ہی وہاں پہنچو گے وہ تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کے خاتمہ کے لئے حرکت میں آ جائے گا"...... کارٹر نے کہا۔

"کیسے معلوم ہوا۔ تفصیل بتاؤ"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا کیونکہ کارٹر کی یہ اطلاع اگر درست تھی تو یہ واقعی انتہائی اہم اطلاع تھی۔ عمران اور اس کے ساتھی پکے ہوئے پھلوں کی طرح ان کی جھولی میں جا گرتے۔

"ڈاکٹر ہومز کو اطلاع مل گئی تھی کہ تم نے اس کے خاص آدمی جارج سے راستے کے بارے میں معلومات حاصل کر لی ہیں اس لئے اس نے وہ راستہ کلوز کر دیا ہے اور کوئی دوسرا سیٹ اپ اوپن کر لیا ہے تاکہ تم لیبارٹری تک پہنچ ہی نہ سکو۔ اس کے ساتھ ساتھ اس نے چیف سیکرٹری سے بات کی کہ سٹار ایجنسی تمہارے خلاف کامیاب نہیں رہی اس لئے کسی دوسری ایجنسی کو حرکت میں لایا جائے۔ چیف سیکرٹری نے اس کے لئے سپیشل ایجنسی کو ٹاسک دے دیا اور ڈاکٹر ہومز کو تیار کر لیا کہ وہ کرنل کارسن کو اس جارج والے راستے کے بارے میں بتا دے تاکہ سپیشل ایجنسی وہاں پکٹنگ کر لے۔ کرنل کارسن نے چیف بلیک سے تفصیلات حاصل کر لیں

که تم نے اب تک کس طرح کام کیا ہے۔ اس کے بعد شاید اس کی بات چیت ڈاکٹر ہومز سے ہوئی۔ اس نے ایک بار پھر چیف بلیک سے بات کی کہ اب وہ پلائی وڈ فیکٹری کے قریب بھی اپنے آدمیوں کو نہ لے جائے کیونکہ وہاں وہ پاکیشیائی ایجنٹوں کا شکار کھیلنے پہنچ چکا ہے۔ مجھے بھی یہ اطلاع مل گئی چنانچہ میں نے تمہارا احسان اتارنے کے لئے کال کی ہے"...... دوسری طرف سے کارٹر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" بے حد شکریہ کارٹر۔ میں نے تم پر کوئی احسان نہیں کیا تھا چونکہ تم ایک اچھے ایجنٹ ہو اور بے بس ہو چکے تھے اس لئے میں نے تمہیں زندہ چھوڑ دیا۔ بہرحال تم نے یہ اطلاع دے کر واقعی مجھ پر احسان کیا ہے میں اس کے لئے تمہارا مشکور ہوں"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر بے شمار شکنیں ابھر آئی تھیں۔

" یہ تو بہت برا ہوا عمران صاحب۔ اب تک کی تمام جدوجہد ہی بے کار چلی گئی"...... نعمانی نے کہا۔

" اب ہمیں بہرحال اس کرنل کارسن کو تو ٹریس کرنا ہی ہو گا ورنہ وہ ہمارے لئے خطرناک بھی ثابت ہو سکتا ہے اور اس کرنل کا علم بھی کارٹر کو ہے اور کارٹر کی گفتگو سے میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اس نے اپنے طور پر اطلاع دے کر آپ کا احسان اتار دیا ہے اس لئے اب وہ ہمارے خلاف بھی کام کر سکتا ہے یا اس کوٹھی کے بارے

میں کرنل کارسن کو اطلاع بھی دے سکتا ہے"...... صدیقی نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ اٹھو چلو"...... عمران نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

چونکہ مشن کے لئے انہوں نے نئے میک اپ کر لئے تھے اور لباس بھی تبدیل کر لئے تھے اس لئے انہیں معلوم تھا کہ اس نئے میک اپ اور نئے لباسوں میں کارٹر اور اس کے آدمی انہیں پہچان نہ سکیں گے البتہ کاریں ان کے پاس وہی تھیں اور فوری طور پر وہ کاریں کہیں سے حاصل نہ کر سکتے تھے اس لئے وہ سب ان دونوں کاروں میں سوار ہو کر کوٹھی سے نکلے اور تیزی سے آگے بڑھتے چلے گئے۔ پہلی کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر عمران خود تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر صدیقی اور عقبی سیٹ پر چوہان موجود تھا۔ دوسری کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر خاور اور اس کے ساتھ سائیڈ سیٹ پر نعمانی موجود تھا۔

" کیا اب آپ پلائی وڈ فیکٹری کی طرف جا رہے ہیں"...... صدیقی نے پوچھا۔

" نہیں۔ وہاں تو پکٹنگ ہو چکی ہے اور پکٹنگ بھی سپیشل ایجنسی نے کی ہے اور یقیناً کرنل کارسن کو اور کچھ نہیں تو ہماری تعداد کے بارے میں علم ہو گا اور اب وہاں جانے کا ویسے بھی کوئی فائدہ نہیں ہے کیونکہ جارج والا راستہ کلوز ہو چکا ہے"...... عمران نے کہا۔

" تو پھر اب ہم کہاں جا رہے ہیں"...... صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" لیبارٹری بہرحال اس پلائی وڈ فیکٹری کے قریب ہی موجود ہے

اور میں نے جارج سے جو تفصیلات معلوم کی تھیں اس کے مطابق فیکٹری کے مینجر کے آفس سے سرنگ نما راستہ لیبارٹری کو جاتا ہے اور اس نے بتایا تھا کہ وہ لیبارٹری زیادہ بڑی بھی نہیں ہے صرف دس ہزار گز پر پھیلی ہوئی ہے اور سولر انرجی پر کام کرنے کے لئے لامحالہ اس لیبارٹری میں سورج کی روشنی حاصل کرنے کے انتظامات کئے گئے ہوں گے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا وہاں چھت پر سوراخ کئے گئے ہوں گے تاکہ سورج کی روشنی اندر آسکے"...... صدیقی نے کہا۔

"نہیں۔ سولر انرجی کے لئے ایک مخصوص انٹینا استعمال کیا جاتا ہے جو چوڑی اور چمکدار تھالیوں کے انداز میں بنا ہوتا ہے ایسا انٹینا ہم نے تلاش کرنا ہے اس انٹینا کی تلاش کے بعد ہی ہمیں معلوم ہو سکے گا کہ لیبارٹری کہاں ہے اور پھر آگے کی سوچیں گے"...... عمران نے کہا۔

"لیکن اس کے لئے آپ نے کیا پلان بنایا ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"ہم اس پلائی وڈ فیکٹری کے قریب نہیں جائیں گے بلکہ ہم دور سے کسی اور عمارت پر چڑھ کر اس انٹینا کو چیک کریں گے۔ ہمارے پاس نائٹ ٹیلی سکوپ موجود ہیں"...... عمران نے کہا تو صدیقی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تقریباً ایک گھنٹے کی مسلسل ڈرائیونگ کے بعد وہ اس علاقے میں پہنچ گئے جہاں وہ پلائی وڈ فیکٹری

موجود تھی لیکن عمران نے اس سڑک پر جہاں پلائی وڈ فیکٹری کا بورڈ موجود تھا، مڑنے کی بجائے کار آگے بڑھا لے گیا۔یہاں واقعی فیکٹریاں خاصی تعداد میں موجود تھیں۔شاید یہ سپیشل انڈسٹریل ایریا بنایا گیا تھا کیونکہ یہاں عمارتوں کی حالت بتا رہی تھی کہ یہ نو تعمیر شدہ ہیں۔کافی آگے جانے کے بعد عمران نے ایک سائیڈ روڈ پر کار موڑی اور تھوڑا سا آگے جانے کے بعد اس نے کار درختوں کے ایک جھنڈ میں لے جا کر کھڑی کر دی۔اس کے پیچھے دوسری کار بھی آکر رک گئی۔

"صدیقی تم نائٹ ٹیلی سکوپ لے لو اور یہاں سب سے اونچے درخت پر چڑھ جاؤ۔ مجھے یقین ہے کہ تم انٹینا کو چیک کر لو گے"...... عمران نے کہا تو صدیقی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"کیسا انٹینا عمران صاحب"...... خاور نے چونک کر پوچھا تو عمران نے جو بات صدیقی کو بتائی تھی وہ خاور اور نعمانی کو بھی بتا دی کیونکہ یہ دونوں اس وقت دوسری کار میں تھے اس لئے وہ عمران اور صدیقی کے درمیان ہونے والی گفتگو نہ سن سکے تھے۔ صدیقی اس دوران کار میں موجود ایک بڑے بیگ میں سے نائٹ ٹیلی سکوپ نکال کر اور اسے گلے میں لٹکا کر ایک اونچے درخت پر چڑھ کر ان کی نظروں سے غائب ہو گیا تھا۔ پھر اس کی واپسی کافی دیر بعد ہوئی۔

"کیا ہوا"...... عمران نے پوچھا۔

"عمران صاحب۔ انٹینا تو چیک کر لیا گیا ہے اور انٹینا ایک نہیں

چار ہیں اور میرا خیال ہے کہ یہ پلائی وڈ فیکٹری سے کافی فاصلے پر ایک اور عمارت پر موجود ہیں"...... صدیقی نے کہا۔

"تم نے کیسے اندازہ لگایا۔ تم نے تو ابھی تک پلائی وڈ فیکٹری کی لوکیشن دیکھی نہیں ہے"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب۔ پلائی وڈ فیکٹری کے عین اوپر ایک نیون سائن موجود ہے جس میں چاروں طرف لائٹس لگی ہوئی ہیں اور کراس پلائی وڈ فیکٹری کے الفاظ اس پر موجود ہیں جو دور سے پڑھے جا سکتے ہیں"...... صدیقی نے کہا۔

"گڈ شو۔ تو تم نے اس عمارت کو بغور چیک کر لیا ہے کیونکہ اب ہمیں وہاں جانا ہوگا"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ میرا خیال ہے کہ جس سائیڈ روڈ کے کنارے پر پلائی وڈ فیکٹری کا بورڈ موجود تھا اس سے دوسری سائیڈ روڈ پر یہ عمارت موجود ہے اور میرا خیال ہے کہ وہاں کئی بورڈ لگے ہوئے ہیں"۔ صدیقی نے کہا۔

"اوکے ۔ آؤ"...... عمران نے کہا اور دوبارہ کاروں میں سوار ہو گئے ۔ تھوڑی دیر بعد دونوں کاریں اس سائیڈ روڈ کے کنارے پر پہنچ گئیں۔ صدیقی کے کہنے پر عمران نے کار موڑی اور پھر وہ آگے بڑھتے چلے گئے ۔ ایک طرف درختوں کا ایک جھنڈ بھی انہیں نظر آ گیا تھا۔ عمران کار اس جھنڈ میں لے گیا اس کے پیچھے دوسری کار بھی آ گئی۔

"اب دوبارہ درخت پر چڑھ کر چیک کرو کہ ہم درست سائیڈ پر آئے ہیں یا نہیں"...... عمران نے صدیقی سے کہا تو صدیقی سر ہلاتا ہوا کار سے نیچے اترا۔ نائٹ ٹیلی سکوپ ابھی تک اس کے گلے میں موجود تھی۔ عمران سمیت تمام ساتھی بھی کاروں سے نیچے اتر آئے جبکہ صدیقی ایک بار پھر ایک اونچے درخت کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ درخت پر چڑھ کر نظروں سے غائب ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ نیچے اترا تو عمران اور ساتھی اس کی طرف متوجہ ہو گئے ۔

"کیا رزلٹ رہا"...... عمران نے پوچھا۔

"ہم درست سڑک پر آئے ہیں عمران صاحب۔ اس عمارت جس پر اٹینے موجود ہیں کی ایک سائیڈ سڑک کی طرف ہے لیکن یہ سائیڈ مکمل طور پر بند ہے۔ ایک اونچی دیوار ہے اور بس۔ اگر آپ اٹینا کا اشارہ نہ دیتے تو اس عمارت پر کسی صورت بھی شک نہ پڑتا"۔ صدیقی نے کہا۔

"اس عمارت کی دوسری سائیڈوں پر کیا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"دونوں سائیڈوں پر فیکٹریاں ہیں۔ پہلے ایک ٹوائے فیکٹری ہے جبکہ بعد میں کوئی لیدر فیکٹری ہے"...... صدیقی نے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ دوسرا راستہ ان میں سے کسی فیکٹری کی طرف سے جاتا ہوگا جس طرح عقبی طرف موجود پلائی وڈ فیکٹری سے راستہ جاتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"دونوں فیکٹریاں بند ہیں۔ اندر صرف چیک لائٹس جل رہی ہیں۔ دونوں کو چیک کر لیتے ہیں"...... صدیقی نے کہا۔

"ہاں۔ پہلے ہمیں دونوں کے اندر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کرنا پڑے گی پھر اندر موجود افراد سے پوچھ گچھ ہو گی تب جا کر اس راستے کا علم ہو سکے گا۔ بہرحال بیگ سے بے ہوش کر دینے والی گیس گنیں نکالو اور چلو"...... عمران نے کہا تو ان کے ساتھی کاروں کی طرف مڑ گئے جبکہ عمران وہیں کھڑا ہوا تھا کہ اچانک اسے اپنے سر پر روشنی سی محسوس ہوئی اور اس کے ساتھ ہی ہلکا سا دھماکہ سنائی دیا۔ یوں محسوس ہوا تھا کہ جیسے کوئی چیز اوپر کسی درخت کے تنے سے ٹکرا کر نیچے گری ہو جس میں سے روشنی نکلی ہو۔ پھر اس سے پہلے کہ عمران کا ذہن اس بارے میں کوئی فیصلہ کرتا اسے یوں محسوس ہوا جیسے وہ ایک لمحے کے ہزارویں حصے میں کسی سیاہ رنگ کی دلدل میں دھنستا چلا گیا ہو۔ پھر جس طرح اس کے ذہن پر تاریکی کا احساس ابھرا تھا اسی طرح فوراً ہی روشنی نمودار ہوئی اور اس کے ساتھ ہی عمران نے آنکھیں کھول دیں اور وہ بے اختیار حیرت سے اچھل پڑا لیکن اچھلنے کا صرف اسے احساس ہو سکا تھا کیونکہ اس کا جسم حرکت ہی نہ کر پا رہا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے منہ سے بے اختیار ایک طویل سانس نکل گیا کیونکہ اس نے دیکھ لیا تھا کہ وہ اب درختوں کے اس جھنڈ کی بجائے کسی بڑے سے کمرے میں ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اور اس کے جسم کے گرد راڈز موجود تھے۔ اس کا پورا جسم بے

حس و حرکت تھا جبکہ صرف اس کا سر اور گردن ہی حرکت کر رہے تھے۔ اس نے گردن گھمائی تو اس کے ہونٹ بے اختیار بھنچ گئے کیونکہ اس کے تمام ساتھی بھی اس طرح کرسیوں پر راڈز میں جکڑے ہوئے موجود تھے اور ایک آدمی سب سے آخر میں موجود نعمانی کے بازو میں انجکشن لگا رہا تھا۔ اس کی پشت عمران کی طرف تھی چند لمحوں بعد وہ شخص واپس مڑا۔

"اوہ۔ تمہیں اتنی جلدی ہوش آ گیا"...... اس آدمی نے حیرت بھرے لہجے میں عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا ہم سپیشل ایجنسی کی قید میں ہیں"...... عمران نے کہا۔

"نہیں تم سٹار ایجنسی کی قید میں ہو"...... اس نوجوان نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔

"ایک منٹ مسٹر"...... عمران نے کہا۔

"اب کیا ہے"...... اس آدمی نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"سٹار ایجنسی کے کس ایجنٹ کی قید میں ہونے کا شرف ہمیں حاصل ہے"...... عمران نے کہا۔

"چیف کارٹر کے"...... اس آدمی نے کہا اور مڑ کر دروازہ کھول کر باہر چلا گیا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ اب وہ سمجھ گیا تھا کہ ان کے ساتھ کیا ہوا ہے۔ کارٹر کو چونکہ ان کی رہائش گاہ کا پہلے سے علم تھا اس لئے اس نے اپنے آدمی وہاں بھیج دیئے۔ پھر اس نے اسے فون کر کے اطلاع دی اور اپنا احسان اتار کر اس نے فوری

طور پر کوٹھی پر حملہ کرنے کی بجائے یقیناً ان کا تعاقب کرایا ہو گا کیونکہ عمران اور اس کے ساتھی کال سننے کے فوراً بعد ہی وہاں سے روانہ ہو گئے تھے اور اس نے کسی بھی جگہ سے وہاں درختوں کے جھنڈ میں کسی مخصوص گیس کا فائر کرا دیا جس سے وہ بے حس بھی ہو گئے اور ساتھ ہی بے ہوش بھی۔ پھر انہیں وہاں سے اٹھا کر یہاں لایا گیا اور کرسیوں میں جکڑ کر اب انہیں ہوش میں لانے کے انجکشن لگائے گئے تھے۔ شاید اس انجکشن سے پہلے انہیں کوئی ایسا انجکشن بھی لگایا گیا جس کی وجہ سے ان کے سر اور گردن حرکت کر رہے تھے۔ اسی لمحے ایک ایک کر کے اس کے سارے ساتھی بھی ہوش میں آ گئے اور عمران نے انہیں اس آدمی سے ملنے والی معلومات کے ساتھ اپنا تجزیہ بھی بتا دیا۔

" یہ آپ کی دوست بنانے کی سب سے خوبصورت مثال بن جائے گی"...... صدیقی نے کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ کوئی جواب دیتا اچانک دروازہ کھلا اور کارٹر مسکراتا ہوا اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے دو آدمی تھے لیکن وہ دونوں خالی ہاتھ تھے۔ کارٹر سامنے رکھی ہوئی ایک کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ دونوں آدمی اس کے عقب میں کھڑے ہو گئے۔

" میں نے تمہارا احسان اتار دیا تھا عمران اس لئے اب اس احسان کی بات نہ کرنا البتہ میں یہ کیسے برداشت کر سکتا تھا کہ تم فان لینڈ کے خلاف کام کرتے رہو اور میں خاموش بیٹھا رہوں۔ ویسے

تم میری کال ملنے کے فوراً بعد وہاں سے نکل گئے تھے اس لئے میرے آدمی تمہیں بے ہوش نہ کر سکے اور انہیں تمہارا تعاقب اور نگرانی کرنا پڑی۔ ان کا رابطہ مجھ سے تھا اس لئے میں انہیں ہدایات دیتا رہا۔ چونکہ تمہاری نگرانی تھری ایس سے کی جا رہی تھی اس لئے طویل فاصلے کی وجہ سے تم نگرانی چیک نہ کر سکے۔ پہلے میرا خیال تھا کہ تم میری کال کے باوجود اس پلائی ووڈ فیکٹری کی طرف جاؤ گے جہاں کرنل کارسن کے آدمی موجود تھے لیکن پھر مجھے اطلاع دی گئی کہ تم اس روڈ پر نہیں آئے اور آگے جا کر تم نے دونوں کاریں درختوں کے ایک جھنڈ میں روک دیں اور تمہارا آدمی درخت پر چڑھ کر نائٹ ٹیلی سکوپ سے چیکنگ کرتا رہا۔ اس کے بعد تم سب اس پلائی ووڈ فیکٹری کے بعد والی سڑک پر پہنچ گئے اور یہاں بھی تم نے یہی کارروائی کی جس پر میں سمجھ گیا کہ تم اس لیبارٹری کی لوکیشن چیک کر رہے ہو۔ تم جس قدر خطرناک آدمی ہو مجھے یقین تھا کہ تم کوئی نہ کوئی گڑبڑ کرو گے اس لئے میں نے حکم دے دیا کہ درختوں کے اس جھنڈ پر جس کے اندر تم سب موجود تھے کراس ریز کا فائر کر دیا جائے تاکہ تم بے ہوش ہو جاؤ اور بے حس و حرکت بھی۔ پھر ایسا ہوتے ہی میرے آدمی وہاں پہنچے اور تمہیں وہاں سے اٹھا کر یہاں میرے اس خصوصی اڈے پر لے آئے۔ چنانچہ میرے حکم پر تمہیں اینٹی کراس ریز کے انجکشن گردن میں لگائے گئے تاکہ تم بول بھی سکو اور گردن گھما کر ادھر ادھر دیکھ بھی سکو۔ اس کے بعد تمہیں ہوش میں لانے

کے لئے انجکشن لگائے گئے اور تم ہوش میں آ گئے "...... کارٹر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

" گڈ شو کارٹر۔ تم نے واقعی بہترین اور بے داغ کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے۔ اب مجھے یقین آ گیا ہے کہ تم پہلے کی طرح کام کر سکتے ہو "...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" شکریہ ۔ ویسے مجھے خوشی ہے کہ تم میری کال کی وجہ سے کرنل کارسن کے آدمیوں کے ہاتھ نہیں لگے ورنہ سٹار ایجنسی کی ہمیشہ کے لئے بے عزتی ہو جاتی اب جب میں تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو ہلاک کر کے چیف سیکرٹری تک تمہاری لاشیں پہنچاؤں گا تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ سٹار ایجنسی سپیشل ایجنسی سے کسی صورت بھی کم نہیں ہے جبکہ کرنل کارسن وہاں تمہارا انتظار ہی کرتا رہ جائے گا "...... کارٹر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" تم ہمیں وہاں ہلاک بھی کر سکتے تھے ۔ پھر تم نے اتنی تکلیف کیوں کی "...... عمران نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

" ہاں ۔ ایسا بھی ہو سکتا تھا لیکن میں چاہتا تھا کہ تم سے دو چار باتیں کرنے کے بعد تمہارا اور تمہارے ساتھیوں کا خاتمہ کیا جائے تاکہ تمہیں بتایا جا سکے کہ میں نے کوئی بدعہدی نہیں کی "...... کارٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" میرے ساتھی مجھ سے ناراض ہو رہے تھے کہ میں خوانخواہ دوسروں پر اعتماد کر لیتا ہوں۔ اب کم از کم انہیں یہ تو معلوم ہو گیا

کہ میرا اعتماد غلط نہیں تھا البتہ میری ایک درخواست ہے "۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" دیکھو عمران ۔ اپنی اور اپنے ساتھیوں کی زندگی بچانے کی درخواست نہ کرنا۔ اس کے علاوہ تم اور جو کچھ کہنا چاہتے ہو کہہ لو کیونکہ مجھے کوئی جلدی نہیں ہے۔ اس لئے کہ مجھے یقین ہے کہ اس حالت میں تم کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ تمہیں بہرحال ہلاک تو ہونا ہی ہے۔ پھر اس سے کیا فرق پڑتا ہے کہ تم ابھی ہلاک ہو جاؤ یا ایک گھنٹے بعد "...... کارٹر نے جواب دیا۔

" ہم مسلمان ہیں کارٹر۔ ہمیں پورا یقین ہے کہ موت زندگی کے فیصلے کسی انسان کے پاس نہیں ہوتے اللہ تعالیٰ کے پاس ہوتے ہیں اس لئے مجھے اس قسم کی تم سے درخواست کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اگر ہماری ہلاکت کا وقت آ گیا ہے تو تم چاہو بھی تو ہم نہیں بچ سکتے اور اگر نہیں آیا تو پھر تم چاہے لاکھ سر پٹک لو ہم ہلاک نہیں ہو سکتے "...... عمران نے کہا۔

" یہ تمہارا اپنا عقیدہ ہے اس لئے میں اس بارے میں کوئی ریمارکس نہیں دینا چاہتا البتہ تم کیا درخواست کر رہے تھے ۔ بولو "...... کارٹر نے کہا۔

" تم نے ابھی خود کہا ہے کہ اس سے تمہیں کوئی فرق نہیں پڑتا کہ ہم ابھی ہلاک ہوں یا ایک گھنٹے بعد۔ مجھے معلوم ہے کہ کراس ریز کا شکار کسی صورت بھی اس کے اینٹی انجکشن کے بغیر حرکت میں

نہیں آ سکتا اس لئے میری صرف ایک درخواست ہے کہ تم ہمیں مرنے سے پہلے پانی پلوا دو کیونکہ یہ بھی ہمارا عقیدہ ہے کہ مرنے سے پہلے اگر آدمی پانی پی لے تو اللہ تعالیٰ موت کی سختی کو نرمی میں تبدیل کر دیتا ہے۔ اسی لئے مسلمان جب کسی جانور کو ذبح کرتے ہیں تو پہلے اسے پانی پلاتے ہیں اور پھر اسے ذبح کرتے ہیں اس طرح جانور کو ذبح ہوتے ہوئے موت کی زیادہ تکلیف نہیں اٹھانی پڑتی اور دوسری درخواست یہ ہے کہ تم ہمیں آدھے گھنٹے کی مہلت دے دو تاکہ ہم اپنی خصوصی عبادت کر لیں"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ تمہاری دونوں درخواستیں مجھے منظور ہیں لیکن یہ میرے آدمی بہرحال یہاں رہیں گے"...... کارٹر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

" ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ بے شک تم خود بھی یہاں بیٹھے رہو"...... عمران نے جواب دیا۔

" نہیں۔ مجھے یہاں بیٹھنے کی ضرورت نہیں ہے"...... کارٹر نے کہا اور پھر وہ عقب میں موجود اپنے آدمیوں سے مخاطب ہو گیا۔

" الماری میں پانی کی بوتلیں موجود ہیں مارٹر۔ تم انہیں ایک ایک بوتل پلوا دو تاکہ اگر ان کا عقیدہ درست ہے تو واقعی انہیں موت کی سختی سے زیادہ واسطہ نہ پڑے۔ اس کے بعد تم نے یہیں رہنا ہے اور ہر لحاظ سے ہوشیار رہنا ہے کیونکہ یہ لوگ حد درجہ شاطر ہیں اس لئے ہو سکتا ہے کہ یہ کوئی چکر نہ چلا لیں۔ اس صورت میں

تمہیں آدھے گھنٹے سے پہلے ان کو ہلاک کرنے کی میری طرف سے اجازت ہو گی اور اگر ایسا نہ ہو تو پھر ٹھیک آدھے گھنٹے بعد ان پر فائر کھول دینا میں آفس میں موجود رہوں گا"...... کارٹر نے ان دونوں کو تفصیلی ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

" یس باس۔ آپ بے فکر رہیں"...... ان میں سے ایک نے جواب دیا۔

" ہمیشہ کے لئے الوداع عمران"...... کارٹر نے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا وہ کمرے سے باہر چلا گیا تو دونوں آدمی الماری کی طرف بڑھ گئے۔ الماری کے نچلے خانے میں پانی کی بوتلیں موجود تھیں۔ انہوں نے بوتلیں اٹھائیں اور انہیں لا کر ایک طرف رکھ دیا۔ پھر مارٹر نے ایک بوتل اٹھائی اور اس کا ڈھکن کھول کر بوتل عمران کے منہ سے لگا دی۔ عمران اس طرح غٹاغٹ پانی پیتا چلا گیا جیسے اسے واقعی انتہائی شدید پیاس لگی ہوئی ہو۔ مارٹر کے ساتھی نے عمران کے ساتھ بیٹھے چوہان کو پانی پلانا شروع کر دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد عمران سمیت اس کے سارے ساتھی ایک ایک بوتل پانی پی چکے تھے۔ خالی بوتلیں ایک طرف ڈال کر وہ دونوں دروازے کے قریب دیوار کے ساتھ پشت لگا کر کھڑے ہو گئے البتہ اب مارٹر نے جیب سے ایک مشین پسٹل نکال لیا تھا۔

" آنکھیں بند کر لو اور اس طرح تاثر دو کہ جیسے تم عبادت کر رہے ہو۔ اب پانی کی وجہ سے پندرہ منٹ بعد تمہارے جسم پوری

طرح حرکت میں آجائیں گے لیکن تم انہیں احساس نہ ہونے دینا۔ یہ کرسیاں سوئچ سسٹم کے تحت بنی ہوئی ہیں اس لئے جیسے ہی تمہارے پیروں میں حرکت آئے تم نے کوشش کرنی ہے کہ تمہارے پیر ان تاروں کو ٹریس کر لیں جو کرسیوں کے پایوں کے ساتھ منسلک ہوتے ہیں"...... عمران نے پاکیشیائی زبان میں اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"لیکن ہو سکتا ہے کہ ہمارے پیروں کی حرکت دیکھ کر یہ چونک جائیں"...... صدیقی نے کہا۔

"میں کوشش کروں گا کہ ان کی توجہ ہٹا سکوں"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ کارٹر نے حماقت کی تھی کہ اسے ریز کے بارے میں بتا دیا تھا اور اسے معلوم تھا کہ ان ریز کا توڑ سادہ پانی بھی ہے اس لئے اس نے یہ ساری کارروائی کی تھی۔ پھر واقعی عمران کو اپنے جسم میں پیدا ہونے والی حرکت کا احساس ہونا شروع ہو گیا۔ وہ اس وقت تک آنکھیں بند کئے بیٹھا رہا جب تک اس کے خیال کے مطابق اس کا جسم پوری طرح حرکت میں نہ آگیا۔ پھر اس نے آنکھیں کھول دیں۔ مارٹر اور اس کا ساتھی دروازے کے قریب دیوار سے پشت لگائے بڑی حیرت بھری نظروں سے انہیں دیکھ رہے تھے۔ شاید ان کی سمجھ میں یہ بات نہ آرہی تھی کہ آنکھیں بند کر لینے سے وہ کسی قسم کی عبادت کر رہے ہیں۔

"تمہارا تعلق بھی سٹار ایجنسی سے ہے"...... عمران نے مارٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں۔ اور ہم اس اڈے پر کام کرتے ہیں"...... مارٹر نے جواب دیا جبکہ عمران نے اپنے دونوں پیروں کو حرکت دے کر پایوں کے ساتھ رکھ لئے اور عمران ان سے اس وقت تک مختلف باتیں کرتا رہا جب تک اس نے غیر محسوس انداز میں اپنے بوٹ کی ٹو کرسی کے پائے کی پشت میں موجود تار میں اچھی طرح نہیں پھنسا لی۔

"کیا تم مجھے پانی کی ایک اور بوتل پلا سکتے ہو"...... عمران نے کہا۔

"چھوڑو۔ ابھی تم نے مر جانا ہے کیوں خواہ مخواہ پانی پی رہے ہو"...... مارٹر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اس سے تمہیں کیا فرق پڑے گا مارٹر۔ ہماری آخری خواہش سمجھو"...... عمران نے کہا۔

"ریکی۔ جاؤ اسے ایک بوتل اور پلا دو"...... مارٹر نے برا سا منہ بناتے ہوئے اپنے ساتھی سے کہا اور وہ سر ہلاتا ہوا الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھول کر پانی کی ایک بوتل نکالی اور پھر اسے لے کر وہ عمران کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے عمران کے سامنے آ کر بوتل کھولی ہی تھی کہ اچانک کھٹاک کھٹاک کی آوازوں کے ساتھ ہی عمران کے جسم کے گرد موجود راڈز غائب ہو گئے اس کے ساتھ ہی ریکی چیختا ہوا اور فضا میں اڑتا دیوار کے ساتھ پشت لگائے کھڑے مارٹر

سے جا ٹکرایا اور وہ دونوں چیختے ہوئے نیچے گرے ہی تھے کہ عمران جس نے اچانک اسے دونوں ہاتھوں سے اٹھا کر مارٹر پر پھینکا تھا چھلانگ لگا کر ان تک پہنچ گیا۔ مارٹر کے ہاتھ سے مشین پسٹل نکل کر سامنے کچھ فاصلے پر جا گرا تھا جسے عمران نے بجلی کی سی تیزی سے جھپٹ لیا۔ اسی لمحے کھٹاک کھٹاک کی آوازوں کے ساتھ ہی صدیقی اور چوہان نے بھی راڈز غائب کر دیئے لیکن دوسرے لمحے مشین پسٹل کی تڑتڑاہٹ کے ساتھ ہی نیچے گر کر تیزی سے اٹھتے ہوئے مارٹر اور ریکی دونوں چیختے ہوئے واپس گرے اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گئے۔ عمران انہیں پھلانگتا ہوا دروازے کی طرف بڑھا۔ اس نے دروازہ کھولا اور باہر چلا گیا۔ باہر ایک راہداری تھی جس کے آخر میں سیڑھیاں اوپر جا رہی تھیں جس کے بعد ایک دروازہ تھا جو کھلا ہوا تھا۔ عمران پنجوں کے بل دوڑتا ہوا آگے بڑھا اور پھر سیڑھیاں چڑھ کر وہ دروازے کی سائیڈ پر کھڑا ہو گیا اس نے چند لمحوں بعد ہی محسوس کر لیا کہ یہ کمرہ خالی ہے وہ اس کمرے میں داخل ہوا تو دوسری طرف کا دروازہ بھی کھلا ہوا تھا اور دوسری طرف ایک راہداری تھی۔ عمران راہداری میں پہنچا تو کچھ فاصلے پر ایک اور کمرے کا دروازہ تھا جو کھلا ہوا تھا اور اندر سے کارٹر کے باتیں کرنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ وہ کسی سے فون پر باتیں کر رہا تھا۔ عمران تیزی سے آگے بڑھا اور دروازے کے قریب دیوار سے پشت لگا کر کھڑا ہو گیا۔

"یس باس۔ ایسا ہی ہو گا"...... کارٹر نے کہا اور اس کے ساتھ

ہی رسیور رکھے جانے کی آواز سنائی دی تو عمران سمجھ گیا کہ کارٹر اب باہر آ رہا ہے۔ وہ دروازے کی سائیڈ پر دیوار سے پشت لگا کر کھڑا ہو گیا۔ دوسرے لمحے قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور پھر واقعی کارٹر تیزی سے دروازے سے نکل کر باہر راہداری میں آیا ہی تھا کہ عمران کی لات اچانک حرکت میں آئی اور مڑتا ہوا کارٹر یکلخت چیخ مار کر منہ کے بل فرش پر گرا ہی تھا کہ عمران کی دوسری لات حرکت میں آئی اور نیچے گر کر تیزی سے اٹھتے ہوئے کارٹر کی کنپٹی پر اس کے بوٹ کی ٹو کی بھرپور ضرب پڑی تو کارٹر ایک بار پھر چیختا ہوا نیچے گرا ہی تھا کہ عمران کی لات ایک بار پھر تیزی سے حرکت میں آئی اور بھرپور ضرب ٹھیک اس جگہ پڑی جہاں پہلی ضرب پڑی تھی اور اس بار کارٹر کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکلی اور اس کا جسم سیدھا ہو کر ساکت ہو گیا۔ عمران نے جھک کر اسے سیدھا کیا اور پھر اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اس نے تسلی کر لی کہ کارٹر جلدی ہوش میں نہیں آ سکتا تو وہ اس کمرے میں پہنچ گیا۔ یہ کمرہ آفس کے انداز میں سجایا گیا تھا اور میز پر فون موجود تھا۔ عمران باہر آیا اور تھوڑی دیر بعد اس نے پوری عمارت چیک کر لی وہاں اور کوئی آدمی موجود نہ تھا عمران واپس اس راہداری میں آیا اور فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے کارٹر کو اٹھا کر اس نے کاندھے پر ڈالا اور اسے لے کر وہ اس تہہ خانے میں آ گیا جہاں اس کے ساتھی موجود تھے۔

"ان کے علاوہ اور کوئی آدمی یہاں موجود نہیں ہے۔ اسے راڈز

میں جکڑ دو"...... عمران نے کارٹر کو کاندھے سے اتارتے ہوئے کہا تو صدیقی اور نعمانی نے مل کر اسے ایسی کرسی پر بٹھایا جس کا سسٹم درست تھا اور پھر دیوار کے ساتھ لگے ہوئے سوئچ بورڈ کا بٹن پریس کر کے اس نے اسے راڈز میں جکڑ دیا۔

" صدیقی۔ کوئی رسی ڈھونڈ کر لاؤ اور اس کے دونوں پیروں کو کرسی کے پایوں سے باندھ دو کیونکہ یہ انتہائی تربیت یافتہ ہے اور اسے اس سارے سسٹم کا بھی علم ہو گا"...... عمران نے سامنے پڑی ہوئی ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو صدیقی سر ہلاتا ہوا باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں نائیلون کی رسی کا بنڈل موجود تھا۔ اس نے اس رسی کی مدد سے کارٹر کے دونوں پیر کرسی کے پایوں کے ساتھ اچھی طرح جکڑ دیئے کہ وہ پیروں کو معمولی سی حرکت بھی نہ دے سکتا تھا۔

" نعمانی یہاں رہے گا باقی لوگ باہر جا کر نگرانی کریں۔ یہ ان کا اڈہ ہے کسی بھی وقت کوئی آسکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

" عمران صاحب۔ ایک درخواست"...... صدیقی نے کہا تو عمران اور سارے ساتھی بے اختیار چونک پڑے۔

" کیا کہنا چاہتے ہو"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" میں نے دیکھا ہے کہ اب آپ اکثر ان ایجنٹس ٹائپ افراد پر رحم کھا کر انہیں چھوڑ دیتے ہیں پہلے بھی آپ نے کارٹر سے یہی کچھ کیا جس کا نتیجہ بھی سامنے آگیا اس لئے میری درخواست ہے کہ ایسے

آدمیوں کو زندہ نہیں رہنا چاہیئے"...... صدیقی نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

" مجھ سے دراصل اس کے ظرف کا اندازہ کرنے میں غلطی ہو گئی تھی۔ یہ اتنے بڑے ظرف کا مالک نہ تھا جتنا میں سمجھا تھا۔ بہرحال تم بے فکر رہو اس نے ہمارے خلاف اس انداز کی کارروائی کر کے خود ہی اپنے لئے کنواں کھود لیا ہے"...... عمران نے کہا تو صدیقی سر ہلاتا ہوا باہر کی طرف مڑ گیا اور سوائے نعمانی کے باقی ساتھی بھی باہر چلے گئے۔

" نعمانی اس کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر کے اسے ہوش میں لے آؤ"...... عمران نے کہا تو نعمانی نے اس کی ہدایت پر عمل کر دیا۔ جب کارٹر کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے شروع ہوئے تو وہ پیچھے ہٹا اور عمران کے ساتھ کرسی پر بیٹھ گیا۔

" تمہارے پاس مشین پسٹل ہے"...... عمران نے کہا۔

" نہیں۔ کیوں"...... نعمانی نے چونک کر کہا۔

" اس کی تلاشی لو۔ اس کے پاس یقیناً ہو گا"...... عمران نے کہا تو نعمانی تیزی سے اٹھ کر دوبارہ کارٹر کی طرف بڑھ گیا اور چند لمحوں بعد وہ اس کی جیب سے ایک مشین پسٹل برآمد کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ پھر وہ ابھی واپس آکر کرسی پر بیٹھا ہی تھا کہ کارٹر نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

" یہ۔ یہ کیا۔ کیا مطلب۔ تم۔ تم کس طرح آزاد ہو گئے۔ اوہ۔

مارٹر اور ریکی کی لاشیں۔ یہ سب کیا ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے"۔ کارٹر نے ہوش میں آتے ہی ادھر ادھر دیکھتے ہوئے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے تمہیں بتایا تھا کارٹر کہ موت زندگی کے فیصلے اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہوتے ہیں تمہارے یا میرے ہاتھ میں نہیں ہوتے۔ میں نے تمہیں اس لئے چھوڑ دیا تھا کہ تم بہرحال ایک معروف ایجنٹ ہو اور میں تمہیں ایک موقع بھی دینا چاہتا تھا کیونکہ ہمارا سٹار ایجنسی سے براہ راست کوئی ٹکراؤ نہیں ہے اور اس بات کا مجھے بھی علم ہے کہ سٹار ایجنسی کے چیف کو بھی لیبارٹری کا علم نہیں ہے لیکن تم نے گھٹیا ظرف کا مظاہرہ کیا ہے"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تم پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ تم کیسے رہا ہو گئے ہو۔ کیا تم جادو جانتے ہو۔ تم بے حس و حرکت تھے اور جب تک تم کو اینٹی انجکشن نہ لگایا جاتا تم کسی بھی طرح حرکت میں نہ آ سکتے تھے اور پھر تم راڈز میں جکڑے ہوئے تھے اور راڈز کا سسٹم سامنے دیوار پر موجود سوئچ بورڈ پر ہے۔ پھر تم رہا بھی ہو گئے اور تم نے مارٹر اور ریکی کو ہلاک بھی کر دیا۔ یہ سب کیسے ہو سکتا ہے"...... کارٹر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے تو یہ سوچ کر تمہارے پیروں کو کرسی کے پایوں سے بندھوا دیا تھا کہ تم بھی تربیت یافتہ ہو اس لئے تمہیں معلوم ہو گا

کہ ایسے راڈز کو کس طرح آپریٹ کیا جا سکتا ہے جبکہ تم لاعلمی کا اظہار کر رہے ہو۔ بہرحال میں تمہیں بتا دیتا ہوں کہ ایسے سسٹم میں تار فرش سے نکل کر کرسی کے پائے میں جاتا ہے اگر اس تار میں بوٹ کی ٹو پھنسا کر اسے توڑ دیا جائے تو راڈز غائب ہو جاتے ہیں اور جہاں تک حرکت کرنے کا تعلق ہے تو تم نے یہ حماقت کی کہ اس ویز کا نام مجھے بتا دیا جس سے تمہارے آدمیوں نے ہمیں بے حس و حرکت کیا تھا۔ تمہیں معلوم ہے کہ میں بھی سائنس کا طالب علم ہوں اس لئے مجھے معلوم ہے کہ اس گیس کے اثرات پانی سے بھی ختم ہو جاتے ہیں لیکن اس میں دس پندرہ منٹ لگ جاتے ہیں اس لئے میں نے تمہیں پانی پلوانے اور آدھے گھنٹے کی مہلت دینے کی بات کی تھی اور نتیجہ تم نے دیکھ لیا"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ ویری بیڈ۔ مجھے واقعی اس بات کا خیال رکھنا چاہئے تھا بہرحال ٹھیک ہے ایسا تو ہمارے پیشے میں ہوتا رہتا ہے۔ اب تم کیا چاہتے ہو"...... کارٹر نے کہا وہ اب ذہنی طور پر پوری طرح سنبھل چکا تھا۔

"کرنل کارسن کا حلیہ بتا دو"...... عمران نے کہا تو کارٹر بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ تو تم اب کرنل کارسن پر ہاتھ ڈالنا چاہتے ہو۔ لیکن وہ انتہائی ہوشیار آدمی ہے"...... کارٹر نے کہا۔

"مجھے اس پر ہاتھ ڈالنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ وہ وہیں انتظار کرتا رہ جائے گا۔ تم اس کا حلیہ بتا دو اور قدوقامت کی تفصیل بھی"...... عمران نے کہا۔

"میں تمہاری پلاننگ سمجھتا ہوں۔ تم اسے اغوا کر کے اس کے میک اپ میں سپیشل ایجنسی کو کور کرنا چاہتے ہو۔ سوری عمران۔ میں تمہیں ایسی کوئی ٹپ نہیں دے سکتا جس سے میرے ملک کے مفادات پر ضرب آئے"...... کارٹر نے کہا۔

"عمران صاحب۔ آپ کس چکر میں پڑ گئے ہیں۔ وقت گزرتا جا رہا ہے اور ہم نے ابھی مشن مکمل کرنا ہے"...... ساتھ بیٹھے ہوئے نعمانی نے اچانک کہا۔

"مشن۔ تمہارا مطلب ہے لیبارٹری کی تباہی۔ ایسا تو ممکن ہی نہیں ہے۔ کرنل کارسن کو بھی معلوم نہیں ہے کہ لیبارٹری کہاں ہے اور اس کا راستہ کدھر سے ہے"...... کارٹر نے کہا۔

"اگر ہم نے پہلا راستہ تلاش کر لیا ہے تو دوسرا راستہ بھی تلاش کر لیں گے"...... عمران نے کہا۔

"تم جو مرضی آئے کر لو۔ میں نے واقعی غلطی کی کہ تمہیں ہوش میں لے آیا"...... کارٹر نے کہا تو عمران اٹھ کھڑا ہوا اس کے اٹھتے ہی نعمانی بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

"نعمانی اسے آف کر دو"...... عمران نے مڑتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کارٹر کچھ کہتا تڑتڑاہٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی اس

کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے کمرہ گونج اٹھا لیکن عمران مڑا تک نہیں اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔

"کیا ہوا عمران صاحب۔ یہ فائرنگ"...... صدیقی نے کہا۔

"تمہارے حکم پر نعمانی عمل کر رہا ہے۔ آخر تم چیف ہو"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صدیقی بے اختیار ہنس پڑا۔ تھوڑی دیر بعد نعمانی بھی باہر آگیا اور باقی ساتھی بھی اکٹھے ہو گئے۔

"اب ہم نے دوبارہ وہاں جانا ہے"...... عمران نے کہا۔

"لیکن ہماری کاریں تو وہیں جھنڈ میں ہی ہوں گی۔ یہاں تو نظر نہیں آ رہیں اور ہو سکتا ہے کہ کرنل کارسن نے ادھر بھی چکر لگایا ہو۔ ایسی صورت میں تو وہ وہاں الرٹ ہو گا"...... صدیقی نے کہا۔

"یہاں دو کاریں موجود ہیں اور یہاں اسلحے کا ایک سٹور بھی ہے وہاں سے اسلحہ لے لو۔ اب دیر کرنا حماقت ہو گی"...... عمران نے کہا تو سب ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

ڈاکٹر ہومز لیبارٹری میں کام ختم کر کے اپنے بیڈ روم میں جا کر بیٹھا ہی تھا کہ بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ کمرے میں تیز گھنٹی کی آواز گونج اٹھی تھی۔

" اوہ ۔ اوہ ۔ سائرن ۔ کیا مطلب ۔ کیا پاکیشیائی ایجنٹ اندر آ گئے ہیں "...... ڈاکٹر ہومز نے اچھل کر بستر سے نیچے اترتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ساتھ پڑے ہوئے انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی تو ڈاکٹر ہومز نے جھپٹ کر رسیور اٹھا لیا۔

" یس "...... ڈاکٹر ہومز نے تیز لہجے میں کہا۔

" میکی بول رہا ہوں جناب ۔ سیکورٹی چیف "...... دوسری طرف سے ایک تیز آواز سنائی دی ۔

" کیا ہوا ہے ۔ کیوں یہ سائرن بجا ہے "...... ڈاکٹر ہومز نے کہا۔

" جناب ۔ پہلے لیبارٹری کے بیرونی سیکشن میں بے ہوش کر دینے

والی گیس فائر کی گئی اور ہمارے آلات نے اسے ناکارہ کر دیا اور ہم چوکنا ہو گئے ۔ پھر دس منٹ بعد پانچ افراد بیرونی سیکشن کی گٹر لائن کے دہانے سے نکلتے ہوئے چیک کر لئے گئے ان کے پاس انتہائی حساس اسلحہ تھا۔ پھر جیسے ہی وہ اندرونی سیکشن میں داخل ہوئے ان سب پر ٹی ایس فائر کر دی گئی اور وہ پانچوں بے ہوش ہو کر گر گئے ۔ ٹی ایس ریز فائرنگ کی وجہ سے سائرن بجا ہے ۔ اب آپ کا کیا حکم ہے کیا ان پانچوں کو ہلاک کر دیا جائے "...... سیکورٹی چیف میکی نے اس بار مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" پانچ افراد گٹر لائن سے آئے ہیں ۔ کیا مطلب ۔ کیا گٹر لائن میں کوئی حفاظتی انتظامات نہیں کئے گئے تھے "...... ڈاکٹر ہومز نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" نہیں جناب ۔ اس کا تو کسی کو خیال تک نہیں آیا تھا"۔ میکی نے جواب دیا۔

" یہ پانچوں وہی پاکیشیائی ایجنٹ ہوں گے حیرت ہے کہ انہوں نے سٹانزا سیٹ اپ بھی چیک کر لیا۔ اگر یہاں چیکنگ نظام موجود نہ ہوتا تو یہ ہمارے سروں پر آ کھڑے ہوتے "...... ڈاکٹر ہومز نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

" اب ان کے بارے میں کیا حکم ہے جناب "...... میکی نے شاید ان کی بڑبڑاہٹ نہ سمجھی تھی۔

" تم ان پانچوں کو اٹھا کر جارج وے کھول کر پلائی وڈ فیکٹری کے

ہال میں ڈال دو۔ میں کرنل کارسن کو اطلاع دے دیتا ہوں۔ وہ انہیں اٹھا کر لے جائے گا۔ یہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں اور ہو سکتا ہے کہ ان کے دو گروپ کام کر رہے ہیں۔ ویسے بھی ہم لیبارٹری میں کوئی قتل و غارت نہیں چاہتے"...... ڈاکٹر ہومز نے کہا۔

"جناب۔ اگر آپ اجازت دیں تو انہیں اسی حالت میں ہلاک کر کے ان کی لاشیں وہاں پہنچا دی جائیں کیونکہ یہ واقعی انتہائی خطرناک لوگ ہیں"...... میکی نے کہا۔

"میں نے تمہیں کہا ہے کہ میں یہاں قتل و غارت نہیں چاہتا پھر تم یہ بات کر رہے ہو۔ یہ بے ہوش ہیں یہ یہاں کیا کر سکتے ہیں۔ کرنل کارسن خود ہی ان کا خاتمہ کر دے گا ان کا یہی کام ہے۔ ہمارا نہیں ہے"...... ڈاکٹر ہومز نے اس بار انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ڈاکٹر ہومز نے رسیور رکھا اور پھر بیڈ روم سے نکل کر وہ اپنے آفس میں آ گیا۔ اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"سپیشل ایجنسی ہیڈ کوارٹر"...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر ہومز بول رہا ہوں۔ کرنل کارسن سے بات کرائیں"۔ ڈاکٹر ہومز نے تیز لہجے میں کہا۔

"کرنل صاحب تو لیبارٹری کی پکٹنگ کرنے میں مصروف ہیں۔ وہاں تو فون نہیں ہے البتہ ٹرانسمیٹر پر آپ ان سے رابطہ کر سکتے ہیں جناب"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"نانسنس۔ میرے پاس ٹرانسمیٹر کہاں سے آ گیا۔ تم اس سے رابطہ کرو اور اسے کہو کہ وہ مجھے لیبارٹری میں فون کرے فوراً۔ اٹ از ایمرجنسی"...... ڈاکٹر ہومز نے تیز اور غصیلے لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ میں ابھی کال کرتا ہوں انہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور ڈاکٹر ہومز نے رسیور رکھ دیا۔

"یہ لوگ واقعی خطرناک ہیں لیکن انہیں کیسے اس سیٹ اپ کا علم ہو گیا اور پھر وہ کنٹرلائن سے اندر بھی پہنچ گئے۔ ویری بیڈ۔ ان سے معلوم کرنا چاہئے ورنہ ان کے خاتمہ کے بعد ان کا دوسرا گروپ آ جائے گا"...... ڈاکٹر ہومز نے رسیور رکھ کر خود کلامی کے انداز میں کہا اور تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ڈاکٹر ہومز نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ ڈاکٹر ہومز بول رہا ہوں"...... ڈاکٹر ہومز نے تیز لہجے میں کہا۔

"کرنل کارسن بول رہا ہوں جناب"...... دوسری طرف سے کرنل کارسن کی آواز سنائی دی۔

"کرنل کارسن۔ آپ کیا کر رہے ہیں جبکہ پاکیشیائی ایجنٹ لیبارٹری کے بیرونی سیکشن میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے ہیں"...... ڈاکٹر ہومز نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہیں جناب۔ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے یہاں تو ہم نے مکمل پکٹنگ کی ہوئی ہے"...... کرنل کارسن نے انتہائی

حیرت بھرے لہجے میں کہا اور جواب میں ڈاکٹر ہومز نے اسے ساری تفصیل بتا دی۔

" اوہ ۔ اوہ ۔ اب وہ لوگ کہاں ہیں "...... کرنل کارسن نے کہا۔

" میں نے سیکورٹی چیف کو حکم دے دیا ہے ۔ وہ انہیں پلائی وڈ فیکٹری کے بڑے ہال میں پہنچا دے گا تم وہاں سے انہیں اٹھوا لو۔ ایک بات ۔ اور دوسری بات یہ سن لو کہ تم نے ان کو ہلاک کرنے سے پہلے ان سے یہ معلومات حاصل کرنی ہیں کہ انہیں اس سیٹ اپ کا کیسے علم ہوا اور وہ کیسے اندر پہنچ گئے کیونکہ یقیناً ان کے ساتھ ان کا دوسرا گروپ بھی ہو گا اور وہ دوبارہ لیبارٹری کے اندر آسکتے ہیں ان کی معلومات کی بنیاد پر ہم لیبارٹری کا نیا سیٹ اپ قائم کر لیں گے اس طرح یہ خطرہ ہمیشہ کے لئے دور ہو جائے گا"۔ ڈاکٹر ہومز نے کہا۔

" یس سر۔ ایسا ہی ہو گا۔ میں ان کی روحوں سے بھی ساری بات اگلوا لوں گا"...... کرنل کارسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوکے ۔ پھر انہیں ہلاک کر دینا"...... ڈاکٹر ہومز نے کہا۔

" یس سر"...... کرنل کارسن نے کہا تو ڈاکٹر ہومز نے رسیور رکھ دیا۔ پھر تھوڑی دیر بعد جب میکی نے انہیں انٹرکام پر اطلاع دی کہ ان کے حکم کی تعمیل ہو چکی ہے اور کرنل کارسن اپنے آدمیوں کے ذریعے ان کو وہاں سے لے گیا ہے تو ڈاکٹر ہومز نے رسیور رکھا اور ایک بار پھر بیڈ روم کی طرف بڑھ گیا۔

عمران کے جسم میں درد کی تیز لہریں سی دوڑتی چلی گئیں تو اس کے ذہن پر چھائی ہوئی تاریکی ایک جھماکے سے روشنی میں تبدیل ہو گئی اس نے بے اختیار آنکھیں کھولیں اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن پر بے ہوش ہونے سے پہلے کے واقعات فلمی مناظر کی طرح گھومتے چلے گئے ۔ عمران اپنے ساتھیوں سمیت کارٹر اور اس کے آدمیوں کو ہلاک کر کے ان کی کاروں میں دوبارہ اس سڑک پر پہنچا جہاں جھنڈ میں ابھی تک ان کی کاریں موجود تھیں۔ اس کا خیال تھا کہ کرنل کارسن نے ادھر کا رخ نہیں کرنا۔ چونکہ صدیقی نے پہلے ہی عمارت کی نشاندہی کر دی تھی اس لئے عمران اور اس کے ساتھی اس عمارت کے سامنے پہنچ گئے اور پھر عمران کے حکم پر بے ہوش کر دینے والی گیس اونچی دیوار سے اندر فائر کر دی گئی۔ اس کے ساتھ ہی اس کی تیز نظروں نے ایک گٹر لائن چیک کر لی جو لیبارٹری کے اندر جا

رہی تھی۔ چنانچہ گیس کا وقفہ ختم ہوتے ہی وہ اس گٹر لائن کے ذریعے اندر پہنچ گئے یہ ایک کھلی جگہ تھی۔ سامنے برآمدہ تھا جس کے پیچھے درمیان میں ایک بڑا سا دروازہ نظر آرہا تھا۔ چونکہ وہ گیس فائر کر چکے تھے اس لئے وہ گٹر سے نکل کر اطمینان سے چلتے ہوئے برآمدے کی طرف بڑھے اور پھر جیسے ہی وہ دروازہ کھول کر اندر موجود ایک راہداری میں داخل ہوئے اچانک انہیں چٹک چٹک کی آوازیں سنائی دیں اور اس کے ساتھ ہی نارنجی رنگ کی روشنی ان پر پڑی اور پھر پلک جھپکنے میں وہ بے ہوش ہو کر وہیں گر گئے اور اب جسم میں درد کی تیز لہروں کے ساتھ ہی اس کے ذہن پر چھائی ہوئی تاریکی دور ہوتی چلی گئی اور اس نے آنکھیں کھول دیں۔ اس نے گردن گھما کر ادھر ادھر دیکھا تو اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ وہ اپنے ساتھیوں سمیت ایک بڑے کمرے میں راڈز میں جکڑا ہوا موجود تھا جبکہ سب سے آخر میں بیٹھے ہوئے صدیقی کے بازو میں ایک آدمی انجکشن لگا رہا تھا۔ باقی ساتھیوں کی حالت بتا رہی تھی کہ وہ بھی ہوش میں آنے کی کیفیت سے گزر رہے ہیں۔ عمران سمجھ گیا کہ اس انجکشن کی وجہ سے اس کے جسم میں درد کی تیز لہریں دوڑی ہیں اور اسی وجہ سے اسے ہوش آیا ہے۔ اسی لمحے وہ آدمی مڑا۔

"کیا ہم لیبارٹری میں ہیں"...... عمران نے اس آدمی سے مخاطب ہو کر کہا تو وہ آدمی بے اختیار ہنس پڑا۔

"نہیں۔ تم سپیشل ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر میں ہو"...... اس آدمی

نے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ کرنل کارسن کی قید میں"...... عمران نے کہا۔

"ہاں"...... اس آدمی نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔ چند لمحوں بعد ایک ایک کر کے اس کے سارے ساتھی ہوش میں آگئے اور عمران نے جب انہیں بتایا کہ وہ لیبارٹری کی بجائے کرنل کارسن کے ہیڈ کوارٹر میں ہیں تو ان کے چہروں پر بھی حیرت کے تاثرات ابھر آئے جبکہ عمران نے اس دوران کرسیوں اور راڈز کا جائزہ لینا شروع کر دیا اور جلد ہی اسے معلوم ہو گیا کہ یہ کرسیاں عام سی ہیں اور ان کے عقبی پایوں میں راڈز کو حرکت میں لانے کے بٹن موجود ہیں لیکن وہ چونکہ درمیان میں تھا اس لئے وہ پیر کو موڑ کر عقبی طرف نہ لے جا سکتا تھا۔ ایک سائیڈ پر آخر میں چوہان تھا جبکہ دوسری سائیڈ کے آخر میں نعمانی تھا۔

"چوہان اور نعمانی تم دونوں سائیڈوں پر پیر لے جا کر بٹن پریس کرو۔ جلدی کرو ورنہ اس بار ہمیں زندہ رہنے کا کوئی موقع نہیں دیا جائے گا"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ عمران صاحب۔ ہم دونوں کے پیر کرسی کے پایوں سے باندھ دیئے گئے ہیں"...... نعمانی اور چوہان نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ کرنل کارسن اس کارٹر سے زیادہ

ہوشیار آدمی ہے۔ بہرحال اب سب نے یہاں سے آزاد ہونے کی کوشش کرنی ہے"...... عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور لمبے قد اور ورزشی جسم کا مالک ایک آدمی جس کا چہرہ خاصا چوڑا تھا اندر داخل ہوا۔ اس نے ڈارک براؤن رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا۔ اس کے پیچھے لمبے قد اور بھاری جسم کے دو آدمی تھے جن میں سے ایک کے کاندھے سے مشین گن لٹک رہی تھی جبکہ دوسرے کے ہاتھ میں کوڑا تھا۔ عمران سمجھ گیا کہ سوٹ والا کرنل کارسن ہے اور پھر کرنل کارسن بڑے اکڑے ہوئے انداز میں کرسی پر بیٹھ گیا اور دونوں آدمی اس کے عقب میں کھڑے ہو گئے۔

"تم میں سے عمران کون ہے"...... کرنل کارسن نے تیز اور سوالیہ لہجے میں کہا۔

"مہذب طریقہ یہ ہے کہ پہلے اپنا تعارف کرایا جاتا ہے"۔ عمران نے جواب دیا۔

"ہونہہ۔ تو تم ہی علی عمران ہو۔ جس کی شہرت پوری دنیا میں پھیلی ہوئی ہے لیکن تم تو انتہائی احمق آدمی دکھائی دے رہے ہو۔ میرا نام کرنل کارسن ہے اور میں سپیشل ایجنسی کا چیف ہوں تم اس وقت سپیشل ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر میں موجود ہو"...... کرنل کارسن نے کہا۔

"ہم یہاں کیسے پہنچ گئے ہیں۔ چلو مرنے سے پہلے یہ تو بتا دو"۔

عمران نے کہا۔

"ہاں۔ تمہیں مرنے سے پہلے یہ معلوم کرنے کا حق ہے مگر تم کس طرح لیبارٹری میں داخل ہو گئے تھے۔ وہاں تو سیکورٹی کے انتہائی سخت انتظامات ہیں تم نے پہلے اندر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کی لیکن آلات کی وجہ سے گیس نے اثرات نہ کئے اور تم گٹر لائن کے ذریعے اندر داخل ہوئے اور تمہیں ریز ڈال کر بے ہوش کر دیا گیا چونکہ ڈاکٹر ہومز سائنسدان ہیں اس لئے وہ نہیں چاہتے تھے کہ لیبارٹری میں قتل و غارت کی جائے اس لئے انہوں نے تمہیں بے ہوش کر کے پلائی وڈ فیکٹری میں پہنچا دیا جہاں سے میں تمہیں اٹھا کر یہاں لے آیا"...... کرنل کارسن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن پھر ہمیں ہوش میں لانے کا تکلف کیوں کیا گیا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں خود اس کے لئے تیار نہ تھا لیکن ڈاکٹر ہومز نے کہا کہ پہلے تم سے یہ معلوم کیا جائے کہ تمہیں لیبارٹری اور اس کے راستے کا علم کیسے ہو گیا اور تمہارے حق میں بہتر یہی ہے کہ تم مجھے سب کچھ بتا دو تاکہ تمہاری موت آسان ہو جائے ورنہ یہ کوڑا بردار تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کے جسموں کے پرخچے اڑا دے گا جبکہ بتانا تو تمہیں پھر بھی پڑے گا"...... کرنل کارسن نے کہا۔

"تمہیں معلوم ہے کہ ہمارے مقابلے پر پہلے سٹار ایجنسی تھی۔ پھر تمہیں کال کیا گیا اور تم نے بھی وہاں پکٹنگ کئے رکھی لیکن اس

کے باوجود ہم لیبارٹری میں پہنچ گئے۔ کیا تمہیں ابھی تک اس بات کا اندازہ نہیں ہوا کہ ہم کیا کر سکتے ہیں اور کیا نہیں"۔ عمران نے یکلخت انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" مجھے سب معلوم ہے۔ بہرحال اب مزید وقت ضائع کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ صبح ہونے والی ہے اور میں نے تمہاری لاشیں چیف سیکرٹری کو پہنچانی ہیں اور رپورٹ کرنی ہے ڈاکٹر ہومز کو"...... کرنل کارسن کا لہجہ یکلخت بدل گیا۔

" تم چیف سیکرٹری کو یہاں بلوا لو۔ ہم اس کے سامنے سارے حالات بتا دیں گے"...... عمران نے اپنے طور پر وقت لینے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

" سٹاگر"...... کرنل کارسن نے گردن موڑ کر کوڑا بردار سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس"...... اس نے سیدھے ہوتے ہوئے کہا۔

" آگے بڑھو اور اس عمران کی زبان کھلواؤ"...... کرنل کارسن نے تیز لہجے میں کہا۔

" یس باس"...... سٹاگر نے کہا اور پھر کوڑا چٹخاتے ہوئے تیزی سے آگے بڑھا ہی تھا کہ یکلخت کھٹاک کھٹاک کی آوازیں ابھریں اور وہ سب چونک کر صدیقی کی طرف دیکھنے لگے دوسرے لمحے صدیقی بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر آگے بڑھا تو کرنل کارسن جو یہ آوازیں سنتے ہی ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا تھا اور جیب سے مشین پسٹل نکال لیا

تھا لیکن اس سے پہلے کہ وہ مشین پسٹل سیدھا کرتا صدیقی نے چھلانگ لگائی اور وہ کرنل کارسن کو دھکیلتا ہوا پیچھے لے گیا۔ سٹاگر بھی بجلی کی سی تیزی سے پیچھے ہٹا اور اس نے صدیقی پر کوڑے کا وار کیا لیکن دوسرے لمحے کرنل کارسن کی چیخ سے کمرہ گونج اٹھا کیونکہ کوڑا اٹھتے ہوئے اس کے جسم پر پڑا تھا جبکہ صدیقی نہ صرف قلابازی کھا کر پہلے ہی اٹھ چکا تھا بلکہ اس نے دوسرے آدمی پر جو اس دوران اپنے کاندھے سے مشین گن اتار چکا تھا چھلانگ لگائی اور وہ آدمی چیختا ہوا اچھل کر دور جا گرا۔ اس کے ساتھ ہی ریٹ ریٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی فرش سے اٹھتا ہوا کرنل کارسن اور کوڑا بردار سٹاگر دونوں گولیوں کی بارش میں چیختے ہوئے نیچے گرے اور اس کے ساتھ ہی صدیقی بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور ایک بار پھر ریٹ ریٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی وہ آدمی جس سے صدیقی نے مشین گن چھینی تھی اٹھتے ہوئے گولیوں کا نشانہ بن گیا اور چند لمحوں بعد وہ تینوں ہی ساکت ہو چکے تھے۔

" گڈ شو صدیقی۔ جلدی کرو ہمیں آزاد کراؤ ۔ یہ ہیڈ کوارٹر ہے"...... عمران نے کہا تو صدیقی تیزی سے ان کی کرسیوں کے عقب میں آیا اور پھر کھٹاک کھٹاک کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی عمران اور دوسرے ساتھی راڈز کی گرفت سے آزاد ہو گئے۔ عمران نے آگے بڑھ کر وہ مشین پسٹل اٹھا لیا جو کرنل کارسن کے ہاتھ سے نکل کر ایک طرف جا گرا تھا۔

"صدیقی میرے ساتھ آؤ"....... عمران نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور صدیقی مشین گن اٹھائے اس کے پیچھے دروازے کی طرف بڑھ گیا لیکن تھوڑی دیر بعد عمران اور صدیقی اس پوری عمارت میں گھوم گئے لیکن وہاں اور کوئی آدمی نہ تھا اور نہ ہی یہ عمارت ہیڈ کوارٹر لگتی تھی۔ یہ عام سا کوئی اڈا تھا۔

"اس کا مطلب ہے کہ انہوں نے صرف رعب جمانے کے لئے اسے ہیڈ کوارٹر کہہ دیا تھا تاکہ ہم ویسے ہی خوف سے دبک جائیں۔ ویسے تم نے کیسے راڈز کھول لئے"....... عمران نے واپس مڑتے ہوئے صدیقی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں نے کوشش جاری رکھی تھی۔ ساتھ والی کرسی اور میری کرسی کے درمیان کچھ گیپ موجود تھا اور پھر آخرکار میں کامیاب ہو گیا"۔ صدیقی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"گڈ شو۔ ورنہ اس بار ہم واقعی بری طرح پھنس گئے تھے اور کرنل کارسن ہمیں اور مہلت دینے کے لئے بھی تیار نہ تھا"۔ عمران نے کہا اور پھر وہ واپس اس تہہ خانے میں پہنچ گئے جہاں ان کے ساتھی موجود تھے اور جب عمران اور صدیقی نے انہیں بتایا کہ یہ ہیڈ کوارٹر نہیں ہے بلکہ عام سا اڈا ہے تو وہ حیران رہ گئے۔

"عمران صاحب۔ یہ اچھا ہوا کہ ہم ان کے ہیڈ کوارٹر میں نہیں ہیں ورنہ یہاں سے نکلنا بھی خاصا مسئلہ بن جاتا ابھی صبح ہونے میں کچھ دیر ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ ہم فوری طور پر واپس جا کر اس

لیبارٹری میں ایک بار پھر داخل ہو جائیں"....... صدیقی نے کہا۔

"نہیں اس بار ہم وہاں بے ہوش ہوئے تو پھر ہمیں دوبارہ باہر بھیجنے کا تکلف نہیں کیا جائے گا۔ وہاں واقعی انتہائی سخت حفاظتی انتظامات ہیں اس لئے اب ہمیں سٹاپر ایکس ساتھ لے جانا پڑے گا تاکہ وہاں موجود حفاظتی انتظامات کو زیرو کیا جا سکے اور یہ سٹاپر ایکس ہمیں مارکیٹ سے خریدنا ہو گا"....... عمران نے کہا۔

"لیکن اگر انہوں نے اس دوران اس گرڈ لائن میں بھی حفاظتی آلات نصب کر دیئے تب"....... صدیقی نے کہا۔

"پھر کیا ہو گا۔ سٹاپر ایکس ہم کس لئے ساتھ لے جائیں گے"۔ عمران نے کہا اور صدیقی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

سٹار ایجنسی کا چیف بلیک اپنے آفس میں موجود تھا۔ اس کے چہرے پر انتہائی پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ اسے نہ صرف کارٹر اور اس کے ساتھیوں کی لاشوں کی اطلاع مل چکی تھی بلکہ چیف سیکرٹری نے اسے فون کر کے یہ بھی بتا دیا تھا کہ ڈاکٹر ہومز کی لیبارٹری میں پاکیشیائی ایجنٹ داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے تھے لیکن انہیں وہاں بے ہوش کر دیا گیا اور پھر انہیں کرنل کارسن کے حوالے کر دیا گیا تاکہ وہ ان سے معلومات حاصل کر کے ان کا خاتمہ کر دے اور چیف سیکرٹری نے اس کی سٹار ایجنسی کے بارے میں ایسے ریمارکس بھی پاس کر دیئے تھے جن کی وجہ سے بلیک کو پریشانی لاحق ہو گئی تھی حالانکہ کرنل کارسن بھی انہیں پکڑنے میں کامیاب نہ ہوا تھا لیکن اس کے باوجود اب مشن سپیشل ایجنسی کے ہاتھوں ہی مکمل ہو رہا تھا اس لئے اسے معلوم تھا کہ چیف سیکرٹری

نے بہرحال سپیشل ایجنسی کی ہی فیور کرنی ہے اور ہو سکتا ہے کہ سٹار ایجنسی کو ہی ختم کر دیا جائے اور وہ بیٹھا یہی سوچ رہا تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو بلیک نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ بلیک بول رہا ہوں"....... بلیک نے کہا۔

"جیکب بول رہا ہوں باس"....... دوسری طرف سے آواز سنائی دی تو بلیک بے اختیار چونک پڑا۔

"کیوں کال کی ہے"....... بلیک نے تیز لہجے میں کہا۔

"آپ کو اطلاع دینی تھی باس کہ سپیشل ایجنسی کے چیف کرنل کارسن کو ہلاک کر دیا گیا ہے"....... دوسری طرف سے کہا گیا تو بلیک بے اختیار کرسی سے اچھل پڑا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا مطلب"....... بلیک نے بے اختیار چیختے ہوئے کہا۔

"جناب۔ سپیشل ایجنسی کا سٹیورڈ روڈ پر ایک اڈا ہے میں اس کے سامنے والی بلڈنگ میں رہتا ہوں اس اڈے میں سپیشل ایجنسی کے دو آدمی مستقل طور پر رہتے ہیں۔ ان میں سے ایک کا نام مارٹر اور دوسرے کا نام ریکی ہے۔ رات کے پچھلے پہر مجھے باتھ روم کی حاجت ہوئی تو میں باتھ روم میں گیا۔ وہاں کی بیرونی کھڑکی سے اس اڈے کا اندرونی صحن نظر آتا ہے۔ کھڑکی کھلی ہوئی تھی اس لئے میں نے دیکھا کہ وہاں ایک بڑی سٹیشن ویگن موجود تھی۔ جس میں سے بے ہوش افراد کو نکال کر اندر لے جایا جا رہا تھا اور کرنل کارسن بھی

وہاں خود موجود تھا۔ میں سمجھ گیا کہ وہ سرکاری کام کر رہے ہیں اس لئے میں واپس جا کر سو گیا۔ صبح کو اٹھ کر جب میں دوبارہ باتھ روم میں گیا تو میں نے دیکھا کہ وہ سٹیشن ویگن بھی وہیں موجود تھی اور کرنل کارسن کی کار بھی لیکن وہاں سامنے کوئی آدمی موجود نہ تھا اور اڈے کا چھوٹا پھاٹک بھی کھلا ہوا تھا حالانکہ ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔ مجھے حیرت کے ساتھ ساتھ تجسس بھی ہوا تو میں بلڈنگ سے نکل کر وہاں گیا۔ اندر غیر فطری سی خاموشی طاری تھی اس لئے میں اندر چلا گیا لیکن پورا اڈا خالی تھا۔ پھر میں ایک بڑے کمرے میں گیا تو وہاں کرنل کارسن اور اس کے آدمیوں مارٹر اور ریکی کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ ان تینوں کو گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا تھا اور وہاں کوئی آدمی نہ تھا۔ میں واپس آگیا اور میں نے سوچا کہ آپ کو رپورٹ دے دوں کیونکہ کرنل کارسن بہرحال سرکاری آدمی ہے"...... جیکب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جو بے ہوش افراد وہاں لائے گئے تھے وہ کہاں گئے"...... بلیک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہاں ان تینوں کی لاشوں کے علاوہ اور کوئی موجود نہیں ہے باس"...... جیکب نے کہا۔

"کہاں ہے یہ اڈا"...... بلیک نے پوچھا تو جیکب نے تفصیل بتا دی۔

"ٹھیک ہے۔ تم نے اچھا کیا کہ مجھے اطلاع دے دی"۔ بلیک

نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"سپیشل ایجنسی ہیڈ کوارٹر"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"چیف آف سٹار ایجنسی بلیک بول رہا ہوں"...... بلیک نے کہا۔

"اوہ۔ یس سر۔ فرمائیے"...... دوسری طرف سے یکلخت مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"کرنل کارسن کہاں ہیں"...... بلیک نے کہا۔

"جناب۔ وہ مشن پر کام کر رہے ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیا سپیشل ایجنسی کا کوئی اڈا سٹیورڈ روڈ پر بھی ہے"۔ بلیک نے پوچھا۔

"یس سر۔ پوائنٹ ٹی الیون کہلاتا ہے"...... دوسری طرف سے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"مجھے ابھی ابھی رپورٹ ملی ہے کہ کرنل کارسن اور اس کے دو آدمیوں مارٹر اور ریکی کی لاشیں وہاں موجود ہیں۔ اس لئے میں نے کال کی ہے"...... بلیک نے کہا۔

"جی۔ جی۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ کرنل کارسن کی لاش۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے جناب"...... دوسری طرف سے انتہائی بوکھلائے ہوئے

لہجے میں کہا گیا۔

" وہاں سے جا کر لاشیں اٹھوا لو"...... بلیک نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" پی اے ٹو چیف سیکرٹری"...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

" چیف آف سٹار ایجنسی بول رہا ہوں۔ چیف سیکرٹری صاحب سے بات کرائیں"...... بلیک نے کہا۔

" یس سر۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" یس"...... چند لمحوں بعد چیف سیکرٹری کی مخصوص اور بھاری آواز سنائی دی۔

" بلیک بول رہا ہوں جناب"...... بلیک نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" اوہ۔ آپ۔ فرمایئے"...... چیف سیکرٹری کا لہجہ یکلخت سرد ہو گیا۔

" جناب۔ میں نے آپ کو اس لئے کال کیا ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹوں نے کرنل کارسن اور اس کے آدمیوں کو ہلاک کر دیا ہے اور وہ نکل گئے ہیں"...... بلیک نے کہا تو دوسری طرف چند لمحے خاموشی طاری رہی۔

" یہ۔ یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ کیا ہوش میں ہیں آپ"۔ چند

لمحوں بعد چیف سیکرٹری نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

" جناب۔ میں آپ سے کیسے غلط بیانی کر سکتا ہوں۔ مجھے میرے آدمی نے رپورٹ دی ہے کہ کرنل کارسن پاکیشیائی ایجنٹوں کو جو بے ہوش تھے لے کر سٹیورڈ روڈ پر اپنے اڈے ٹی الیون پر گئے اور پھر میرے آدمی کو اس وقت پتہ چلا جب اس کا پھاٹک کھلا ہوا تھا اور چونکہ یہ خلاف معمول بات تھی اس لئے میرے آدمی نے چیکنگ کی تو اس نے دیکھا کہ اندر ایک کمرے میں کرنل کارسن اور اس کے آدمیوں کی لاشیں پڑی ہوئی ہیں۔ اس نے مجھے رپورٹ دی تو میں نے سپیشل ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر فون کر کے انہیں بتا دیا اور اب آپ کو اطلاع دے رہا ہوں"۔ بلیک نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" وری بیڈ۔ یہ سب آخر کیسے ہو گیا۔ کرنل کارسن تو انہیں بے ہوشی کے عالم میں اٹھا کر لے گیا تھا۔ اس نے ان سے پوچھ گچھ کرنی تھی پھر کیسے یہ سب کچھ ہو گیا۔ یہ انتہائی خطرناک معاملہ ہے"۔ چیف سیکرٹری نے کہا۔

" جناب۔ یہ لوگ حد درجہ شاطر، ہوشیار اور تیز لوگ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ میرے کئی ایجنٹ ان کے ہاتھوں مارے گئے ہیں اس سے پہلے میرے ایک ایجنٹ کارٹر نے انہیں گرفتار کر لیا تھا لیکن پھر اس کے ساتھ بھی وہی ہوا جو کرنل کارسن کے ساتھ ہوا ہے۔ ویسے میرے آدمی انہیں تلاش کر رہے ہیں"...... بلیک نے کہا۔

" ہاں۔ اب مجھے بھی احساس ہو رہا ہے کہ سٹار ایجنسی کا قصور

نہیں ہے۔ یہ لوگ واقعی حد درجہ خطرناک ہیں کہ کرنل کارسن جیسا آدمی بھی ان کے ہاتھوں ہلاک ہو گیا ہے۔ ویری بیڈ۔ اب مجھے ڈاکٹر ہومز کو ہوشیار کرنا پڑے گا"...... چیف سیکرٹری نے کہا۔

"جناب۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہمیں ان کی لیبارٹری کا علم نہیں ہے اس لئے ہم صرف شہر میں ہی انہیں ٹریس کرتے رہ گئے ہیں۔ اگر ہمیں معلوم ہوتا تو ہم وہاں پکٹنگ کر لیتے اور پھر یہ لوگ آسانی سے مارے جا سکتے تھے"...... بلیک نے کہا۔

"ہاں۔ آپ کی بات درست ہے۔ اب ڈاکٹر ہومز کو سب کچھ اوپن کرنا پڑے گا۔ اب معاملات کو خفیہ رکھنا ملکی مفادات کے خلاف ہے بہر حال آپ انہیں ٹریس کریں۔ میں ڈاکٹر ہومز سے سب کچھ معلوم کر کے آپ کو فون کر کے تفصیل بتاتا ہوں۔ اب کرنل کارسن کی ہلاکت کے بعد سپیشل ایجنسی کو ہم سامنے نہیں لے آ سکتے"...... چیف سیکرٹری نے کہا۔

"یس سر"...... بلیک نے کہا اور دوسری طرف سے رابطہ ختم ہوتے ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر اب اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ کرنل کارسن کی ہلاکت کے بعد چیف سیکرٹری کا سٹار ایجنسی کے خلاف سارا غصہ جھاگ کی طرح بیٹھ گیا تھا۔ وہ چند لمحے سوچتا رہا کہ اب کسے ان کے مقابل لایا جائے کہ اچانک ایک خیال اس کے ذہن میں آیا تو وہ بے اختیار اچھل پڑا۔

"ہاں۔ یہ ٹھیک رہے گا۔ ریٹا یہ کام کر لے گی۔ اوہ واقعی۔ مجھے

پہلے خیال ہی نہیں آیا"...... بلیک نے کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ریٹا کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

"ریٹا سے بات کراؤ۔ میں بلیک بول رہا ہوں"...... بلیک نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ ریٹا بول رہی ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"بلیک بول رہا ہوں ریٹا"...... بلیک نے بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

"آج کیسے ریٹا یاد آ گئی تمہیں۔ کوئی خاص بات"...... دوسری طرف سے بھی بے تکلفانہ لہجے میں کہا گیا۔

"کیا تم سٹار ایجنسی کے ایک مشن پر کام کر دو گی۔ معاوضہ تمہیں منہ مانگا ملے گا"...... بلیک نے کہا۔

"معاوضہ بھی منہ مانگا ملے اور کام ریٹا نہ کرے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے لیکن ایسا کیا کام ہے کہ تم نے اپنی وسیع اور باوسائل تنظیم سے ہٹ کر مجھے کال کیا ہے"...... ریٹا نے کہا تو بلیک نے اسے پاکیشیائی ایجنٹوں کے لیبارٹری کے خلاف کام کرنے کی ساری روئیداد شروع سے آخر تک سنا دی۔

"اوہ۔ اوہ۔ کرنل کارسن کو بھی ہلاک کر دیا گیا ہے۔ ویری بیڈ۔

ویسے مجھے تمہارے آدمیوں کی ہلاکت کی تو اطلاع مل گئی تھی لیکن کرنل کارسن کے بارے میں ابھی تک کوئی اطلاع نہیں ملی تھی اور جہاں تک ان پاکیشیائی ایجنٹوں کا تعلق ہے تو میں یہ کام زیادہ آسانی سے کر سکتی ہوں کیونکہ سناکی شہر میں میرے آدمی حشرات الارض کی طرح ہر جگہ پھیلے ہوئے ہیں لیکن یہ سن لو کہ معاوضہ دس لاکھ ڈالر ہو گا"...... ریٹا نے کہا۔

"میں تمہیں بیس لاکھ ڈالر دوں گا لیکن مسئلہ صرف انہیں ٹریس کرنے کا نہیں ہے انہیں ہلاک بھی کرنا ہے"...... بلیک نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ وہ بھی ہو جائے گا تم دس لاکھ ڈالر بھجوا دو باقی کا بھی بندوبست کر رکھو۔ زیادہ سے زیادہ آج رات تک مشن مکمل ہو جائے گا"...... ریٹا نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

"کہاں بھجوا دوں"...... بلیک نے کہا۔

"میرے کلب میں تمہارا آدمی کاؤنٹر پر آکر تمہارا نام لے گا تو اسے مجھ تک پہنچا دیا جائے گا"...... دوسری طرف سے ریٹا نے کہا۔

"اوکے۔ میں بھجواتا ہوں"...... بلیک نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور رسیور رکھ کر اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور کسی کو دس لاکھ ڈالر کا گارنٹڈ چیک ریٹا کلب پہنچانے کی تفصیلی ہدایات دے کر اس نے رسیور رکھ دیا۔ اسے اب مکمل یقین تھا کہ رات پڑنے سے پہلے پہلے یہ پاکیشیائی ایجنٹ واقعی مارے جائیں گے کیونکہ اسے معلوم تھا کہ سناکی میں ریٹا کی مخبری کی تنظیم سب سے بڑی اور

سب سے مؤثر تنظیم ہے اور ریٹا انتہائی شاطر عورت ہے اور چونکہ وہ نسلاً یہودی ہے اس لئے دولت کو وہ ہر چیز پر فوقیت دیتی ہے اس لئے اسے یقین تھا کہ بیس لاکھ ڈالر کے لئے وہ پاکیشیائی ایجنٹ تو کیا آدھے شہر کو بھی گولیوں سے اڑا سکتی ہے۔

ریٹا نے رسیور رکھا تو اس کے چہرے پر انتہائی مسرت کے
تاثرات ابھر آئے تھے اسے پہلے سے لیبارٹری کے خلاف ہونے والی
جدوجہد کا علم تھا اور جب راجر ہلاک ہوا تھا تو اسے اطلاع مل گئی تھی
اور چونکہ راجر کی بلیک ایریا میں بے پناہ اہمیت تھی اس لئے راجر کی
ہلاکت پر ریٹا بے اختیار چونک پڑی تھی اور پھر اس نے اس معاملے
میں دلچسپی لینا شروع کر دی تھی اور اب جب اسے کرنل کارسن کی
موت کا علم ہوا تو وہ سمجھ گئی کہ یہ پاکیشیائی ایجنٹ انتہائی تیز اور
شاطر لوگ ہیں لیکن چونکہ اس کا اس سارے معاملے سے کوئی تعلق
نہیں تھا اور نہ ہی اسے کسی طرف سے کوئی رقم ملنے کا سکوپ نظر آ رہا
تھا اس لئے وہ بھی خاموش رہی تھی لیکن اب بلیک نے جب خود ہی
اسے بیس لاکھ ڈالر کی آفر کی تو اس کی رگ یہودیت پھڑک اٹھی
تھی۔ اسے اچانک خیال آگیا کہ وہ یہودی ہے اور مزید بھی رقم حاصل

کر سکتی ہے۔ اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس
کرنے شروع کر دیئے۔

"سپیشل ایجنسی ہیڈ کوارٹر"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ
آواز سنائی دی۔

"ریٹا کلب سے میڈم ریٹا بول رہی ہوں۔ میں نے سنا ہے کہ
کرنل کارسن ہلاک ہو چکے ہیں اب ان کی جگہ کون چیف بنا
ہے"...... ریٹا نے کہا۔

"میجر رچمنڈ کو ترقی دے کر چیف بنایا گیا ہے اور اب وہ میجر کی
بجائے کرنل رچمنڈ ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ان سے بات کراؤ۔ وہ مجھے اچھی طرح جانتے ہیں"...... ریٹا نے
مسکراتے ہوئے کہا اسے پہلے سے اس بارے میں معلوم تھا لیکن اس
نے جان بوجھ کر پوچھا تھا تاکہ سپیشل ایجنسی والوں کو بھی معلوم نہ
ہو سکے کہ ان کی مخبری کی جا رہی ہے۔

"ہیلو۔ کرنل رچمنڈ بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک
بھاری آواز سنائی دی۔

"ریٹا بول رہی ہوں رچمنڈ۔ مبارک ہو۔ تمہاری تو لاٹری نکل
آئی ہے۔ یکلخت میجر سے کرنل بھی بن گئے اور سپیشل ایجنسی کے
چیف بھی"...... ریٹا نے انتہائی بے تکلفانہ لہجے میں کہا کیونکہ اس
کے رچمنڈ سے انتہائی بے تکلفانہ تعلقات تھے۔

"ارے کہاں سے بول رہی ہو"...... دوسری طرف سے چونک

کر کہا گیا۔

"اپنے کلب سے۔ کیوں"...... ریٹا نے چونک کر کہا۔

"مجھے تو تمہارا خیال ہی نہیں آیا تھا۔ اب تم نے فون کیا ہے تو مجھے خیال آیا ہے کہ کرنل کارسن کے قاتل پاکیشیائی ایجنٹوں کو تم سب سے جلدی ٹریس کر سکتی ہو۔ بولو۔ یہ کام کرو گی"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"میری کوئی سرکاری حیثیت نہیں ہے۔ جبکہ تم تو ایک بہت بڑی ایجنسی کے چیف بن گئے ہو۔ تم خود یہ کام کیوں نہیں کرتے"...... ریٹا نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ تمہارے آدمی حشرات الارض کی طرح پورے سناکی میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اس لئے تم یہ کام زیادہ آسانی سے کر سکتی ہو۔ ویسے تم بے فکر رہو۔ تمہیں معاوضہ ملے گا"۔ کرنل رچمنڈ نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن تمہیں یہ لوگ زندہ چاہئیں یا مردہ"...... ریٹا نے کہا۔

"کیا مطلب۔ میں تمہاری بات کا مطلب نہیں سمجھا"...... کرنل رچمنڈ نے چونک کر اور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اگر زندہ چاہئیں تو تمہیں دس لاکھ ڈالر دینے ہوں گے اور مردہ چاہئیں تو بیس لاکھ ڈالر۔ بولو۔ کیا کہتے ہو"...... ریٹا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں تمہیں دس لاکھ ڈالر دینے کے لئے تیار ہوں لیکن مجھے وہ زندہ چاہئیں کیونکہ میں اپنے ہاتھوں سے انہیں ہلاک کرنا چاہتا ہوں"...... کرنل رچمنڈ نے کہا۔

"او کے۔ چیک بنوا کر مجھے بھجوا دو۔ رات تک تمہیں یہ لوگ مل جائیں گے"...... ریٹا نے کہا۔

"او کے"...... کرنل رچمنڈ نے کہا تو ریٹا نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ ڈاکٹر ہومز بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے ایک سخت سی آواز سنائی دی۔

"ریٹا بول رہی ہوں ڈاکٹر۔ کیا بات ہے۔ نہ تم اب کلب آتے ہو اور نہ ہی مجھے وہاں کال کرتے ہو۔ کیا مجھے بھول گئے ہو"...... ریٹا نے انتہائی لاڈ بھرے لہجے میں کہا۔

"ارے۔ ارے۔ تم بھولنے والی چیز ہو ریٹا۔ تمہیں دیکھ کر اور تم سے مل کر تو مجھ جیسا بوڑھا بھی جوان ہو جاتا ہے لیکن ان دنوں میں ایک اہم کام میں مصروف ہوں اس لئے تم سے رابطہ نہیں کر سکا"...... دوسری طرف سے ڈاکٹر ہومز کی بے تکلفانہ آواز سنائی دی۔

"مجھے معلوم ہے کہ ان دنوں کیا ہو رہا ہے۔ پاکیشیائی ایجنٹ تمہاری لیبارٹری تباہ کرنے کے لئے یہاں سناکی میں کام کر رہے ہیں اور انہوں نے سٹار ایجنسی کے بھی بہترین ایجنٹ ہلاک کر دیئے ہیں

اور اب سپیشل ایجنسی کا کرنل کارسن بھی ان کے ہاتھوں ہلاک ہو گیا ہے"...... ریٹا نے کہا۔

"ہاں اور میں کرنل کارسن کی موت پر بے حد حیران ہوں۔ اسے تو میں نے ان ایجنٹوں کو بے ہوشی کے عالم میں خود دیا تھا۔ پھر وہ کیسے ان کے ہاتھوں ہلاک ہو گیا"...... ڈاکٹر ہومز نے کہا۔

"وہ انتہائی خطرناک ترین ایجنٹ ہیں ڈاکٹر ہومز اور وہ نہ سٹار ایجنسی کے بس کے ہیں اور نہ ہی سپیشل ایجنسی کے۔ اس لئے وہ لامحالہ تمہاری لیبارٹری اور تمہاری زندگی کے لئے خطرہ بنے رہیں گے لیکن اگر تم کہو تو میں انہیں ہلاک کرا سکتی ہوں"...... ریٹا نے کہا۔

"کیا واقعی ۔ کیا تم یہ کام کرا لو گی۔ کیسے"...... ڈاکٹر ہومز نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہیں معلوم تو ہے کہ میں کلب کی مالکہ ہوں اور میرے تعلقات سناکی کے ایسے تمام گروپس سے ہیں جو ایسے کام کرتے ہیں۔ مخبری کا ایک گروپ ایسا ہے جو چند گھنٹوں میں انہیں ٹریس کر لے گا اور ایک دوسرا گروپ ہے جو چند لمحوں میں انہیں ہلاک کر دے گا"...... ریٹا نے کہا۔

"اوہ ۔ اگر ایسا کر سکتی ہو تو ضرور کرو۔ یہ تمہاری مجھ پر خاص مہربانی ہو گی کیونکہ ان کی وجہ سے میرا ذہنی سکون بھی تباہ ہو کر رہ گیا ہے اور میرے کام کا بھی بے حد حرج ہو رہا ہے"...... ڈاکٹر ہومز نے کہا۔

"لیکن یہ دونوں گروپس تو بہرحال معاوضہ لیں گے۔ اگر تم معاوضے کا بندوبست کر دو تو آج رات تک یہ کام ہو جائے گا"۔ ریٹا نے اصل بات پر آتے ہوئے کہا۔

"کتنا معاوضہ"...... ڈاکٹر ہومز نے چونک کر کہا۔

"پانچ لاکھ ڈالر ایک گروپ لے گا اور پانچ لاکھ ڈالر دوسرا گروپ اور یہ بھی میری وجہ سے ورنہ وہ دس دس لاکھ ڈالر سے کم پر کام ہی نہیں کرتے"...... ریٹا نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں چیف سیکرٹری سے کہہ کر تمہیں یہ رقم دلوا دوں گا۔ تم کام کر دو"...... ڈاکٹر ہومز نے کہا۔

"اوکے ۔ پھر چیف سیکرٹری کو کہہ دو کہ چیک تیار رکھے کام آج رات تک مکمل ہو جائے گا"...... ریٹا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اگر آج رات کام کر دو تو کل میری طرف سے دعوت ہے۔ یہاں لیبارٹری آ جانا مل کر جشن منائیں گے"...... ڈاکٹر ہومز نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ کل میں لیبارٹری آ کر جشن بھی مناؤں گی اور چیک بھی لے لوں گی"...... ریٹا نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ منظور ہے"...... ڈاکٹر ہومز نے کہا تو ریٹا نے رسیور رکھ دیا اس بوڑھے ڈاکٹر ہومز سے وہ خاصی لمبی لمبی رقمیں اکثر اینٹھتی رہتی تھی اس لئے اسے معلوم تھا کہ جشن کا کیا مطلب ہوتا

ہے اب اس کی آنکھوں میں تیز چمک آ گئی تھی کیونکہ اس نے ایک ہی کام کا تین طرف سے معاوضہ وصول کرنے کا بندوبست کر لیا تھا باقی رہیں لاشیں تو یہ اس کے لئے معمولی کام تھا۔ ڈاکٹر ہومز کو تو صرف اطلاع دینی تھی جبکہ وہ پانچ افراد کی لاشیں بلیک کو مہیا کر کے اس سے اور اصل آدمیوں کو زندہ کرنل رچمنڈ کے حوالے کر کے اس سے دس لاکھ ڈالر وصول کرنے کا پلان بنا لیا تھا۔ اس نے تیزی سے ہاتھ بڑھایا اور ایک بار پھر رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" جارج بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

" ریٹا بول رہی ہوں جارج"...... ریٹا نے سخت لہجے میں کہا۔

" یس میڈم"...... دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ یکلخت انتہائی مؤدبانہ ہو گیا۔

" جارج پوری تنظیم کو اطلاع دے دو کہ ان پاکیشیائی ایجنٹوں کو فوری طور پر ٹریس کر کے تمہیں رپورٹ دیں۔ وہی پاکیشیائی ایجنٹ جنہوں نے راجر کو ہلاک کیا تھا"...... ریٹا نے کہا۔

"یس میڈم"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" فوری معلوم کر کے مجھے رپورٹ دو۔ میں تمہاری رپورٹ کی منتظر رہوں گی"...... ریٹا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا اور پھر ایک گھنٹے بعد جارج کی کال آ گئی۔

" یس"...... ریٹا نے کہا۔

" میڈم۔ ان کے بارے میں اطلاع مل گئی ہے وہ اس وقت راسٹن مارکیٹ میں موجود ہیں اور وہاں وہ کسی خاص مشینری کی خریداری کے سلسلے میں مصروف ہیں"...... جارج نے کہا۔

" ان کی تعداد کتنی ہے"...... ریٹا نے پوچھا۔

" پانچ ہیں میڈم"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ان کی نگرانی کراؤ اور جہاں ان کی رہائش ہو وہاں سے مجھے کال کرو اور سن لو کہ وہ انتہائی خطرناک ایجنٹ ہیں اس لئے ان کی نگرانی مشینری کے ذریعے کرانا"...... ریٹا نے کہا۔

" یس میڈم"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ریٹا نے رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً دو گھنٹوں بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" یس۔ ریٹا بول رہی ہوں"...... ریٹا نے کہا۔

" جارج بول رہا ہوں میڈم"...... دوسری طرف سے جارج کی آواز سنائی دی۔

" یس۔ کیا رپورٹ ہے"...... ریٹا نے کہا۔

" میڈم۔ یہ لوگ اس وقت ریڈ سٹار کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ اے بلاک میں موجود ہیں۔ میں اکیلا تھری ایس سے نگرانی کر رہا ہوں۔ باقی افراد کو میں نے واپس بھیج دیا ہے تاکہ ان لوگوں کو نگرانی کا علم نہ ہو جائے"...... جارج نے کہا۔

" اوکے ۔ نگرانی جاری رکھو۔ میں ان کے خاتمے کا بندوبست کرتی ہوں۔ تم مجھے دس منٹ بعد فون کرنا"...... ریٹا نے کہا۔

" یس میڈم"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ریٹا نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" راسٹرم بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ریٹا بول رہی ہوں"...... ریٹا نے کہا۔

" اوہ ۔ یس میڈم"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

" ایک کام تمہارے لئے ہے راسٹرم"...... ریٹا نے کہا۔

" حکم کریں میڈم"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" اپنے سیکشن کو لے کر ریڈ سٹار کالونی میں چلے جاؤ۔ وہاں کوٹھی نمبر بارہ اے بلاک میں پانچ افراد موجود ہیں انہیں فنش کرنا ہے لیکن یہ سن لو کہ یہ لوگ انتہائی خطرناک سیکرٹ ایجنٹ ہیں اس لئے ایسا نہ ہو کہ الٹا تم مارے جاؤ"...... ریٹا نے کہا۔

" اوہ ۔ ایسی کوئی بات نہیں مادام۔ ہمارے پاس اس قسم کے ایجنٹوں سے نمٹنے کے ایک ہزار ایک طریقے ہیں۔ آپ بے فکر رہیں۔ ویسے آپ نے اچھا کیا کہ ہمیں آگاہ کر دیا اب آپ ہمارا کام دیکھیں گی"...... راسٹرم نے کہا۔

" تمہارا معاوضہ تمہیں پہنچ جائے گا لیکن کام بے داغ انداز میں کرنا اور سنو۔ مجھے ان کی لاشیں صحیح سلامت چاہئیں"...... ریٹا نے کہا۔

" ایسا ہی ہو گا"...... دوسری طرف سے راسٹرم نے کہا۔

" جیسے ہی کام مکمل ہو مجھے اطلاع دینا"...... ریٹا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ اسی لمحے اسے اطلاع ملی کہ بلیک کا بھیجا ہوا آدمی کاؤنٹر پر موجود ہے تو اس نے اسے دفتر میں کال کر لیا اور پھر اس سے گارنٹڈ چیک لے کر اس نے اسے واپس بھیج دیا۔ اس نے گو کرنل رچمنڈ سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اسے ان ایجنٹوں کو زندہ پہنچائے گی لیکن اس نے ارادہ تبدیل کر لیا تھا کیونکہ یہ انتہائی خطرناک ایجنٹ تھے اوراگر وہ کسی بھی طرح ہوش میں آ جاتے تو ہو سکتا تھا کہ وہ خود ان کا نشانہ بن جاتی اس لئے اس نے انہیں فوری طور پر لاشوں میں تبدیل کرانے کا فیصلہ کر لیا تھا اور اب وہ پوری طرح مطمئن تھی کہ راسٹرم جس کا گروپ اپنے کام میں ماہر ہے یہ کام بھی آسانی سے مکمل کر لے گا۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت ابھی اس خفیہ مارکیٹ سے واپس آیا تھا جہاں وہ سٹاپر ایکس خریدنے گیا تھا اور پھر اسے اور اس کے ساتھیوں کو کئی دکانوں پر چکر لگانا پڑا کیونکہ جس قدر پاور کا سٹاپر ایکس عمران خریدنا چاہتا تھا اس سے کم پاور کا مل رہا تھا لیکن پھر ایک دکان پر اسے اس کے مطلب کے سٹاپر ایکس مل گیا اور وہ اسے خرید کر واپس آ گئے تھے ۔ اس وقت سوائے نعمانی کے باقی سب بڑے کمرے میں بیٹھے رات کو لیبارٹری میں گھسنے کے بارے میں بات چیت کر رہے تھے کہ اچانک نعمانی تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے میں داخل ہوا۔

" میرا خیال ہے کہ ہماری مشینی نگرانی ہو رہی ہے "...... نعمانی نے کہا تو عمران سمیت سب بے اختیار چونک پڑے ۔

"کیا مطلب۔ مشینی نگرانی "...... عمران نے چونک کر کہا۔

" میں ویسے ہی کوٹھی کا راؤنڈ لگانے گیا تھا کہ میں نے اوپر روشندان کے شیشے پر سرخ لائنوں کی جھلک دیکھی تو میں چونک پڑا۔ میں سیڑھیاں چڑھ کر اوپر گیا اور پھر میں نے کھڑکی کے شیشے پر بھی سرخ لائنوں کو جھملاتے ہوئے دیکھ لیا اور مجھے یقین ہے کہ تقریباً تین سو گز کے فاصلے سے تھری ایس سے نگرانی کی جا رہی ہے "...... نعمانی نے کہا تو عمران بے اختیار اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

" اوہ ۔ اوہ ۔ ویری بیڈ۔ یہ کون ہو سکتے ہیں۔ کیا سٹار ایجنسی یا سپیشل ایجنسی "...... عمران نے کہا۔

" عمران صاحب ۔ جو بھی ہوں بہرحال پہلے انہیں کور کرنا چاہئے آؤ نعمانی میرے ساتھ ہم انہیں چیک کر کے اٹھا لائیں۔ مشینی نگرانی کرنے والوں کی تعداد زیادہ نہیں ہوا کرتی "...... صدیقی نے کہا۔

" میں بھی چلتا ہوں "...... خاور نے بھی اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ تینوں تیزی سے قدم اٹھاتے ہوئے کمرے سے باہر چلے گئے جبکہ عمران کے پاس اب صرف چوہان رہ گیا تھا۔

" کرنل کارسن یا اس کی سپیشل ایجنسی کو تو ہماری اس رہائش گاہ کا علم ہی نہ تھا۔ ہم بے ہوشی کے عالم میں اس کے حوالے کئے گئے تھے اور وہ سٹار ایجنسی کا کارٹر اس رہائش گاہ سے واقف تھا وہ ہلاک ہو چکا ہے پھر یہ لوگ یہاں کیسے پہنچ گئے "...... عمران نے خود کلامی کے سے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

" عمران صاحب ۔ ہو سکتا ہے کہ اس خفیہ مارکیٹ میں ہمیں

چیک کر لیا گیا ہو"...... چوہان نے کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

" اوہ ہاں۔ واقعی ایسا ہو سکتا ہے۔ ٹھیک ہے "...... عمران نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد صدیقی اور خاور اندر داخل ہوئے خاور کے کاندھے پر ایک آدمی لدا ہوا تھا اسے فرش پر لٹا دیا گیا جبکہ نعمانی کے ہاتھ میں ایک عجیب سی ساخت کی مشین تھی۔

" نعمانی تم خاور کے ساتھ وہیں ٹھہرو۔ ہو سکتا ہے کہ اس آدمی نے کسی کو اطلاع دے دی ہو اور وہ وہاں پہنچ کر ہی آگے بڑھیں گے"...... عمران نے کہا۔

" عمران صاحب۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ اگر اس نے کسی کو اطلاع دے دی ہو تو وہ براہ راست یہاں حملہ کر دیں اس لئے میرا خیال ہے کہ ہم ساتھ والی کوٹھی میں شفٹ ہو جائیں اس کے باہر برائے فروخت کا بورڈ موجود ہے"...... صدیقی نے کہا۔

" ٹھیک ہے لیکن پھر چوہان اس کوٹھی سے باہر رک کر اس کی نگرانی کرے گا تاکہ جو کارروائی ہو اس کا ہمیں علم ہو سکے "۔ عمران نے کہا اور پھر انہوں نے سارا سامان پیک کیا اور تھوڑی دیر بعد وہ اس آدمی کو اٹھا کر ساتھ والی کوٹھی میں شفٹ ہو گئے جبکہ چوہان، نعمانی اور خاور اس آدمی کو عمران کے پاس چھوڑ کر عقبی طرف سے باہر چلے گئے تھے۔

" اسے رسی سے باندھ دو"...... عمران نے کہا تو صدیقی سٹور سے رسی تلاش کر کے لے آیا اور پھر عمران اور صدیقی دونوں نے مل کر

اس آدمی کو کرسی پر رسی سے باندھ دیا۔ پھر عمران نے اس کی ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب اس کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے شروع ہو گئے تو اس نے ہاتھ ہٹائے اور سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ صدیقی ویسے ہی اٹھ کر کمرے سے باہر چلا گیا تھا کیونکہ یہاں بھی خطرہ ہو سکتا تھا اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ ان کے خلاف اچانک کوئی کارروائی ہو جائے۔

" یہ۔ یہ کیا ہے۔ م۔ میں کہاں ہوں۔ کیا مطلب "...... اس آدمی نے ہوش میں آتے ہی بے اختیار اٹھنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے کہا۔

" تمہارا نام کیا ہے"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

" تم۔ تم کون ہو اور یہ مجھے یہاں کیسے لایا گیا ہے"...... اس آدمی نے عمران کی بات کا جواب دینے کی بجائے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ چونک پڑا تھا۔

" تم تھری ایس سے ہماری نگرانی کر رہے تھے لیکن تمہیں معلوم نہیں تھا کہ تمہاری تھری ایس ریز کی جھلملاہٹ اوپر والی منزل کی کھڑکیوں پر پڑ رہی تھی جس کی وجہ سے تمہیں چیک کر کے یہاں لایا گیا ہے"...... عمران نے کہا۔

" م۔ میں تو ایسا نہیں کر رہا تھا۔ میں تو بے گناہ ہوں"۔ اس آدمی نے رک رک کر کہا تو عمران نے جیب سے مشین پسٹل نکالا اور اس کی کنپٹی سے لگا دیا۔ اس کے چہرے پر انتہائی سفاکی کے تاثرات

ابھر آئے تھے۔

" صرف پانچ تک گنوں گا اس کے بعد ٹریگر دبا دوں گا تم صرف نگرانی کر رہے تھے اس لئے اگر تم سب کچھ سچ بتا دو تو تمہیں چھوڑا جا سکتا ہے ورنہ تمہاری لاش کا بھی کسی کو علم نہ ہو گا اور گٹر کے کیڑے تمہاری لاش کو کھا جائیں گے۔ بولو۔ ورنہ "...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے گنتی شروع کر دی۔

" رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ مت مارو مجھے۔ میں بتاتا ہوں لیکن اگر تم اس کوٹھی میں ہو تو یہاں سے خود بھی نکل جاؤ اور مجھے بھی لے جاؤ ورنہ ابھی یہاں ریڈ ہو جائے گا"...... اس آدمی نے انتہائی خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔ وہ چونکہ شاید صرف نگرانی کا کام کرتا تھا اس لئے فیلڈ کا اسے تجربہ ہی نہ تھا اور وہ انتہائی خوفزدہ ہو رہا تھا۔

" تم بے فکر رہو۔ ہم اس کوٹھی میں نہیں ہیں جہاں تم نے ہمیں چیک کیا تھا تم تفصیل بتاؤ"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

" اوہ۔ اوہ۔ تو پھر تم کہاں آگئے ہو"...... اس نے چونک کر کہا۔

" میں دوبارہ گنتی شروع کر رہا ہوں"...... عمران کا لہجہ یکلخت مزید سرد ہو گیا تھا۔

" مم۔ مم۔ میں بتاتا ہوں۔ میرا نام جارج ہے اور میں ریٹا کلب کی میڈم ریٹا کی سناکی میں انتہائی وسیع پیمانے پر مخبری کرنے والی تنظیم کا فیلڈ انچارج ہوں"...... جارج نے جلدی سے بولنا شروع کر

دیا اور پھر اس نے پوری تفصیل بتا دی۔ عمران نے اس سے سوالات کر کے مزید باتیں بھی معلوم کر لیں۔

" تمہاری اس میڈم ریٹا کا لیبارٹری سے کیا تعلق"...... عمران نے کہا۔

" وہ۔ وہ لیبارٹری انچارج ڈاکٹر ہومز کی عورت بھی ہے۔ ڈاکٹر ہومز یہاں کلب میں آکر کئی کئی دن اس کے ساتھ گزارتا ہے اور میڈم ریٹا کئی بار وہاں لیبارٹری میں جا کر اس کے ساتھ رہا کرتی ہے۔ وہ ویسے تو بوڑھا آدمی ہے لیکن ریٹا اسے احمق بنا کر اس سے بھاری دولت حاصل کر لیتی ہے اور مجھے معلوم ہے کہ ریٹا کو سٹار ایجنسی کے چیف بلیک نے اور سپیشل ایجنسی کے نئے چیف کرنل رچمنڈ نے اس کام پر مامور کیا ہے۔ اس نے ان سے تمہاری ہلاکت کے بھاری سودے کئے ہیں اور پھر اس نے ڈاکٹر ہومز کو بھی فون کر کے اس سے وعدہ لے لیا ہے کہ تمہاری ہلاکت پر وہ چیف سیکرٹری سے اسے بھاری معاوضہ دلائے گا۔ ریٹا یہودن ہے اور وہ دولت اکٹھی کرنے کے جنون میں مبتلا ہے"...... جارج نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

" کیا تم اس کے ساتھ رہتے ہو جو تمہیں ساری باتوں کا علم ہے"...... عمران نے کہا۔

" فون کر کے اور کوٹھی بتا کر یہ سب کچھ کہا جو میں نے تمہیں بتا دیا ہے"...... جارج نے جواب دیا۔

" جب تمہاری تنظیم اتنی باوسائل اور وسیع ہے تو یہ نگرانی کرنے تم خود کیوں آئے ہو "...... عمران نے کہا۔

" ہمارے آدمیوں نے تمہیں مشینری کی خفیہ مارکیٹ میں چیک کر لیا تھا اور پھر یہاں تمہاری رہائش گاہ پر پہنچ گئے جب میں نے میڈم ریٹا کو رپورٹ دی تو اس نے کہا کہ تم انتہائی خطرناک ایجنٹ ہو اس لئے میں اکیلا دہاں جا کر تھری ایس کے ساتھ دور سے نگرانی کروں۔ وہ راسٹرم اور اس کے آدمیوں کو بھیج کر تمہیں ہلاک کرا دے گی تو پھر میں واپس آجاؤں اس لئے میں خود یہاں آیا اور میں نے باقی آدمیوں کو واپس بھجوا دیا "...... جارج نے کہا۔

" راسٹرم کون ہے۔ کیا یہ ریٹا کا آدمی ہے "...... عمران نے پوچھا۔

" نہیں۔ وہ سناکی کا انتہائی خوفناک قاتل ہے اس نے قاتلوں کا ایک پورا گروپ بنایا ہوا ہے اور یہ لوگ اپنے کام میں اس قدر ماہر ہیں کہ آج تک ان سے کوئی نہیں بچ سکا۔ سناکی میں مشہور ہے کہ جس کے پیچھے راسٹرم لگ جائے موت اس کا مقدر بن جاتی ہے "...... جارج نے جواب دیا۔

" کہاں رہتا ہے وہ "...... عمران نے کہا۔

" وہ راسٹرم کلب کا مالک اور جنرل مینجر ہے۔ پرسٹن روڈ پر راسٹرم کلب ہے "...... جارج نے جواب دیا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور اس کے سارے ساتھی اندر داخل ہوئے۔

" کیا ہوا۔ تم سب آگئے ہو "...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

" ایک کار میں چار آدمی آئے تھے۔ ان میں سے ایک آدمی نے سائیڈ سے کوٹھی کے اندر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کی اور پھر اندر جا کر پھاٹک کھول دیا۔ باقی تینوں اتر کر اندر گئے اور پھر کچھ دیر بعد واپس آکر کار میں بیٹھے اور واپس چلے گئے "...... چوہان نے کہا۔

" راسٹرم کا حلیہ کیا ہے جارج "...... عمران نے کہا تو جارج نے حلیہ بتا دیا۔

" ہاں۔ ان میں سے ایک اسی حلیے کا تھا "...... چوہان نے جواب دیا پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی جارج کی جیب سے سیٹی کی آواز سنائی دینے لگی تو عمران نے بجلی کی سی تیزی سے جھک کر اس کی جیب سے ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر نکال لیا۔ سیٹی کی آواز اسی میں سے سنائی دے رہی تھی۔

" اس کا منہ بند کر دو۔ عمران نے ٹرانسمیٹر لے کر کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو صدیقی نے آگے بڑھ کر جارج کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ عمران نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

" ہیلو۔ ہیلو۔ ریٹا کالنگ۔ اوور "...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ تحکمانہ تھا۔

" یس میڈم۔ میں جارج بول رہا ہوں۔ اوور "...... عمران نے جارج کی آواز اور لہجے میں کہا تو جارج کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں لیکن ظاہر ہے منہ بند ہونے کی وجہ سے وہ اس حیرت کا اظہار

نہیں کر سکتا تھا۔

" کہاں ہو تم۔ راسٹرم نے ابھی اطلاع دی ہے کہ کوٹھی خالی پڑی ہے۔ وہاں کوئی آدمی ہی نہیں ہے۔ اس کا کیا مطلب ہوا"۔ دوسری طرف سے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا گیا۔

" میڈم۔ وہ لوگ باہر تو نہیں نکلے۔ شاید کسی خفیہ راستے سے فرار ہو گئے ہوں گے۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

" اوہ۔ ویری بیڈ۔ لیکن انہیں کیسے معلوم ہو گیا کہ ان کی نگرانی ہو رہی ہے۔ اوور"...... ریٹا نے چیختے ہوئے کہا۔

" میں کیا کہہ سکتا ہوں میڈم۔ ویسے آپ بے فکر رہیں ہم انہیں جلد ہی دوبارہ ٹریس کر لیں گے۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ واپس آؤ اور انہیں دوبارہ تلاش کرو۔ ہم نے آج رات سے پہلے پہلے انہیں ہر قیمت پر لاشوں میں تبدیل کرنا ہے۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" یس میڈم۔ اوور"...... عمران نے کہا اور پھر دوسری طرف سے اوور اینڈ آل کے الفاظ سن کر اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

" تم۔ تم۔ یہ کس طرح کر لیتے ہو۔ یہ تو ناممکن ہے"۔ صدیقی کے ہاتھ ہٹاتے ہی جارج نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" اسے آف کر دو صدیقی"...... عمران نے خشک لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے تڑتڑاہٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی جارج کی چیخ سے کمرہ گونج اٹھا اور چند لمحے تڑپنے کے بعد جارج ختم ہو گیا۔

" عمران صاحب۔ کون ہے یہ ریٹا اور اس جارج نے کیا بتایا ہے"...... صدیقی نے کہا تو عمران نے اسے ساری تفصیل بتا دی۔

" پھر اب آپ کا کیا پروگرام ہے"...... صدیقی نے کہا۔

" پروگرام کیا ہونا ہے۔ رات تک ہم اسی کوٹھی میں رہیں گے اور رات کو لیبارٹری پر کام کریں گے اور کیا پروگرام ہونا ہے"۔ عمران نے کہا۔

" اوہ نہیں عمران صاحب۔ آپ نے غور نہیں کیا کہ ریٹا اس لیبارٹری کے اندر جا چکی ہے پھر اس کی تنظیم اس قدر وسیع ہے کہ اس نے فوراً ہمارا کھوج لگا لیا۔ اگر نعمانی سرخ لائٹوں کو اچانک نہ دیکھ لیتا تو یقیناً ہم اب تک مارے جا چکے ہوتے۔ اس لئے اس راسٹرم کا خاتمہ پہلے کر لیں پھر اس ریٹا کو پکڑ کر اس سے لیبارٹری کا راستہ کھلوائیں اور پھر وہاں کارروائی کریں"...... صدیقی نے کہا۔

" اس کی کیا ضرورت ہے۔ ہم اپنے مشن سے ہٹ جائیں گے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" صدیقی درست کہہ رہا ہے عمران صاحب۔ ہمیں ان گروپس کا خاتمہ پہلے کرنا ہو گا ورنہ ہمیں ناقابل تلافی نقصان بھی پہنچ سکتا ہے"...... نعمانی نے کہا۔

" ارے۔ ارے۔ کیا مطلب۔ لیڈر میں ہوں اور تم نے حمایت اپنے چیف کی شروع کر دی ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"عمران صاحب ۔ ہم نے لیبارٹری سے فارمولا لے کر واپس بھی جانا ہے اور یہ لوگ حشرات الارض کی طرح پھیلے ہوئے ہیں"۔اس بار صدیقی نے کہا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"اوکے ۔ٹھیک ہے۔جیسے تم کہو۔اب جمہوریت کو تو بھگتنا ہی پڑے گا موجودہ دور میں ورنہ قدیم دور میں تو سردار جو کہتا تھا وہی ہوتا تھا اس لئے مجبوری ہے"...... عمران نے کہا تو سب ایک بار پھر ہنس پڑے۔

"آپ یہیں رہیں عمران صاحب اور ہمیں اجازت دیں ہم اس راسڑم اور ریٹا دونوں سے رات سے پہلے پہلے نمٹ لیں گے"۔ صدیقی نے کہا۔

"مطلب ہے کہ اب تم لیڈ کرو گے ۔اب میں فالتو اور بے کار چیز بن چکا ہوں"...... عمران نے کہا تو سب ایک بار پھر ہنس پڑے۔

"تو پھر آپ ہمارے ساتھ چلیں"...... صدیقی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"لیکن انہیں ہماری تعداد کا علم ہے اس لئے وہ فوراً سمجھ جائیں گے جبکہ اگر ہم لباس اور میک آپ تبدیل کر کے دو دو آدمی وہاں جائیں تو وہ ہمیں کسی صورت چیک نہ کر سکیں گے"...... نعمانی نے کہا۔

"چلو ٹھیک ہے۔ تم دو دو ہی کارروائی کرو بعد میں چیکنگ اور ساتھ ہی گنتی کریں گے"...... عمران نے کہا۔

"گنتی کس کی"...... صدیقی نے چونک کر کہا۔

"لاشوں کی"...... عمران نے کہا تو سب ایک بار پھر ہنس پڑے

"ٹھیک ہے۔میں اور خاور دونوں ریٹا کے خلاف کارروائی کرتے ہیں جبکہ آپ نعمانی اور چوہان اس راسڑم سے نمٹ لیں تاکہ کام بیک وقت مکمل ہو سکے"...... صدیقی نے کہا۔

"تم نے ریٹا سے کیا معلوم کرنا ہے"...... عمران نے کہا۔

"لیبارٹری کی اندرونی حفاظتی مشینری کی تفصیل اور کیا معلوم کرنا"...... صدیقی نے کہا۔

"اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا کیونکہ سٹاپر ایکس ویسے ہی وہاں کی تمام مشینری کو زیرو کر دے گا۔البتہ تم نے ریٹا سے صرف اس ڈاکٹر ہومز کا حلیہ وغیرہ معلوم کرنا ہے"...... عمران نے کہا تو نعمانی اونچی آواز میں ہنس پڑا۔

"اس سے کیا فرق پڑ جائے گا"...... صدیقی نے بھی ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے ۔آخر کچھ تو معلوم کرو گے ہی اس سے یا نہیں۔اسی لئے کہہ رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"چلیں آپ ایسا کریں کہ آپ ریٹا سے نمٹ لیں۔ہم راسڑم کے خلاف کام کرتے ہیں اس سے تو کچھ معلوم نہیں کرنا۔صرف اسے قتل کرنا ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"وہ انتہائی خطرناک قاتلوں کا گروپ ہے اس لئے تم صرف دو

وہاں مت جاؤ۔ تم چوہان کو بھی ساتھ لے جاؤ۔ میں اور نعمانی ریٹا کے حسن کی تعریفیں کرنے کے لئے کافی ہیں"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے"...... صدیقی نے فوراً تیار ہوتے ہوئے کہا۔

"ہمیں پھر رات کو اس کوٹھی میں اکٹھے ہونا ہے"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور صدیقی نے اثبات میں سرہلا دیا۔

ریٹا بڑی بے چینی کے عالم میں اپنے آفس میں موجود تھی کیونکہ جارج کی طرف سے اسے دوسری کال ہی نہ آئی تو ریٹا نے جارج کے آفس سے معلوم کیا تو اسے بتایا گیا کہ جارج واپس ہی نہیں آیا۔ اس نے جارج کو ٹرانسمیٹر پر کال کیا لیکن ٹرانسمیٹر اٹنڈ ہی نہیں کیا گیا۔ اس لئے ریٹا بے چین ہو رہی تھی اس کے ساتھ ساتھ اسے جارج کی صلاحیتوں کا بھی علم تھا۔ اسے معلوم تھا کہ جارج انتہائی سمجھدار آدمی ہے وہ لازماً کسی کلیو کے پیچھے ہو گا اور کام مکمل کر کے رپورٹ دینا چاہتا ہو گا۔ اس لئے وہ یہ سوچ کر مطمئن ہو جاتی تھی کہ اچانک میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ریٹا کے چہرے پر یکلخت مسکراہٹ ابھر آئی کیونکہ اسے یقین تھا کہ کال جارج کی طرف سے ہو گی۔

"یس"...... ریٹا نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

"راسٹرم کلب سے انتھونی بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی تو ریٹا بے اختیار چونک پڑی۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ انتھونی راسٹرم کا نائب ہے لیکن اسے کبھی انتھونی نے براہ راست کال نہ کی تھی اس لئے وہ چونک پڑی تھی۔

"کیا بات ہے۔ کیوں کال کی ہے"...... ریٹا نے کہا۔

"میڈم ریٹا۔ راسٹرم کو اس کے آفس میں گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے اور ابھی ابھی مجھے اطلاع ملی ہے کہ ہمارے اس سپیشل گروپ کو جسے چیف راسٹرم ڈیل کرتا تھا ان سب کو ان کی رہائش گاہ پر ہلاک کر دیا گیا ہے میں نے آپ کو اس لئے کال کیا ہے کہ مجھے معلوم تھا کہ آپ نے چیف راسٹرم کو ایک مشن دیا ہوا تھا۔ اب وہ مشن موجوہ حالات میں مکمل نہیں ہو سکتا البتہ اگر آپ چاہیں تو کچھ روز بعد میں اسے مکمل کر دوں گا کیونکہ پہلے مجھے چیف اور گروپ کے قاتلوں کو تلاش کر کے ختم کرانا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ریٹا کی حالت دیکھنے والی ہو گئی۔

"راسٹرم اور اس کے گروپ کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ اوہ۔ اوہ۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ کس نے ایسا کیا ہے۔ تفصیل بتاؤ"...... ریٹا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے صرف اتنا معلوم ہے کہ تین افراد کلب میں آئے اور پھر باس کے آفس میں چلے گئے۔ پھر وہ واپس گئے تو ہم نے کوئی خیال نہ کیا ایک گھنٹے بعد جب میں نے چیف سے ہدایات لینے کے لئے انہیں

فون کیا تو فون اٹنڈ ہی نہ کیا گیا پھر جب میں نے وہاں آدمی بھیجا تو پتہ چلا کہ چیف کا کوٹ ان کی پشت پر کافی نیچے کیا گیا ہے اور ان کے دونوں نتھنے کٹے ہوئے تھے۔ انہیں گولی مار کر ہلاک کیا گیا ہے اور پھر ابھی تھوڑی دیر پہلے اس گروپ کی ہلاکت کی اطلاع ملی ہے۔ یہ سب ایک ہی رہائش گاہ میں رہتے تھے۔ وہاں بھی تین افراد گئے اور انہوں نے سب کو گولیاں مار کر ہلاک کر دیا"...... انتھونی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"مگر یہ کون لوگ تھے اور کیوں انہوں نے کیسا کیا"...... ریٹا نے کہا۔

"یہ تو جب وہ ٹریس ہوں گے تو پتہ چلے گا"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ٹھیک ہے۔ اب تم نے چارج سنبھال لیا ہے تو ٹھیک ہے۔ بہرحال انہیں ضرور تلاش کراؤ میں بھی اپنی تنظیم کو احکامات دے دیتی ہوں کہ انہیں تلاش کریں۔ راسٹرم مجھے بے حد عزیز تھا"۔ ریٹا نے جواب دیا۔

"بے حد شکریہ"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ریٹا نے رسیور رکھ دیا۔

"یہ کون ہو سکتے ہیں۔ اس قدر دلیری سے کون کام کر سکتے ہیں"۔ ریٹا نے کہا اور اچانک ایک خیال کے تحت وہ چونک پڑی۔

"اوہ۔ اوہ۔ کہیں یہ پاکیشیائی ایجنٹوں کا کام تو نہیں"...... ریٹا

نے بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن پھر اس نے فوراً ہی اس خیال کو جھٹک دیا کیونکہ راسٹرم کے ساتھ تو ان کا ٹکراؤ ہوا ہی نہیں تھا اس لئے انہیں الہام تو نہیں ہو سکتا کہ راسٹرم اپنے آدمیوں سمیت ان کو ہلاک کرنے گیا تھا۔ ابھی وہ یہ سوچ ہی رہی تھی کہ میز پر پڑے ہوئے انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... ریٹا نے کہا۔

"کاؤنٹر سے میگی بول رہی ہوں میڈم۔ یہاں دو ایکریمین موجود ہیں ان کا کہنا ہے کہ ان کا تعلق ولنگٹن کے سٹار برادرز سے ہے اور وہ اپنے چیف کی طرف سے آپ سے کوئی بڑا بزنس کرنے آئے ہیں۔ ان کے نام مائیکل اور آرتھر ہیں"...... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"بزنس۔ کیسا بزنس"...... ریٹا نے چونک کر اور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ ویسے وہ سٹار برادرز سے بہت اچھی طرح واقف تھی۔

"ان کا کہنا ہے میڈم کہ آپ سے براہ راست بات ہو سکتی ہے۔ ایک کروڑ ڈالرز کا بزنس ہے"...... میگی نے جواب دیا۔

"اوہ اچھا۔ بھیجو انہیں"...... ریٹا نے ایک کروڑ ڈالرز کا سنتے ہی تیزی سے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"ایک کروڑ ڈالرز۔ ویری گڈ۔ یہ ہوئی ناں بات"...... ریٹا نے مسرت بھرے لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور دو ایکریمین اندر داخل ہوئے تو ریٹا بے اختیار اٹھ کر کھڑی ہو

گئی۔

"میرا نام ریٹا ہے"...... ریٹا نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"سوری میڈم۔ میرے ہاتھ میں الرجی ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ ویسے میرا نام مائیکل ہے اور یہ میرا ساتھی ہے آرتھر"۔ آگے آنے والے نے مسکراتے ہوئے کہا تو ریٹا نے ایک جھٹکے سے ہاتھ واپس کھینچا اور پھر کرسی پر بیٹھ گئی۔ اس کے چہرے پر کبیدگی کے تاثرات ابھر آئے تھے لیکن پھر اسے ایک کروڑ ڈالرز کا خیال آگیا تو اس کا چہرہ تیزی سے نارمل ہو گیا۔

"آپ کیا پینا پسند کریں گے"...... ریٹا نے کہا۔

"کچھ نہیں۔ ہم ڈیوٹی پر ہیں میڈم"...... مائیکل نے جواب دیا۔

"ڈیوٹی۔ کیسی ڈیوٹی"...... ریٹا نے چونک کر اور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہمیں سٹار برادرز کے چیف نے بھیجا ہے اور ہم آپ سے بزنس کرنے آئے ہیں اور یہ ڈیوٹی ہے"...... مائیکل نے مسکراتے ہوئے کہا تو ریٹا بھی بے اختیار ہنس پڑی۔

"ٹھیک ہے۔ بتائیں کیا کام ہے"...... ریٹا نے اشتیاق بھرے لہجے میں پوچھا۔

"یہاں ایک لیبارٹری ہے جس کا انچارج ڈاکٹر ہومز ہے اس لیبارٹری کا راستہ اور اس کا اندرونی نقشہ ہم نے معلوم کرنا ہے۔

بس یہ کام ہے"....... مائیکل نے کہا تو ریٹا کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"سٹار برادرز کا اس سے کیا تعلق ہے"....... ریٹا نے کہا۔

"ہوگا کوئی تعلق"....... مائیکل نے جواب دیا۔

"کتنی رقم دو گے اس کے معاوضہ میں"....... ریٹا نے اشتیاق بھرے لہجے میں پوچھا۔

"ایک لاکھ ڈالرز اور وہ بھی نقد"....... مائیکل نے کہا۔

"لیکن تم نے کاؤنٹر پر میگی سے کہا ہے کہ ایک کروڑ ڈالرز کا بزنس کرنا ہے"....... ریٹا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"وہ دوسرا کام ہے"....... مائیکل نے جواب دیا۔

"دوسرا کام۔ کیا مطلب"....... ریٹا نے چونک کر کہا۔

"اگر تم ہمارے ساتھ چل کر لیبارٹری میں ہماری ملاقات ڈاکٹر ہومز سے کرا دو تو ایک کروڑ ڈالرز کا گارنٹڈ چیک ابھی تمہارے حوالے کیا جا سکتا ہے"....... مائیکل نے کہا۔

"تمہیں ڈاکٹر ہومز سے کیا کام ہے"....... ریٹا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ بات ڈاکٹر ہومز سے ہو سکتی ہے تم سے نہیں"....... مائیکل نے جواب دیا۔

"یہ کام ناممکن ہے البتہ تمہارا پہلا کام ہو سکتا ہے لیکن اس کے لئے تمہیں ایک کروڑ ڈالرز دینے ہوں گے"....... ریٹا نے کہا۔

"لیکن تم اسے کنفرم کیسے کراؤ گی"....... مائیکل نے کہا۔

"کیسے"....... ریٹا نے چونک کر کہا۔

"تم کوئی بھی تفصیل ہمیں بتا دو اور رقم لے لو تو ہمیں کیسے معلوم ہوگا کہ تم درست بتا رہی ہو"....... مائیکل نے کہا۔

"تم کس طرح کنفرمیشن کرنا چاہتے ہو"....... ریٹا نے کہا۔

"وہاں جا کر ہی ہو سکتی ہے"....... مائیکل نے جواب دیا۔

"اوہ۔ یہ کام نہیں ہو سکتا۔ تم جا سکتے ہو"....... ریٹا نے کہا۔

"سوچ لو۔ بڑی بھاری رقم سے ہاتھ دھو رہی ہو۔ ہم نے تو بہرحال کام کرا ہی لینا ہے"....... مائیکل نے کہا۔

"میرے علاوہ دنیا کا کوئی اور شخص یہ کام نہیں کر سکتا۔ کیونکہ کسی کو بھی معلوم نہیں ہے کہ لیبارٹری کہاں ہے"....... ریٹا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے کیونکہ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ ڈاکٹر ہومز عیاش فطرت آدمی ہے۔ لازماً یہاں سناکی میں اس نے کوئی دوسری عورت رکھی ہوئی ہو گی اس سے معلوم ہو سکتا ہے"....... مائیکل نے کہا۔

"نہیں۔ میرے علاوہ اور کوئی عورت نہیں ہے"....... ریٹا نے بڑے حتمی لہجے میں کہا۔

"تو پھر تمہیں بتانا ہوگا"....... مائیکل نے کہا۔

"لیکن یہ کنفرمیشن والی شرط ختم کرو اور مجھ پر اعتماد کرو تو تمہارا

کام ہو سکتا ہے۔ لیکن پہلے ایک لاکھ ڈالر مجھے دو"...... ریٹا نے کہا تو مائیکل نے جیب سے ایک تہہ شدہ چیک نکالا اور ریٹا کی طرف بڑھا دیا۔ ریٹا نے چیک لے کر دیکھا تو وہ واقعی ایکریمیا کے سب سے بڑے بینک کا گارنٹڈ چیک تھا۔

"ٹھیک ہے"...... ریٹا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور میز کی دراز کھول کر چیک اس نے دراز میں رکھ دیا۔

"اب تم تفصیل سن لو۔ کیونکہ میں خود وہاں کئی بار جا چکی ہوں"...... ریٹا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تفصیل بتانا شروع کر دی۔ وہ دونوں سنتے رہے اور پھر مائیکل نے اس سے کئی سوالات کئے اور ریٹا نے اسے مطمئن کر دیا۔

"ٹھیک ہے۔ اب یہ بتا دو کہ پاکیشیائی ایجنٹوں کے خاتمے کے لئے تم نے کس کس سے بکنگ کی ہوئی تھی"...... مائیکل نے کہا تو ریٹا بے اختیار اچھل پڑی۔

"کیا۔ کیا مطلب"...... ریٹا نے حیرت سے اچھلتے ہوئے کہا۔

"تم نے جارج کو تھری ایس دے کر پاکیشیائی ایجنٹوں کی کوٹھی کی نگرانی کے لئے بھیجا اور پھر راسٹرم اور اس کے گروپ کو انہیں ہلاک کرنے کے لئے بھجوایا اور یہ کام تم جیسی دولت پرست عورت بغیر بکنگ کے نہیں کر سکتی"...... مائیکل نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تم کون ہو۔ کیا مطلب۔ تمہیں یہ سب کیسے معلوم ہوا"...... ریٹا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس لئے کہ ہم دونوں بھی پاکیشیائی ایجنٹ ہیں۔ میرا نام علی عمران ہے اور میرے ساتھی کا نام نعمانی ہے"...... مائیکل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ کیا۔ کیا مطلب۔ تم۔ تم۔ مگر"...... ریٹا کی حالت خراب ہوتی گئی۔ اس کے ذہن میں دھماکے ہونے لگے تھے کہ اچانک مائیکل کے ہاتھ میں مشین پسٹل اسے نظر آیا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتی اچانک ترتراہٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی اس کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم میں گرم سلاخیں اترتی چلی جا رہی ہوں۔ اس کے ساتھ ہی اس کا سانس اس کے حلق میں یکلخت اٹک گیا اور ذہن پر تاریکیوں نے جھپٹے مارنے شروع کر دیئے اور پھر یکلخت اس کے تمام احساسات تاریکی میں ڈوبتے چلے گئے۔

ڈاکٹر ہومز اپنے آفس میں بیٹھے ایک ضروری کام میں مصروف تھے کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو انہوں نے چونک کر ہاتھ بڑھایا اور رسیور اٹھا لیا۔

"یس ۔ ڈاکٹر ہومز بول رہا ہوں"...... ڈاکٹر ہومز نے کہا۔

"چیف سیکرٹری صاحب سے بات کریں"...... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی تو ڈاکٹر ہومز بے اختیار چونک پڑے ۔

"ہیلو"...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد چیف سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"یس سر۔ میں ڈاکٹر ہومز بول رہا ہوں"...... ڈاکٹر ہومز نے کہا۔

"ڈاکٹر ہومز۔ کیا آپ نے پاکیشیائی ایجنٹوں کے خاتمے کے لئے کسی ریٹا کلب کی ریٹا سے بات چیت کی تھی"...... چیف سیکرٹری نے کہا تو ڈاکٹر ہومز بے اختیار اچھل پڑے ۔ ان کے چہرے پر حیرت

کے تاثرات ابھر آئے تھے ۔

"یس سر۔ میں آپ کو بتانا چاہتا تھا لیکن مجھے پہلے بات کرنے کی فرصت ہی نہیں ملی۔ وہ یہاں سناکی میں بے حد با اثر عورت ہے وہ یہ کام آسانی سے کرا سکتی ہے"...... ڈاکٹر ہومز نے کہا۔

"ریٹا کو اس کے کلب کے آفس میں گولیوں سے اڑا دیا گیا ہے"...... چیف سیکرٹری نے کہا تو ڈاکٹر ہومز ایک بار پھر اچھل پڑے ۔

"ہلاک کر دیا گیا ہے۔ اوہ ۔ اوہ ۔ مگر آپ کو کیسے علم ہو گیا"...... ڈاکٹر ہومز نے کہا۔

"میں چیف سیکرٹری ہوں۔ مجھے ملک میں ہونے والے تمام چھوٹے بڑے واقعات کے بارے میں بھی رپورٹس ملتی رہتی ہیں لیکن اصل بات جو میں آپ سے کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اس ریٹا سے پاکیشیائی ایجنٹوں نے آپ کی لیبارٹری کا اندرونی نقشہ اور راستے کی تفصیلات بھی حاصل کر لی ہیں کیونکہ ریٹا کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ وہ آپ کی لیبارٹری میں آتی جاتی رہی ہے"...... چیف سیکرٹری نے کہا۔

"یس سر، ایسا ہوتا رہا ہے لیکن ۔ یہ"...... ڈاکٹر ہومز نے کہا۔

"تو اب یہی ہو سکتا ہے کہ آپ ان ایجنٹوں کو فارمولا واپس دے کر اپنی لیبارٹری بچا لیں اور کیا ہو سکتا ہے"...... چیف سیکرٹری نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب۔ میں نے اس فارمولے کی کاپی کر لی ہے اور فارمولا انہیں واپس دے دیتا ہوں ورنہ واقعی یہ تو بھوت ہیں۔ یہ کسی صورت بھی اپنا فارمولا لئے بغیر واپس نہیں جائیں گے۔ جب سٹار ایجنسی اور سپیشل ایجنسی ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں تو پھر یہی ہو سکتا ہے لیکن ہمارا ان سے رابطہ کیسے ہو گا جناب"...... ڈاکٹر ہومز نے کہا۔

"آپ واقعی سمجھ دار ہیں۔ اس کا بندوبست کیا جا سکتا ہے انہوں نے مجھ سے براہ راست رابطہ کیا ہے اور مجھے دھمکی دی ہے کہ اگر فارمولا انہیں نہ دیا گیا تو وہ نہ صرف لیبارٹری تباہ کر دیں گے بلکہ آپ کو اور آپ کے تمام ساتھی سائنس دانوں کو بھی ہلاک کر دیں گے اور اگر فارمولا انہیں دے دیا جائے تو وہ خاموشی سے واپس چلے جائیں گے"...... چیف سیکرٹری نے کہا۔

"تو میں فارمولا آپ کو بھجوا دیتا ہوں وہ آپ انہیں دے دیں"...... ڈاکٹر ہومز نے کہا۔

"نہیں۔ میں ان کے سامنے نہیں آنا چاہتا۔ آپ لیبارٹری کو چھوڑ کر فارمولا لے کر خود سٹار کالونی کی کوٹھی نمبر ایک سو ایک میں چلے جائیں اور فارمولا انہیں دے آئیں تاکہ ان کی پوری طرح تسلی ہو جائے"...... چیف سیکرٹری نے کہا۔

"اگر آپ کا حکم ہے تو ٹھیک ہے۔ میں چلا جاتا ہوں"...... ڈاکٹر ہومز نے کہا۔

"ہاں۔ حکومت نے بھی یہی فیصلہ کیا ہے"...... چیف سیکرٹری نے کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے جناب۔ حکم کی تعمیل ہو گی"...... ڈاکٹر ہومز نے کہا۔

"آپ کتنی دیر تک وہاں پہنچ جائیں گے تاکہ میں انہیں اطلاع بھجوا دوں"...... چیف سیکرٹری نے کہا۔

"جناب۔ دو گھنٹے تو لگ ہی جائیں گے"...... ڈاکٹر ہومز نے کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ گڈ بائی"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ڈاکٹر ہومز نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ پھر وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا تاکہ جانے کی تیاری کر سکے۔ ریٹا کی ہلاکت کا سن کر وہ واقعی خوفزدہ ہو گیا تھا اس لئے اس نے فیصلہ کیا تھا کہ فارمولا واپس دے کر لیبارٹری اور اپنی اور اپنے ساتھی سائنس دانوں کی جانیں بچا لی جائیں۔ باقی فارمولے کی کاپی تو یہاں موجود ہے اس لئے وہ بعد میں اطمینان سے اس پر کام کرتے رہیں گے۔ ویسے بھی کام کافی حد تک مکمل ہو چکا ہے اس لئے اسے یقین تھا کہ وہ پاکیشیا یا شوگران سے پہلے اسے مکمل کر لیں گے۔ اس کے بعد جب یہ فارمولا بین الاقوامی سطح پر رجسٹرڈ کرا لیں گے تو پھر پاکیشیا لاکھ پیٹتا رہے وہ کچھ نہیں کر سکے گا۔

عمران نے رسیور رکھ کر ایک طویل سانس لیا۔

" لو بھئی۔ فارمولا تو واپس آ رہا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ وہ سب اس وقت سٹار کالونی کی اس کوٹھی میں موجود تھے۔ وہ واپس اسی کوٹھی میں اکٹھے ہوئے تھے جس کے باہر برائے فروخت کا بورڈ موجود تھا لیکن پھر عمران نے وہیں سے فون کر کے ایک ڈیلر کے ذریعے سٹار کالونی کی یہ کوٹھی حاصل کر لی تھی اور وہ وہاں سے سامان لے کر یہاں شفٹ ہو گئے تھے۔ صدیقی اور اس کے ساتھیوں نے راسٹرم اور اس کے گروپ کا خاتمہ کر دیا تھا جبکہ عمران اور نعمانی نے ریٹا کا خاتمہ کر دیا تھا اور ریٹا سے نہ صرف لیبارٹری کے بارے میں تمام تفصیلات معلوم کر لی تھیں بلکہ واپسی پر میز کی دراز سے وہ گارنٹڈ چیک بھی اٹھا لیا تھا جو عمران نے اسے دیا تھا اور پھر عمران نے یہاں پہنچ کر چیف سیکرٹری کو ریٹا کی

آواز میں فون کیا پھر اس نے چیف سیکرٹری کی آواز اور لہجے میں ڈاکٹر ہومز کو کال کی تھی اور طویل گفتگو کے بعد اب اس نے رسیور رکھا تھا۔ چونکہ لاؤڈر کا بٹن پریسڈ تھا اس لئے وہ سب عمران اور ڈاکٹر ہومز کے درمیان ہونے والی تمام بات چیت سنتے رہے تھے۔

" لیکن عمران صاحب۔ کاپی تو ان کے پاس ہے اور وہ کام تو کرتے رہیں گے۔ پھر"...... صدیقی نے کہا۔

" ہمارا مشن مکمل ہو گیا ہے اور بس"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" نہیں عمران صاحب۔ ڈاکٹر ہومز کی ہلاکت اور اس لیبارٹری کی تباہی کے بغیر یہ مشن مکمل نہیں کہلایا جا سکتا"...... صدیقی نے دو ٹوک لہجے میں کہا۔

" جب فارمولا ملنے کے بعد مجھے چیک مل جائے گا تو پھر باقی کام کیوں کیا جائے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" عمران صاحب۔ چیک تو آپ کی جیبوں میں بھرے ہوئے ہیں لاکھوں ڈالروں کے"...... صدیقی نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

" ایسے گارنٹڈ چیک تو جتنے چاہو مجھ سے لے لو۔ جس طرح عید مبارک لکھے ہوئے کرنسی نوٹ کسی کام کے نہیں ہوتے سوائے عید مبارک وصول کرنے کے۔ اسی طرح یہ چیک بھی ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"تو آپ کا واقعی پروگرام نہیں ہے لیبارٹری تباہ کرنے کا"۔ صدیقی نے اس بار بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میں سمجھ گیا ہوں کہ تمہاری چیف ہونے کی رگ پھڑک رہی ہے اب تم نے کہنا ہے کہ تم خود ہی یہ کام کر لو گے"....... عمران نے کہا تو صدیقی بے اختیار ہنس پڑا۔

"کام تو بہرحال مکمل ہونا ہے چاہے کوئی کرے"....... صدیقی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تم بے فکر رہو۔ تمہارا سپر چیف تم سے بھی زیادہ ان معاملات میں سخت ہے۔ اس لئے میں نے ڈاکٹر ہومز کو خود یہاں بلوایا ہے"....... عمران نے کہا تو صدیقی کے چہرے پر یکلخت اطمینان کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔ پھر تقریباً دو گھنٹے بعد جب کال بیل بج اٹھی تو صدیقی خود ہی اٹھ کر باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ساتھ ایک ادھیڑ عمر آدمی بھی تھا جس نے سوٹ پہنا ہوا تھا اس کی آنکھوں پر موٹے شیشوں کی عینک تھی اور وہ واقعی اپنے چہرے مہرے اور انداز سے سائنس دان ہی دکھائی دے رہا تھا لیکن عمر خاصی ہونے کے باوجود اس کی صحت خاصی اچھی تھی۔ عمران اٹھ کر کھڑا ہو گیا تو اس کے ساتھی بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

"میرا نام ڈاکٹر ہومز ہے"....... آنے والے نے کہا تو عمران اس کی آواز سے ہی پہچان گیا۔

"ہم آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ میرا نام علی عمران ہے اور یہ

میرے ساتھی ہیں"....... عمران نے کہا اور پھر مصافحہ کرنے اور رسمی جملوں کی ادائیگی کے بعد ڈاکٹر ہومز ان کے ساتھ ہی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"چیف سیکرٹری صاحب نے آپ کو مطلع کر دیا ہو گا کہ ہم نے فارمولا آپ کو واپس دینے کا فیصلہ کیا ہے"....... ڈاکٹر ہومز نے کہا۔

"ہاں۔ اور اس کے لئے ہم آپ کے بھی اور چیف سیکرٹری صاحب کے بھی مشکور ہیں"....... عمران نے کہا تو ڈاکٹر ہومز نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک فائل نکالی اور اسے عمران کی طرف بڑھا دیا۔ عمران نے فائل لے کر اسے کھولا اس میں بیس کے قریب صفحات تھے۔ عمران نے انہیں دیکھنا شروع کر دیا۔

"کیا آپ سائنس دان ہیں جو اسے پڑھ رہے ہیں"....... ڈاکٹر ہومز نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب۔ ڈی ایس سی۔ ہیں اور یہ ڈگری انہوں نے آکسفورڈ سے حاصل کی ہوئی ہیں"....... صدیقی نے کہا تو ڈاکٹر ہومز کا چہرہ حیرت سے بگڑ سا گیا۔

"ڈی ایس سی۔ لیکن آپ تو ایجنٹ ہیں"....... ڈاکٹر ہومز نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تو کیا ایجنٹ صرف ان پڑھ ہی ہوتے ہیں ڈاکٹر ہومز"۔ عمران نے فائل بند کر کے صدیقی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ میرا مطلب تھا کہ سائنس دان کیسے ایجنٹ بن سکتے

ہیں۔ وہ تو سائنس دان ہوتے ہیں"...... ڈاکٹر ہومز نے کہا۔

"میں واقعی سائنس دان نہیں ہوں۔ میں تو صرف سائنس کا طالب علم ہوں ڈاکٹر ہومز۔ ویسے آپ نے اچھا کیا کہ فارمولا واپس کر دیا ہے ورنہ معاملات خراب بھی ہو سکتے تھے"...... عمران نے کہا۔

"اب مجھے اجازت دیں"...... ڈاکٹر ہومز نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"تشریف رکھیں۔ آپ سے چند باتیں کرنی ہیں"...... عمران نے یکلخت سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیسی باتیں۔ فارمولا آپ کو مل گیا ہے اور کیا باتیں کرنی ہیں آپ نے"...... ڈاکٹر ہومز نے چونک کر کہا۔

"آپ کار پر آئے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ ظاہر ہے۔ کیوں۔ آپ نے یہ بات خاص طور پر کیوں پوچھی ہے"...... ڈاکٹر ہومز نے چونک کر کہا۔

"ڈرائیور بھی آپ کے ساتھ ہوگا"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ ایسے معاملات میں کسی پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا اس لئے میں خود کار ڈرائیو کر کے آیا ہوں"...... ڈاکٹر ہومز نے کہا۔

"او کے۔ بس میں یہی پوچھنا چاہتا تھا۔ اب آپ تشریف لے جا سکتے ہیں۔ آپ کا بے حد شکریہ"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر ہومز کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔ پھر عمران اپنے ساتھیوں سمیت انہیں کار تک چھوڑنے آیا اور جب ڈاکٹر ہومز کار چلا کر واپس چلا گیا تو عمران واپس پلٹا۔

"سامان اٹھاؤ۔ ہمیں فوری طور پر یہ کوٹھی چھوڑنی ہے"۔ عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔

"کیوں۔ کیا ہوا۔ کیا مطلب"...... نعمانی نے حیران ہو کر پوچھا۔

"ڈاکٹر ہومز نے واپس جا کر چیف سیکرٹری سے بات کرنی ہے اور پھر سارا معاملہ اوپن ہو جائے گا اور ظاہر ہے فوری طور پر اس کوٹھی پر ریڈ کیا جائے گا اور جب تک ہم اس فائل کو محفوظ انداز میں پاکیشیا روانہ نہ کر لیں ہمیں کسی صورت سامنے نہیں آنا چاہئے"۔ عمران نے واپس اندرونی عمارت کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"تو پھر اس ڈاکٹر ہومز کو یہاں روکا بھی جا سکتا تھا یا ہلاک کیا جا سکتا تھا۔ آپ نے اسے واپس کیوں بھجوا دیا"...... صدیقی نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"چیف بن جانا اور بات ہوتی ہے اور لیڈر بننا اور بات ہوتی ہے۔ ڈاکٹر ہومز کی لیبارٹری سے زیادہ دیر تک عدم موجودگی ہمارے خلاف جا سکتی ہے اور اگر اسے ہلاک کر دیا جاتا تو لامحالہ پورے فان لینڈ کی پولیس اور ایجنسیاں چاروں طرف ناکہ بندی کر لیتیں۔ اب یہ واپس جا کر ہی بات کرے گا۔ اس وقت تک ہمارے پاس بہرحال اتنا وقت موجود ہے کہ ہم فارمولے کو پاکیشیا روانہ کر دیں"...... عمران نے جواب دیا۔

"لیکن عمران صاحب۔ کیا واقعی آپ صرف فارمولا لے کر واپس

چلے جائیں گے ۔ انہوں نے لازماً اس کی کاپی کرا لی ہو گی اور یہ یہاں کام کرتے رہیں گے "...... اس بار چوہان نے کہا۔

" مجھے معلوم ہے لیکن اس اہم ترین فارمولے کو میں رسک میں نہیں ڈالنا چاہتا اور اگر ہم اس لیبارٹری پر حملہ کر دیتے تو یقیناً یہ فارمولا بھی ساتھ ہی جل کر راکھ ہو جاتا اب یہ فارمولا واپس چلا جائے گا اس کے بعد اس لیبارٹری کو ہم جس طرح چاہیں ٹریٹ کر سکتے ہیں "...... عمران نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے ۔

تھوڑی دیر بعد وہ سامان اٹھا کر دو کاروں میں سوار ہو کر اس کوٹھی سے نکلے اور پھر اس کالونی میں ہی انہیں ایک کوٹھی ایسی نظر آ گئی جس کے باہر کرائے پر دیئے جانے کا بورڈ موجود تھا۔ عمران نے کاریں اس کوٹھی سے کافی فاصلے پر روک دیں اور پھر اس کے کہنے پر چوہان عقبی طرف سے کوٹھی کے اندر گیا اور اس نے پھاٹک کھول دیا۔

" تم لوگ اندر جاؤ میں اس فارمولے کو پاکیشیا روانہ کر کے واپس آ جاتا ہوں ۔ اس کے بعد آئندہ کا پروگرام بنائیں گے "۔ عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور عمران کار ڈرائیو کرتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔

ڈاکٹر ہومز نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے ۔

" پی ۔ اے ٹو چیف سیکرٹری "...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی ۔

" ڈاکٹر ہومز بول رہا ہوں ۔ چیف سیکرٹری صاحب سے بات کرائیں "...... ڈاکٹر ہومز نے کہا۔

" ہولڈ کریں "...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ہیلو "...... چند لمحوں بعد چیف سیکرٹری کی آواز سنائی دی ۔

" ڈاکٹر ہومز بول رہا ہوں جناب "...... ڈاکٹر ہومز نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" یس ۔ کیوں کال کی ہے "...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" جناب ۔ آپ کے حکم کے مطابق میں نے اصل فارمولا

پاکیشیائی ایجنٹوں کو واپس دے دیا ہے"...... ڈاکٹر ہومز نے کہا۔

" کیا ۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ کیا مطلب۔ کیا کہا ہے آپ نے"...... دوسری طرف سے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا تو ڈاکٹر ہومز کے چہرے پر حیرت اور الجھن کے تاثرات ابھر آئے ۔

" جناب ۔ آپ نے مجھے یہاں لیبارٹری میں فون کر کے کہا تھا کہ پاکیشیائی ایجنٹوں نے میری دوست عورت ریٹا سے لیبارٹری کی تمام اندرونی تفصیل معلوم کر لی ہے اور وہ کسی بھی وقت لیبارٹری پر ریڈ کر سکتے ہیں اس طرح لیبارٹری بھی تباہ ہو جائے گی اور تمام سائنس دان بھی ہلاک ہو جائیں گے اس لئے لیبارٹری بچانے کے لئے آپ کی بات ان ایجنٹوں سے ہو چکی ہے۔ میں انہیں فارمولا واپس کر دوں جبکہ اس کی کاپی ہمارے پاس موجود ہے وہ لوگ فارمولا لے کر مطمئن ہو کر واپس چلے جائیں گے اور ہم بقیہ کام تیزی سے مکمل کر کے اس فارمولے کو رجسٹرڈ کرا لیں گے اس طرح اس اہم ترین فارمولے کے بین الاقوامی قانون کے مطابق ہم مالک بن جائیں گے اور آپ نے ہی مجھے ستار کالونی کی اس کوٹھی کا پتہ بتایا تھا جہاں پاکیشیائی ایجنٹ موجود تھے ۔ چنانچہ آپ کے حکم کے مطابق میں نے خود جا کر فارمولا انہیں واپس کر دیا اور اب میں نے آپ کو اطلاع دینے کے لئے فون کیا ہے"...... ڈاکٹر ہومز نے تیز تیز لہجے میں ساری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ کون ریٹا۔ میں تو کسی ریٹا کے بارے

میں کچھ نہیں جانتا۔ البتہ ایک فون کال ریٹا کے نام سے آئی تھی اور وہ گریٹ لینڈ سے بول رہی تھی اور وہ بھی غلط فہمی کی وجہ سے کال ہوئی تھی۔ اس کے علاوہ تو کوئی بات نہیں ہوئی اور نہ ہی مجھے ان ایجنٹوں کی رہائش گاہ کا علم ہے اور نہ میری آپ سے فون پر ایسی کوئی بات ہوئی ہے۔ یہ آپ نے کیا کر دیا ہے"...... دوسری طرف سے چیختے ہوئے کہا گیا تو ڈاکٹر ہومز کا چہرہ یکلخت بگڑ سا گیا۔

" جناب۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ آپ کے حکم پر تو یہ ساری کارروائی ہوئی ہے اب آپ کہہ رہے ہیں کہ آپ نے فون ہی نہیں کیا"...... ڈاکٹر ہومز نے رک رک کر اور انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" اوہ ۔ ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ ان لوگوں نے کوئی چکر چلا کر آپ سے فارمولا حاصل کر لیا ہے۔ ویری بیڈ۔ کون سی کوٹھی میں موجود ہیں وہ۔ جلدی بتائیں"...... چیف سیکرٹری نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا تو ڈاکٹر ہومز نے پتہ بتا دیا۔

" کیا آپ خود وہاں گئے تھے "...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" جی ہاں"...... ڈاکٹر ہومز نے ہونٹ بھینچتے ہوئے جواب دیا۔

" تو انہوں نے آپ کو زندہ کیسے واپس آنے دیا۔ میری سمجھ میں تو یہ بات نہیں آ رہی "...... چیف سیکرٹری نے کہا۔

" انہوں نے مجھ سے کوئی فالتو یا غلط بات نہیں کی۔ میں تو یہی سمجھا تھا کہ جیسا آپ نے بتایا ہے آپ کے ان کے ساتھ تمام

معاملات طے ہو چکے ہیں۔ ویسے بھی اگر فارمولا واپس دے دینے سے ان خوفناک ایجنٹوں سے پیچھا چھوٹ سکتا ہے تو یہ سودا مہنگا نہیں ہے ہمارے پاس اس کی کاپی موجود ہے اور ہم نے اس پر کام بھی شروع کر رکھا ہے اس لئے جب تک ان کے سائنس دان اس پر کام شروع کریں گے تب تک ہم اسے مکمل کر کے رجسٹرڈ کرا چکے ہوں گے اس کے بعد وہ چاہے کچھ بھی کر لیں ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ ورنہ اب تک جو حالات سامنے آئے ہیں اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں اور مجھے ذرا برابر بھی شک نہیں ہوا کہ آپ کی جگہ کوئی اور بات کر رہا ہے اور جناب۔ اگر ان کے ذہن میں لیبارٹری کی تباہی ہوتی تو وہ مجھے فون کر کے مجھ سے فارمولا واپس لینے کی بجائے لیبارٹری میں داخل ہو کر مجھ سے زبردستی فارمولا حاصل کر سکتے تھے اور مجھے اور دیگر سائنس دانوں کو ہلاک کر کے لیبارٹری تباہ کر سکتے تھے"...... ڈاکٹر ہومز نے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے لیکن ہو سکتا ہے کہ یہ بھی ان کی کوئی چال ہو کہ پہلے فارمولا حاصل کر لیا جائے پھر لیبارٹری تباہ کی جائے اور وہ اب بھی ایسا کر سکتے ہیں"...... چیف سیکرٹری نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ واقعی ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ پھر اب کیا ہو گا جناب"...... ڈاکٹر ہومز نے بری طرح گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آپ بے فکر رہیں۔ میں نہ ہی فارمولا ملک سے باہر نکلنے دوں گا اور نہ ہی انہیں اب مزید زندہ رہنے کا موقع دوں گا۔ میں پورے

سناکی میں ہنگامی حالات نافذ کرنے کے احکامات دے دیتا ہوں اور اس کوٹھی کو میزائلوں سے اڑا دیا جائے گا اور آپ کی لیبارٹری کے گرد میں فوج کا پہرہ لگوا دیتا ہوں اب ہم کھل کر سامنے آئیں گے"۔ دوسری طرف سے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا گیا۔

"ٹھیک ہے سر۔ جیسے آپ مناسب سمجھیں"...... ڈاکٹر ہومز نے کہا۔

"آپ اپنی لیبارٹری کے بارے میں تفصیل بتا دیں تاکہ میں فوج اور کمانڈوز کا ایک دستہ وہاں تعینات کرا دوں"...... چیف سیکرٹری نے کہا تو ڈاکٹر ہومز نے اسے تفصیل بتا دی۔

"ٹھیک ہے۔ اب آپ پرسکون ہو کر اس کاپی کے ذریعے جس قدر جلد ہو سکے فارمولا تیار کریں دن رات کام کریں۔ دن رات"...... چیف سیکرٹری نے کہا۔

"یس سر"...... ڈاکٹر ہومز نے کہا اور اس کے ساتھ ہی دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا تو ڈاکٹر ہومز نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ کچھ دیر تک وہ بیٹھے سوچتے رہے ان کے ذہن میں ابھی تک یہ بات واضح نہیں ہو رہی تھی کہ چیف سیکرٹری نے انہیں فون نہیں کیا۔ پھر انہوں نے ایک بار پھر ایک طویل سانس لیا کیونکہ بہرحال اب تو جو ہونا تھا ہو چکا تھا اور اب اس فارمولے کی واپسی تو نہیں ہو سکتی تھی اس لئے اب یہی ہو سکتا تھا کہ وہ اس پر کام کی رفتار تیز کر دیں۔ انہوں نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور اس کے

نمبر پریس کرنے شروع دیئے۔

"یس ۔ میکی بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے سکورٹی انچارج کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"میکی ۔ گٹر میں حفاظتی آلات نصب کر دیئے گئے ہیں یا نہیں"...... ڈاکٹر ہومز نے کہا۔

"یس سر۔ نصب کر دیئے گئے ہیں"...... میکی نے جواب دیا۔

"گڈ۔ اب مزید تفصیل سن لو۔ چیف سیکرٹری صاحب نے اب کھل کر ان ایجنٹوں کے خلاف کام شروع کر دیا ہے اس لئے اب فوج اور کمانڈوز کا ایک دستہ لیبارٹری کے باہر اس کی حفاظت کرے گا لیکن تم نے ہر لحاظ سے ہوشیار رہنا ہے۔ اب ڈبل ریڈ الرٹ ہو گا لیبارٹری کے اندر"...... ڈاکٹر ہومز نے کہا۔

"یس سر۔ آپ بے فکر رہیں۔ اب ان کی روحیں بھی لیبارٹری میں داخل نہیں ہو سکتیں"...... میکی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے"...... ڈاکٹر ہومز نے مطمئن لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے انٹرکام کا رسیور رکھا اور اٹھ کر لیبارٹری کے مین سیکشن کی طرف بڑھتا چلا گیا تاکہ وہاں کام کرنے والے سائنس دانوں کو تفصیل بتا کر کام کی رفتار کو مزید تیز کرایا جا سکے۔

بلیک اپنے آفس میں موجود تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی اور بلیک نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... بلیک نے کہا۔

"چیف سیکرٹری صاحب سے بات کیجئے"...... دوسری طرف سے اس کے پرسنل سیکرٹری کی آواز سنائی دی تو بلیک بے اختیار چونک پڑا۔

"یس سر۔ میں بلیک بول رہا ہوں"...... بلیک نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"آپ کو معلوم ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹوں نے لیبارٹری سے اصل فارمولا واپس حاصل کر لیا ہے"...... دوسری طرف سے چیف سیکرٹری کی آواز سنائی دی تو بلیک بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

" یہ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں جناب۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے
جناب"...... بلیک نے انتہائی گڑبڑائے ہوئے لہجے میں کہا۔
" یہ بات درست ہے۔ مجھے ابھی ابھی ڈاکٹر ہومز نے فون کر کے
تفصیل بتائی ہے"...... چیف سیکرٹری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی
انہوں نے ڈاکٹر ہومز سے ہونے والی بات چیت دوہرا دی۔
" اوہ۔ یہ تو بہت برا ہوا جناب"...... بلیک نے کہا۔
" ہاں اب میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ اب کھل کر ان ایجنٹوں
کے خلاف کام کیا جائے۔ ہم اپنے ہی ملک میں بے بس ہو کر بیٹھے
ہوئے ہیں جبکہ چند افراد اس قدر تیزی سے کام کرتے چلے جا رہے ہیں
کہ جیسے ہمارے ہاتھ بندھے ہوئے ہوں۔ میں نے اس فارمولے کو
روکنے کے لئے تمام کوریئر سروسز پر پابندی لگا دی ہے کہ وہ پاکیشیا
کے لئے بک کرایا گیا ہر قسم کا سامان چیک کرائیں گے اور اس کے
ساتھ ساتھ فوج کے افراد کے ذریعے ایئرپورٹس، ریلوے اسٹیشنوں
اور سناکی سے باہر جانے کے تمام راستوں کی ناکہ بندی کرا دی گئی
ہے اس کے ساتھ ساتھ میں نے پاکیشیائی سفارت خانے کے سفارتی
بیگ کو بھی چیک کرنے کے احکامات دے دیئے ہیں۔ میں نے فوج
کے ایک دستے کے ذریعے اس کوٹھی کو بھی چیک کرایا ہے جہاں
ڈاکٹر ہومز نے جا کر ان پاکیشیائی ایجنٹوں کو فارمولا دیا تھا لیکن وہ
کوٹھی خالی پڑی ہوئی ہے"...... چیف سیکرٹری نے کہا۔
" جناب۔ آپ نے تو واقعی بہترین انداز میں ان کی ناکہ بندی

کرا دی ہے"...... بلیک نے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔
" ہاں۔ بہرحال اب وہ نہ فارمولا سناکی سے باہر لے جا سکتے ہیں
اور نہ ہی خود نکل سکتے ہیں اور لیبارٹری پر بھی حملہ نہیں کیا جا سکتا
کیونکہ وہاں فوج اور کمانڈوز کے تربیت یافتہ افراد نے گھیرا ڈالا ہوا
ہے لیکن اس کے باوجود ایک بات میرے ذہن میں ہے جس کی وجہ
سے میں نے تمہیں کال کیا ہے۔ وہ یہ کہ فارمولا ان کے پاس پہنچ چکا
ہے اگر وہ خاموشی سے نکل جائیں تو ہم کب تک اس قسم کے
انتظامات کرتے رہیں گے اس لئے تم ایسا کرو کہ پوری ایجنسی کو ان
لوگوں کی تلاش پر لگا دو۔ میں زیادہ سے زیادہ تمہیں بارہ گھنٹے دے
سکتا ہوں۔ ان بارہ گھنٹوں میں ہر صورت میں ان کا سراغ مل جانا
چاہئے ورنہ تمہارے اور تمہاری سٹار ایجنسی کے خلاف انتہائی سخت
اقدامات کئے جائیں گے"...... چیف سیکرٹری نے کہا۔
" یس سر۔ بارہ گھنٹے بہت ہیں جناب۔ میں انہیں ٹریس کر لوں
گا"...... بلیک نے کہا۔
" اوکے۔ لیکن بارہ سے تیرہ گھنٹے نہیں ہوں گے یہ بات ذہن
نشین کر لیں"...... دوسری طرف سے انتہائی سخت لہجے میں کہا گیا اور
اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو بلیک نے ایک طویل سانس
لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر شدید ترین الجھن کے
تاثرات ابھر آئے تھے۔ سناکی جیسے بڑے شہر میں ان لوگوں کو ٹریس
کرنا بھوسے کے ڈھیر سے سوئی تلاش کرنے کے مترادف تھا جبکہ وہ

لوگ میک اپ کے بھی ماہر تھے لیکن اس نے چیف سیکرٹری کو اس
لئے کوئی بات نہیں کی تھی کہ اسے معلوم تھا کہ چیف سیکرٹری کا
سارا غصہ اسی پر اترنا تھا لیکن اب وہ بیٹھا سوچ رہا تھا کہ اسے کیا لائحہ
عمل تیار کرنا چاہئے جس سے واقعی انہیں ٹریس کیا جا سکے ۔ سوچتے
سوچتے اچانک ایک خیال اس کے ذہن میں آیا تو وہ بری طرح چونک
پڑا۔

" ہاں ۔ یہ لائحہ عمل درست رہے گا"...... اس نے بڑبڑاتے
ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون کا رسیور اٹھایا۔ فون
پیس کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن پریس کر کے اس نے اسے ڈائریکٹ کیا
اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے ۔

" گولڈ کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی
دی۔ لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

" چیف آف سٹار ایجنسی بلیک بول رہا ہوں۔ مادام ٹریگی سے
بات کراؤ"...... بلیک نے کہا۔

" یس سر۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے بولنے والی لڑکی کا
لہجہ پہلے سے زیادہ مؤدبانہ ہو گیا تھا۔

" ہیلو۔ ٹریگی بول رہی ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک اور نسوانی
آواز سنائی دی لیکن لہجے میں کرختگی کا عنصر نمایاں تھا۔

" بلیک بول رہا ہوں ٹریگی"...... بلیک نے اس بار قدرے بے
تکلفانہ لہجے میں کہا۔

" اوہ تم۔ آج کیسے ٹریگی یاد آ گئی تمہیں"...... دوسری طرف سے
بھی لہجہ بے تکلفانہ تھا۔

" کیا تم فوری طور پر میرے آفس آ سکتی ہو۔ انتہائی ایمرجنسی
مسئلہ ہے اور تمہارے لئے انتہائی فائدہ مند بھی ہے"...... بلیک نے
کہا۔

" اوہ ۔ کوئی خاص مسئلہ ہے کیا بات ہے جو اس قدر ایمرجنسی
ظاہر کر رہے ہو"...... ٹریگی نے کہا۔

" تم آ جاؤ ۔ پھر تفصیل سے بات ہو گی۔ فون پر نہیں ہو
سکتی"...... بلیک نے کہا۔

" او کے ۔ میں آ رہی ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس
کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو بلیک نے رسیور رکھ کر انٹرکام کا
رسیور اٹھایا۔ پھر ٹریگی کی آمد کی اطلاع دے کر اس نے اسے آفس
بھجوانے کا کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً پون گھنٹے بعد آفس کا دروازہ
کھلا اور ایک درمیانی عمر کی عورت اندر داخل ہوئی۔ اس کے جسم پر
مکمل لباس تھا۔

" آؤ ٹریگی۔ میں تمہارا ہی منتظر تھا"...... بلیک نے اٹھ کر اس کا
استقبال کرتے ہوئے کہا۔

" آج ہوا کیا ہے کہ تم اس قدر پراسرار بن رہے ہو"...... ٹریگی
نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ بلیک سے مصافحہ کر کے صوفے پر
بیٹھ گئی تو بلیک نے ایک الماری کھول کر اس میں سے شراب کی

ایک بوتل اٹھائی۔ اس کے نچلے خانے سے دو جام اٹھائے اور انہیں درمیانی میز پر رکھ کر وہ بھی اس کے مقابل صوفے پر بیٹھ گیا۔ اس نے بوتل کھول کر دونوں گلاسوں میں شراب ڈالی اور پھر ایک گلاس اٹھا کر اس نے ٹریگی کے سامنے رکھ دیا۔ ٹریگی خاموش بیٹھی اسے یہ سب کچھ کرتے دیکھ رہی تھی۔

" لو تمہاری پسندیدہ شراب ہے"...... بلیک نے مسکراتے ہوئے کہا تو ٹریگی بے اختیار ہنس پڑی۔

" لگتا ہے آج تمہیں مجھ سے کوئی خاص کام پڑ گیا ہے"...... ٹریگی نے گلاس اٹھاتے ہوئے کہا۔

" ہاں ۔ میری زندگی اور عزت داؤ پر لگی ہوئی ہے اور مجھے معلوم ہے کہ اگر تم چاہو تو میری زندگی بھی بچ سکتی ہے اور میری عزت بھی"...... بلیک نے کہا تو ٹریگی کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

" اوہ ۔ کیا ہوا ہے ۔ مجھے تفصیل بتاؤ۔ میں ہر قیمت پر تمہارا کام کروں گی"...... ٹریگی نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" تمہیں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں علم ہے یا نہیں"۔ بلیک نے کہا تو ٹریگی محاورتاً نہیں بلکہ حقیقتاً اچھل پڑی۔

" اوہ ۔ اوہ ۔ کہیں تم پاکیشیا سیکرٹ سروس سے تو نہیں ٹکرا گئے"...... ٹریگی نے کہا۔

" تم درست سمجھی ہو۔ وہ یہاں موجود ہیں ۔ میں تمہیں تفصیل بتاتا ہوں"...... بلیک نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے شروع سے لے کر اب تک کی تفصیل بتا دی۔

" ویری بیڈ۔ تم نے پہلے مجھے کیوں نہیں بتایا۔ اس وقت بتا رہے ہو جب وہ اپنے مشن میں کامیاب بھی ہو چکے ہیں"...... ٹریگی نے کہا۔

" انہوں نے فارمولا واپس حاصل کر لیا ہے لیکن چیف سیکرٹری نے ایسے انتظامات کر لئے ہیں کہ فارمولا اور وہ خود بھی کسی صورت باہر نہیں جا سکتے لیکن چیف سیکرٹری صاحب نے مجھے وارننگ دی ہے کہ اگر میں بارہ گھنٹوں کے اندر اندر ان لوگوں کو ٹریس نہ کر سکا تو میرا کورٹ مارشل بھی ہو سکتا ہے۔ میری تنظیم ختم کی جا سکتا ہے۔ میں نے مجبوراً حامی بھر لی ہے لیکن اب میں کیا کر سکتا ہوں۔ سناکی جیسے بڑے شہر میں بارہ گھنٹوں کے اندر میں انہیں کیسے ٹریس کر سکتا ہوں جبکہ تم جانتی ہو کہ وہ لوگ میک اپ کے بھی ماہر ہیں"...... بلیک نے کہا۔

" تو تم مجھ سے کیا چاہتے ہو"...... ٹریگی نے کہا۔

" دو صورتیں ہیں ۔ یا تو تم بارہ گھنٹوں کے اندر انہیں ٹریس کرا دو یا پھر چیف سیکرٹری کو سنبھالو۔ مجھے یقین ہے کہ اگر تم چاہو تو بارہ گھنٹے کے اندر انہیں ٹریس کرا سکتی ہو"...... بلیک نے کہا۔

" مجھے اس کا کیا معاوضہ ملے گا"...... ٹریگی نے کہا۔

" معاوضے کی بات چھوڑو ٹریگی ۔ جو تم کہو گی وہی ملے گا لیکن میری

زندگی اور میری عزت داؤ پر لگ چکی ہے اور میں بے حد پریشان ہوں"...... بلیک نے کہا۔

" او کے ۔ دس لاکھ ڈالر مجھے دے دو میں ایک گھنٹے کے اندر ان کے بارے میں حتمی اطلاع دے سکتی ہوں لیکن میں صرف اطلاع دے سکتی ہوں ان کے خلاف کام نہیں کر سکتی"...... ٹریگی نے کہا تو بلیک اٹھا اور وہ میز کے پیچھے کرسی پر بیٹھا۔ اس نے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک چیک بک نکال کر اس نے اس پر لکھا اور آخر میں دستخط کر کے اس نے چیک علیحدہ کیا اور پھر اٹھ کر وہ میز کی سائیڈ سے نکل کر باہر آ گیا۔

" یہ لو دس لاکھ ڈالر کا چیک"...... بلیک نے چیک ٹریگی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا تو ٹریگی نے چیک لے کر اسے ایک نظر دیکھا اور پھر تہہ کر اسے اپنے پرس میں رکھ دیا۔

" ٹھیک ہے۔ اب بے فکر ہو جاؤ ایک گھنٹے بعد میں تمہیں فون پر اطلاع دوں گی کہ یہ لوگ کہاں موجود ہیں"...... ٹریگی نے کہا۔

" کیا تم میری تسلی کے لئے بتاؤ گی کہ تم انہیں کس طرح ٹریس کراؤ گی"...... بلیک نے کہا۔

" ہاں ۔ ویسے تو انسانوں کے اس جنگل میں ان لوگوں کو ٹریس کرنا ناممکن ہے لیکن میرے پاس ایک ایسی ڈیوائس موجود ہے کہ میں انہیں واقعی ٹریس کر لوں گی میرے پاس ٹی ٹی آر وائس چیکنگ کمپیوٹرز دس کی تعداد میں موجود ہیں اور سٹی کو دس حصوں میں

تقسیم کر کے میرے آدمی یہ مشینری نصب کر دیں گے ان میں علی عمران اور پاکیشیا کے الفاظ فیڈ کر دیئے جائیں گے اور میرے کلب کے نیچے موجود مرکزی ہیڈ کوارٹر میں ان دس کمپیوٹرز کو لنک کر دیا جائے گا۔ پھر جیسے ہی کسی بھی جگہ پاکیشیا اور علی عمران کے الفاظ بولے جائیں گے کمپیوٹر فوراً ان کی نشاندہی کر دے گا اور میرے آدمی حتمی چیکنگ کر کے جب کنفرم کر دیں گے تو میں تمہیں اطلاع دے دوں گی"...... ٹریگی نے کہا۔

" اور اگر انہوں نے یہ الفاظ نہ بولے ۔ تب"...... بلیک نے کہا۔

" تم بے فکر رہو۔ ایسا ممکن ہی نہیں ہے۔ لامحالہ ان میں سے کوئی نہ کوئی لفظ ان لوگوں کی زبان سے ضرور نکلے گا کیونکہ انہیں تو یہ معلوم نہیں ہے کہ ان الفاظ کی چیکنگ وسیع ایریئے میں ہو رہی ہے۔ میں نے سینکڑوں بار ان کے ذریعے ایسے ایسے لوگوں کو ٹریس کیا ہوا ہے کہ جس کا کوئی سوچ بھی نہیں سکتا"...... ٹریگی نے کہا۔

" اوہ ۔ ویری گڈ۔ اب مجھے یقین آ گیا ہے کہ تم انہیں واقعی ٹریس کر لو گی"...... بلیک نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

" اب ایک بات اور بتا دوں ۔ یہ دنیا کی سب سے خطرناک ترین گروس ہے اور یوں سمجھو کہ پتہ کھڑکنے کی آواز پر بھی یہ لوگ چونک پڑتے ہیں اس لئے تم نے ان پر ریڈ اس طرح کرنا ہے کہ انہیں آخری لمحے تک معلوم ہی نہ ہو سکے ورنہ یہ چکنی مچھلی کی طرح ہاتھ سے

پھسل جائیں گے"...... ٹرگی نے کہا۔

"کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ تمہارے آدمی انہیں چیک کرنے کے دوران وہاں بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دیں اور پھر مجھے اطلاع ملے تاکہ میں ان کا فوری خاتمہ کر سکوں"...... بلیک نے کہا۔

"تو تم پکا پکایا حلوہ کھانا چاہتے ہو۔ ٹھیک ہے۔ اتنی ہی مالیت کا ایک چیک اور دے دو۔ تمہارا یہ کام بھی ہو جائے گا"...... ٹرگی نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک نے اٹھ کر ایک اور چیک لکھا اور ٹرگی کی طرف بڑھا دیا۔ ٹرگی نے چیک لے کر اسے ایک نظر دیکھا اور پھر اسے تہہ کر کے پرس میں ڈال کر وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

"اب تم میرے فون کا انتظار کرنا۔ میں زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ دو گھنٹے کے اندر تمہیں اطلاع دے دوں گی کہ یہ لوگ کہاں بے ہوش پڑے ہوئے ہیں"...... ٹرگی نے کہا تو بلیک نے اثبات میں سر ہلا دیا اور ٹرگی اس سے مصافحہ کر کے مڑی اور آفس سے باہر چلی گئی تو بلیک دوبارہ کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔ پھر تقریباً دو گھنٹوں کے شدید ترین انتظار کے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو بلیک نے جھپٹ کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس ۔ بلیک بول رہا ہوں"...... بلیک نے کہا۔

"ٹرگی بول رہی ہوں بلیک۔ تمہارے لئے خوشخبری ہے۔ تمہارے مطلوبہ آدمی سٹار کالونی کی ایک کوٹھی نمبر ستائیس اے بلاک میں بے ہوش پڑے ہوئے ہیں اس کوٹھی کے باہر کرائے کے

لئے خالی ہے کا بورڈ موجود ہے لیکن یہ لوگ اندر ایک کمرے میں بے ہوش پڑے ہوئے ہیں۔ ان کی تعداد پانچ ہے۔ پانچوں مرد ہیں اور بظاہر مقامی افراد ہیں"...... ٹرگی نے کہا۔

"کیا تم کنفرم ہو کہ یہ ہمارے مطلوبہ افراد ہیں"...... بلیک نے کہا۔

"ہاں ۔ سو فی صد۔ ایک بار نہیں بلکہ انہوں نے دس بار پاکیشیا اور عمران کے الفاظ استعمال کئے ہیں"...... ٹرگی نے کہا۔

"اوکے ۔ بے حد شکریہ۔ میں جا رہا ہوں ان کا خاتمہ کرنے"۔ بلیک نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور رسیور رکھ کر اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"انتھونی ۔ تم ایک ساتھی کو لے کر میری کار میں پہنچ جاؤ۔ تم دونوں کو مسلح ہونا چاہئے ۔ میں آ رہا ہوں۔ ہم نے دشمنوں کا شکار کھیلنا ہے"...... بلیک نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور بلیک نے رسیور رکھا اور اٹھ کر تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

عمران جب واپس پہنچا تو اس کے سارے ساتھی اس کے انتظار میں تھے کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ عمران فارمولے کو پاکیشیا بھجوانے کے سلسلے میں گیا ہوا ہے اور اس کے آنے پر لیبارٹری پر ریڈ کے لئے جانا ہے اور وہ اس سلسلے میں بے چین تھے کیونکہ وہ چاہتے تھے کہ ریڈ بھی فوری طور پر کر دیا جائے اس میں جتنی دیر لگے گی اتنے ہی معاملات ان کے خلاف جا سکتے ہیں۔

"کیا ہوا عمران صاحب۔ کیا فارمولا پاکیشیا روانہ کر دیا گیا ہے یا نہیں"...... صدیقی نے کہا۔

"ہاں ۔ روانہ ہو گیا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا کوریئر سروس سے بھجوایا ہے آپ نے"...... صدیقی نے کہا۔

"یہاں سے جاتے ہوئے میرا ارادہ تو یہی تھا لیکن کوریئر سروس

کے آفس میں پہنچ کر مجھے معلوم ہوا کہ چیف سیکرٹری کے حکم پر پاکیشیا کے لئے بک کئے جانے والے تمام پیکٹ کو علیحدہ رکھے جانے اور انہیں چیک کئے جانے کے احکامات مل چکے ہیں تو میں نے ارادہ بدل دیا"...... عمران نے کہا تو سارے ساتھی بے اختیار چونک پڑے۔

"کیا مطلب۔ کیسے معلوم ہو گیا آپ کو"...... اس بار نعمانی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اسے اتفاق ہی کہا جائے تو بہتر ہے کیونکہ میں جیسے ہی آفس میں داخل ہوا تو وہاں خاصا رش تھا۔ میں اپنی باری کے انتظار میں تھا کہ مینجر نے آفس سے باہر آ کر بکنگ کرنے والے کو ہدایات دینا شروع کر دیں اور وہ ہدایات یہی تھیں جو میں نے پہلے تمہیں بتائی ہیں"...... عمران نے کہا۔

"اوہ ۔ واقعی یہ تو اتفاق بلکہ حسن اتفاق ہے۔ پھر"...... صدیقی نے کہا اور عمران سمیت سب بے اختیار ہنس پڑے ۔

"تم بتاؤ میں نے کیا کیا ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"آپ نے کوئی اور طریقہ استعمال کیا ہو گا"...... صدیقی نے کہا۔

"نہیں ۔ میں نے اسے کوریئر سروس سے ہی بک کرایا ہے لیکن پاکیشیا کے لئے نہیں بلکہ ایکریمیا کے دارالحکومت ولنگٹن کے لئے۔ فارن لفٹننٹ گراہم کے نام۔ کیونکہ چیکنگ کے احکام صرف پاکیشیا کے لئے ہی تھے ایکریمیا کے لئے نہیں اور پھر باہر آ کر میں نے گراہم

کو فون کر کے پوری تفصیل بتا دی۔ اب جیسے ہی یہ پیکٹ گراہم کو پہنچے گا وہ اسے سر سلطان کے نام پاکیشیا کے لئے بک کرا دے گا اور میں نے سر سلطان کو بھی فون کر کے انہیں بھی تفصیل بتا دی ہے کہ وہ یہ پیکٹ چیف کو پہنچا دیں اس کے بعد میں نے چیف کو فون کر کے اسے بھی بتا دیا ہے کہ پیکٹ ملتے ہی وہ میرے لئے بڑی مالیت کا چیک تیار کر دے"...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"چیف نے آپ کو یہ نہیں کہا کہ آپ نے اب تک لیبارٹری کو تباہ کیوں نہیں کیا"...... صدیقی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اسے معلوم ہے کہ دوسرا چیک لکھنا پڑے گا۔ ویسے میں نے چیف سیکرٹری کی ان ہدایات کے بارے میں سنا تو میں نے اپنے طور پر چیکنگ شروع کر دی۔ ایئرپورٹ پر باقاعدہ ہر آدمی کو چیک کیا جا رہا ہے حتیٰ کہ وہیں ایئرپورٹ پر جس پر انہیں شک پڑتا ہے وہ میک اپ واشر سے اس کا چہرہ بھی چیک کرتے ہیں اور یہ سارا کام فوج کے ذریعے کیا جا رہا ہے۔ اس کے بعد میں لیبارٹری والے علاقے میں گیا تو وہاں لیبارٹری کے گرد باقاعدہ فوج کا پہرہ موجود ہے"۔ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اس لئے آپ کو دیر ہو گئی۔ تو پھر اب"...... صدیقی نے کہا۔

"اب کیا ہے۔ تمہارے چیف کی کال آ جائے کہ پیکٹ پہنچ گیا

ہے اور میرے لئے چیک تیار ہے تو پھر آگے بات ہو گی"...... عمران نے کہا۔

"نہیں عمران صاحب۔ اس لیبارٹری کو ہر صورت میں تباہ ہونا چاہئے ورنہ اس فارمولے کی واپسی کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ جب تک پاکیشیا میں اس فارمولے پر کام شروع ہو گا تب تک یہ لوگ فارمولے کو تیار کر کے بین الاقوامی سطح پر رجسٹرڈ کروا لیں گے اور پھر پاکیشیا اسے تیار ہی نہ کر سکے گا اس لئے اس لیبارٹری کی تباہی اس فارمولے سے کسی صورت کم حیثیت نہیں رکھتی"...... صدیقی نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تمہاری بات درست ہے لیکن وہ چیک"...... عمران نے کہا۔

"تو پھر آپ ہمیں اجازت دیں۔ ہم بقایا کام مکمل کر لیتے ہیں"۔ صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہارا مقصد ہے کہ بے چارے علی عمران کو چیک نہ ملے۔ وہی چیف والی سوچ"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ اگر لیبارٹری کو فوج کے حوالے کر دیا گیا ہے تو پھر اس لیبارٹری پر اب حملہ کیسے ہو گا"...... اس بار نعمانی نے کہا۔

"فوجی یونیفارم حاصل کرنا ہوں گی اور وہ مل جائیں گی"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار اچھل پڑے۔

"اوہ۔ اوہ۔ واقعی۔ آپ نے تو ایک لمحے میں سارا مسئلہ حل کر

دیا ہے۔ اسی لئے تو چیف آپ کو لیڈر بناتا ہے"...... صدیقی نے انتہائی تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"لیکن وہ چیک اس کا کیا ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"وہ چیک آپ کو لازماً ملے گا۔ یہ ہمارا کام ہو گا"...... صدیقی نے کہا۔

"اچھا۔ کیسے۔ کیا تم چیف کی چیک بک چوری کرو گے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں بطور فور سٹارز چیف آپ کو چیک جاری کر دوں گا"۔ صدیقی نے کہا۔

"ارے واہ۔ اس کا مطلب ہے کہ خزانہ عامرہ پر کسی نہ کسی حد تک تمہارا بھی قبضہ ہے"...... عمران نے بڑے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"خزانہ عامرہ۔ وہ کیا ہوتا ہے"...... صدیقی نے چونک کر پوچھا۔

"مطلب ہے قومی خزانہ۔ جس میں عوام کے خون پسینے کی کمائی جمع ہوتی ہے اور بڑے بڑے چیکوں کی صورت میں آگے تقسیم کر دی جاتی ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ نہیں عمران صاحب۔ فور سٹارز کا اپنا بچت خزانہ ہے۔ اس میں سے چیک آپ کو مل جائے گا۔ آپ بے فکر رہیں"۔ صدیقی نے کہا۔

"بچت خزانہ۔ واہ۔ پھر تو واقعی خزانہ ہو گا۔ چیک بک تو

تمہارے پاس ہو گی۔ لکھو ایک چیک تاکہ میں بھی دیکھوں کہ کتنا وسیع خزانہ ہے"...... عمران نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں۔ آپ کو چیک چاہئے وہ مل جائے گا۔ آپ لیبارٹری کی تیاری کریں"...... صدیقی نے کہا لیکن اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی اچانک سامنے بیٹھا ہوا چوہان اس طرح اٹھا جیسے اچانک کرسی میں الیکٹرک کرنٹ آ گیا ہو اور دوسرے لمحے وہ دوڑتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"کیا ہوا"...... عمران اور ساتھیوں نے چونک کر پوچھا لیکن چوہان کوئی جواب دیئے بغیر کمرے سے باہر نکل گیا پھر اس کی واپسی چند منٹ بعد ہوئی تو اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔

"کیا ہوا ہے چوہان"...... عمران نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"عمران صاحب۔ اچانک مجھے ایسے محسوس ہوا جیسے سامنے والی کھڑکی پر کسی انسان کا سایہ پڑا ہو۔ میں سمجھا کہ کوئی اندر کود رہا ہے لیکن باہر جا کر میں نے دیکھا کہ سامنے دیوار پر ایک چیل نما پرندہ بیٹھا ہوا تھا جو میرے باہر جاتے ہی اڑ گیا"...... چوہان نے واپس آ کر کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"چیل نما پرندہ اور دیوار پر بیٹھا ہوا تھا۔ ایسے پرندے تو دیواروں پر نہیں بیٹھا کرتے"...... عمران نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ پرندہ ہی تھا۔ کوئی مقامی پرندہ تھا"...... چوہان نے کہا اور

عمران نے اثبات میں سرہلادیا۔

" عمران صاحب۔ میرا خیال ہے کہ ہم جا کر فوجی یونیفارم کا بندوبست کریں۔ کہاں سے مل سکتی ہیں یہ یونیفارم"....... صدیقی نے کہا۔

" کسی چھاؤنی کے علاقے کے کسی سپر سٹور سے ہی مل سکیں گی۔ معلوم کرنا پڑے گا"....... عمران نے کہا اور پھر اس نے رسیور اٹھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اچانک اس کا ذہن کسی لٹو کی طرح گھومنا شروع ہو گیا۔

" عمران صاحب۔ یہ کیا ہو رہا ہے"....... صدیقی کی آواز اس کے کانوں میں پڑی اور عمران نے فوری طور پر ذہن کو بلینک کرنے کی کوشش شروع کر دی اور چند لمحوں بعد ہی اس کا ذہن بلینک ہو گیا اور اس کے تمام احساسات جیسے منجمد ہو کر رہ گئے۔ پھر جس طرح اچانک کسی تاریک کمرے میں روشنی پھیلتی ہے اس طرح اس کے ذہن میں روشنی ہو کر پھیلتی چلی گئی اور اس کے ساتھ ہی اس کے تمام منجمد شدہ احساسات دوبارہ جاگ اٹھے تو وہ بے اختیار اٹھ کر بیٹھ گیا اس نے دیکھا کہ وہ کرسی سمیت نیچے فرش پر گرا ہوا تھا اس کے سارے ساتھی بھی فرش پر ٹیڑھے میڑھے انداز میں پڑے ہوئے تھے۔

" یہ کیا ہو گیا ہے"....... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا وہ دروازے سے باہر آ گیا۔ باہر خاموشی طاری تھی۔ وہاں

کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ دوسرے لمحے عمران یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ ایک چیل جیسا مقامی پرندہ دیوار کے اندر کی طرف گرا ہوا تھا وہ بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ عمران تیزی سے اس پرندے کی طرف بڑھا لیکن دوسرے لمحے یہ دیکھ کر وہ بے اختیار اچھل پڑا کہ یہ مصنوعی پرندہ تھا۔ مشینی پرندہ۔ عمران نے اسے اٹھایا اور اس کے ساتھ ہی اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات پھیلتے چلے گئے کیونکہ پرندے کے پیٹ کا نچلا حصہ کھلا ہوا تھا اور اس میں سے ناگوار سی بو آ رہی تھی۔ عمران سمجھ گیا کہ اس مصنوعی پرندے کے ذریعے بے ہوش کر دینے والی انتہائی زود اثر گیس فائر کی گئی ہے۔ وہ پرندے کو اٹھائے واپس اندر آیا اور اسے وہیں فرش پر ڈال کر وہ ملحقہ باتھ روم کی طرف بڑھ گیا اس نے باتھ روم میں موجود جگ اٹھا کر اسے پانی سے بھرا اور واپس آ کر اس نے اپنے بے ہوش پڑے ہوئے ساتھیوں کے حلق میں پانی انڈیلنا شروع کر دیا کیونکہ جو بو اس نے سونگھی تھی اس کے مطابق اس کا خیال تھا کہ اس کا ایک توڑ سادہ پانی بھی ہو سکتا ہے اور پھر تھوڑی دیر بعد جب اس کے ساتھیوں نے کسمسانا شروع کر دیا تو اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔ وہ ایک بار پھر باہر آ گیا۔ اسے سمجھ نہ آ رہی تھی کہ انہیں عجیب و غریب انداز میں بے ہوش کرنے والے اندر کیوں نہیں آئے۔ کچھ دیر باہر رک کر وہ واپس اندر آ گیا تو اس کے ساتھی نہ صرف اٹھ کر بیٹھ چکے تھے بلکہ ان سب کے چہروں پر انتہائی حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

"اوہ عمران صاحب۔ یہ سب کیا ہوا ہے"...... صدیقی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"چوہان نے جو پرندہ دیکھا تھا یہ اس کا کارنامہ ہے۔ یہ دیکھو۔ یہ پڑا ہے وہ پرندہ اور یہ مصنوعی ہے مشینی پرندہ"...... عمران نے کہا تو وہ سب انتہائی حیرت بھرے انداز میں اٹھ کر اس پرندے کو دیکھنے لگے۔

"مشینی پرندہ۔ کیا مطلب"...... چوہان نے کہا۔

"اس کے ذریعے بے ہوش کر دینے والی گیس اندر فائر کی گئی ہے اس لئے کوئی آواز بھی سنائی نہیں دی ورنہ کیپسول پھٹنے کی آوازیں بہرحال سنائی دے جاتیں لیکن حیرت ہے کہ اندر کوئی آدمی نہیں آیا"...... عمران نے کہا تو سب کے چہروں پر ایک بار پھر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"عجیب چکر ہے۔ مشینی پرندہ اور اس کے ذریعے گیس فائر کی گئی ہے اور پھر اندر بھی کوئی نہیں آیا۔ یہ سب کیا ہے عمران صاحب"...... تقریباً سارے ساتھیوں نے ہی انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بہرحال مجھے اتنا وقفہ مل گیا تھا کہ میں نے ذہن کو بلینک کر لیا تھا اس لئے میں جلد ہی ہوش میں آگیا اور پھر میں نے تمہارے حلق میں پانی ڈال کر تمہیں ہوش دلایا۔ بہرحال اب تیار ہو جاؤ۔ کوئی نہ کوئی ضرور آئے گا اور ہم نے اسے پکڑنا ہے کیونکہ یہ انتہائی خطرناک

بات ہے کہ ہمیں یہاں ٹریس کر لیا گیا ہے حالانکہ ہم نے یہ کوٹھی کسی سے حاصل ہی نہیں کی۔ اس کا مطلب ہے کہ کسی مشین کے ذریعے سے ہمیں چیک کیا گیا ہے اور میں اس مشینی ذریعے کو معلوم کرنا چاہتا ہوں"...... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ اندر آنے سے پہلے کسی مشینی ذریعے سے اندرونی صورت حال کو چیک کریں"...... صدیقی نے کہا۔

"تو تم سب ویسے ہی فرش پر پڑے رہو۔ میں باہر چھپ جاتا ہوں۔ ایک آدمی کی کمی انہیں فوری طور پر محسوس نہیں ہو سکتی"۔ عمران نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر وہ دوبارہ فرش پر اسی طرح ٹیڑھے میڑھے انداز میں لیٹ گئے جبکہ عمران نے وہ پرندہ اٹھایا اور اسے باہر لا کر اس نے دیوار کے ساتھ وہیں رکھ دیا جہاں سے اسے اٹھایا تھا اس کے ساتھ ہی وہ ایک ستون کی اوٹ میں اس انداز میں کھڑا ہو گیا کہ کسی بھی طرف سے کوئی اندر آئے تو اسے فوری طور پر چیک نہ کر سکے۔ ابھی اسے وہاں کھڑے ہوئے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ اس نے باہر گیٹ کے سامنے ایک کار رکنے کی آواز سنی تو اس نے جیب سے گیس پسٹل نکال کر ہاتھ میں پکڑ لیا۔ چند لمحوں بعد اس نے ایک آدمی کو پھاٹک پر چڑھ کر اندر کودتے دیکھا۔ اس آدمی کا انداز تربیت یافتہ افراد جیسا تھا۔ نیچے اتر کر وہ آدمی اندر آنے کی بجائے مڑا اور اس نے بڑا پھاٹک کھول دیا۔

دوسرے لمحے باہر موجود ایک سیاہ رنگ کی کار اندر داخل ہوئی اور پورچ کے قریب آکر رک گئی۔ کار میں دو افراد موجود تھے جن میں سے ایک ڈرائیونگ سیٹ پر تھا جبکہ دوسرا جو ادھیڑ عمر تھا عقبی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ کار رکتے ہی وہ دونوں دروازہ کھول کر باہر آگئے اسی لمحے وہ آدمی جس نے پھاٹک کھولا تھا پھاٹک بند کر کے واپس آ گیا۔

"یہ کیا پڑا ہے انتھونی"...... کار کی عقبی سیٹ سے اترنے والے ادھیڑ عمر نے اس پرندے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو دیوار کے قریب پڑا ہوا تھا۔

"باس۔ یہ گیس شوٹر ہے اس سے گیس اندر شوٹ کی جاتی ہے جس پر کسی کو شک نہیں پڑتا"...... اس آدمی نے جو پھاٹک بند کر کے آیا تھا اس پرندے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا۔ یہ ٹرگی ایسی ہی مشینری استعمال کرتی ہے۔ آؤ۔ اب ان کا خاتمہ کریں"...... باس نے کہا اور پھر وہ تینوں تیزی سے اندرونی طرف بڑھنے لگے۔ ان سب نے جیبوں سے سائلنسر لگے مشین پسٹل نکال لئے تھے۔ عمران نے گیس پسٹل کا رخ ان کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔ دوسرے لمحے یکے بعد دیگرے دو کیپسول ان کے قدموں میں گر کر پھٹے تو وہ تینوں تیزی سے چونک کر مڑے ہی تھے کہ یکلخت لہراتے ہوئے نیچے فرش پر جا گرے جبکہ عمران سانس روکے ہوئے تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے آہستہ سے

سانس لیا اور پھر اس نے بھرپور سانس لے لیا کیونکہ اسے **معلوم تھا** کہ گیس کو ہوا میں تحلیل ہونے کے لئے اتنا وقفہ کافی تھا۔ پھر وہ تیزی سے قدم بڑھاتا ہوا اندر کی طرف بڑھنے لگا تھا کہ صدیقی اور دوسرے ساتھی خود ہی باہر آگئے۔

"تو تم نے کیپسولوں کے پھٹنے کی آواز سن لی تھی۔ میں سوچ رہا تھا کہ کہیں تمہارے حلق میں پانی دوبارہ نہ ڈالنا پڑے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پہلی بار تو ہم مار کھا گئے تھے۔ اب تو اتنی آسانی سے مار نہ کھا سکتے تھے"...... صدیقی نے کہا۔

"ان تینوں کو اٹھا کر اندر لے چلو اور اس ادھیڑ عمر کو کرسی پر بٹھا کر رسی سے باندھ دو۔ یہی باس ہے اور کسی ٹرگی کا نام بھی اس نے لیا ہے۔ باقی تفصیلات اب یہی بتائے گا"...... عمران نے کہا اور پھر اس کی ہدایت پر عمل کر دیا گیا۔

"تم باہر جا کر عقبی طرف کی نگرانی کرو۔ ورنہ پھر کوئی پرندہ دیوار پر آکر بیٹھ سکتا ہے"...... عمران نے کہا تو سب مسکراتے ہوئے کمرے سے باہر چلے گئے جبکہ عمران نے جگ میں موجود پانی اس کے حلق میں ڈالا اور پھر جگ ایک طرف رکھ کر وہ اس کے سامنے اطمینان سے کرسی پر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد باس کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے شروع ہو گئے۔ عمران خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس آدمی نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھولیں اور پھر

اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے بندھا ہونے کی وجہ سے وہ اٹھ نہ سکا تھا۔

"یہ۔یہ۔کیا مطلب"....... اس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور اسی لمحے عمران کے ذہن میں جھماکا سا ہوا۔وہ اب پہچان گیا تھا کہ یہ سٹار ایجنسی کا چیف بلیک ہے۔وہ پہلے بلیک ایریا کے راجر سے ہونے والی جھڑپ کے دوران اس سے فون پر بات کر چکا تھا۔چونکہ کافی وقت گزر گیا تھا اس لئے وہ پہلے اسے نہ پہچان سکا تھا مگر اب اس کی آواز اس کے شعور نے شناخت کر لی تھی۔

"سٹار ایجنسی کے چیف بلیک کو میں علی عمران خوش آمدید کہہ سکتا ہوں"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک کی آنکھیں پھیلتی چلی گئیں۔

"اوہ۔اوہ۔تم ہوش میں تھے۔کیا مطلب"....... یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے"....... بلیک نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہم اصل میں زندگی میں اس قدر بے ہوش ہو چکے ہیں کہ اب بے ہوشی ہم سے خود ہی منہ چھپا کر بھاگ جاتی ہے۔بہرحال تم بتاؤ کہ یہ ٹرگی کون ہے"....... عمران نے کہا تو بلیک کو ایک بار پھر جھٹکا لگا۔

"ٹرگی۔کون ٹرگی۔کیا مطلب"....... بلیک نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"باہر پورچ میں تم نے انتھونی سے اس مشینی پرندے کے

بارے میں بات کرتے ہوئے خود ہی کہا تھا کہ ٹرگی ایسی ہی مشینری استعمال کرتی ہے"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم نے فارمولا حاصل کر لیا ہے عمران۔اب تم مزید کیا چاہتے ہو"....... بلیک نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے دوسری بات کرتے ہوئے کہا۔

"ہم نے تو واپس چلے جانا تھا لیکن تمہاری ٹرگی نے ہمیں بے ہوش کر دیا تھا اور پھر تم دو آدمیوں کو لے کر سائلنسر لگے مشین پسٹل سمیت یہاں پہنچ گئے اس لئے اب تم خود بتاؤ گے کہ تم نے اور تمہاری اس ٹرگی نے ہمیں کیسے ٹریس کر لیا"....... عمران نے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم۔مجھے تو ٹرگی نے تمہاری یہاں موجودگی اور بے ہوش کر دینے کی اطلاع دی تو میں یہاں آ گیا"....... بلیک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ ٹرگی کون ہے اس کی پوری تفصیل بتاؤ"....... عمران نے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم۔چیف سیکرٹری کو معلوم ہو گا"....... بلیک نے جواب دیا تو عمران اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ وہ غلط بیانی کر رہا ہے۔

"تم ایک سرکاری ایجنسی کے چیف ہو بلیک اس لئے میں نہیں چاہتا کہ تم پر تشدد کروں اس لئے تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ تم مجھے سب کچھ خود ہی بتا دو"....... عمران کا لہجہ یکلخت سرد ہو گیا۔

"جو کچھ میں نے بتایا ہے میں واقعی اتنا ہی جانتا ہوں۔ یہ ساری کارروائی چیف سیکرٹری کی ہے۔ میری نہیں ہے"...... بلیک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہاری مرضی۔ اگر تم خود چاہتے ہو کہ تم پر تشدد ہو تو میں کیا کر سکتا ہوں حالانکہ اگر تم ٹریگی کے بارے میں بتا دو تو اس سے تمہیں کیا فرق پڑے گا"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا جو اس بلیک کے ہاتھ سے نکل کر گرا تھا جسے عمران نے اٹھا لیا تھا۔

"میں صرف پانچ تک گنوں گا بلیک اس کے بعد ٹریگر دبا دوں گا۔ پھر میں خود ہی ٹریگی کو تلاش کر لوں گا"...... عمران کا لہجہ یکلخت انتہائی سرد ہو گیا تھا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اٹھ کر مشین پسٹل بلیک کی کنپٹی سے لگایا ہی تھا کہ مشین پسٹل اچانک عمران کے ہاتھ سے نکل کر اڑتا ہوا دور جا گرا اس کے ساتھ ہی عمران بے اختیار لڑکھڑاتا ہوا کئی قدم پیچھے ہٹنے پر مجبور ہو گیا کیونکہ بلیک نے نہ صرف ہاتھ مار کر مشین پسٹل اس کے ہاتھ سے نکال دیا تھا بلکہ اس نے لات موڑ کر پوری قوت سے ضرب عمران کی ناف پر لگائی تھی اس نے رسیاں نجانے کس وقت کھول لی تھیں۔ دوسرے لمحے وہ بجلی کی سی تیزی سے اٹھا لیکن رسیاں صرف ڈھیلی پڑی تھیں وہ ان سے پوری طرح آزادی نہ حاصل کر سکا تھا اس لئے وہ جھٹکے سے خود ہی یکلخت اس طرح ہوا میں اچھلا جیسے کوئی بھاری پرندہ ہوا میں اڑنے سے پہلے

اوپر کی طرف اٹھتا ہے اور اس کے ساتھ ہی وہ رسیوں سے آزاد ہو چکا تھا جبکہ عمران اس سے چند قدم کے فاصلے پر کھڑا تھا لیکن اس کے چہرے پر تکلیف کے تاثرات نمایاں تھے۔ شاید ضرب ناف کے ایسے مقام پر لگی تھی کہ عمران کو فوری طور پر سنبھلنے کا موقع ہی نہ مل سکا تھا لیکن دوسرے لمحے بلیک نے عمران پر چھلانگ لگائی تو عمران یکلخت اس قدر تیزی سے سائیڈ پر ہٹا کہ جیسے اس کے پیروں کے نیچے سپرنگ نمودار ہو گئے ہوں۔ بلیک نے عمران کے ہٹتے ہی تیزی سے مڑنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے وہ چیختا ہوا سامنے پڑی اس کرسی سے جا ٹکرایا جس پر پہلے عمران بیٹھا ہوا تھا اور پھر وہ کرسی سمیت نیچے فرش پر گرا لیکن اس کے ساتھ ہی اس نے الٹی قلابازی کھائی اور پھر وہ اچھل کر کھڑا ہوا ہی تھا کہ عمران کے بازو گھومے اور کرسی جس پر پہلے بلیک بیٹھا ہوا تھا اڑتی ہوئی پوری قوت سے بلیک سے ٹکرائی اور بلیک چیختا ہوا پشت کے بل زمین پر گرا ہی تھا کہ عمران چھلانگ لگا کر اس کے سر پر پہنچ گیا۔ بلیک نے ایک بار پھر انتہائی پھرتی سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن عمران کا پیر اس کی گردن پر پہنچ گیا اور اس کے ساتھ ہی عمران نے پیر گھما دیا اور بلیک کا تیزی سے اٹھنے کے لئے سمٹتا ہوا جسم ایک جھٹکے سے سیدھا ہوا اور اس کے عمران کی ٹانگ کو پکڑنے کے لئے اٹھتے والے ہاتھ دھماکے سے نیچے فرش پر گرے اور اس کے منہ سے خرخراہٹ کی تیز آوازیں نکلنے لگیں اس کی آنکھیں یکلخت ابل کر باہر کو آ گئی تھیں اور چہرہ اس قدر بری

طرح مسخ ہو گیا تھا جیسے اس کی روح کو کوئی خار دار جھاڑیوں کے درمیان سے گھسیٹ کر باہر نکال رہا ہو اس کے ساتھ ہی عمران نے پیر کو واپس گھما دیا۔

"بولو کون ہے ٹریگی۔ بولو"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور پیر کو تھوڑا سا دوبارہ اس کے سر کی طرف گھما دیا۔

" رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ بتاتا ہوں۔ رک جاؤ۔ یہ عذاب ہے۔ ناقابل برداشت عذاب"...... بلیک کے منہ سے الفاظ اس طرح نکلنے لگے جیسے کوئی اس کے حلق کے اندر سے ایک ایک لفظ کو زبردستی باہر نکال رہا ہو۔

"بولو ورنہ"...... عمران کا لہجہ مزید سرد ہو گیا تھا۔

" وہ۔ وہ گولڈن کلب کی مالک اور جنرل مینجر ہے۔ وہ سناکی میں ٹریسنگ ایجنسی کی مالک بھی ہے۔ میں نے اسے بیس لاکھ ڈالر دیئے تھے"...... بلیک نے رک رک کر ساری بات تفصیل سے بتا دی اور عمران نے اس سے سوالات کر کے جب ساری بات پوچھ لی تو اس نے ایک جھٹکے سے پیر کو گھما دیا اور اس کے ساتھ ہی بلیک کا جسم ایک لمحے کے لئے تڑپا اور پھر ساکت ہو گیا۔ اس کی آنکھیں بے نور ہو چکی تھیں۔ عمران نے پیر ہٹا لیا بلیک ختم ہو چکا تھا۔

" اس نے رسیاں کیسے کھول لیں عمران صاحب"...... اسی لمحے صدیقی نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں بہرحال یہ ایجنسی کا چیف تھا اب اتنا کام تو اس نے کر ہی

لینا تھا"...... عمران نے کہا۔

" میں اس کی چیخ سن کر آیا تھا اور پھر میں دروازے میں ہی رک گیا تھا"...... صدیقی نے کہا۔

" اب اس کے ساتھیوں کا بھی خاتمہ کر دو"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

" کیا ہوا عمران صاحب"...... باہر موجود اس کے ساتھیوں نے کہا تو عمران نے انہیں ساری تفصیل بتا دی۔

" اوہ۔ پھر تو آپ کا نام اور پاکیشیا کا لفظ استعمال نہیں کرنا چاہئے ہمیں"...... نعمانی نے کہا۔

" ٹریگی جس طرح انتہائی جدید ترین مشینری استعمال کرتی ہے اب اس کا خاتمہ بھی ضروری ہو گیا ہے"...... عمران نے کہا۔

" تو اب کیا اس کے کلب جانا ہو گا"...... نعمانی نے کہا اسی لمحے صدیقی بھی باہر آ گیا۔

" عمران صاحب۔ فون کی گھنٹی بج رہی ہے"...... صدیقی نے کہا تو عمران سر ہلاتا ہوا تیزی سے مڑا اور ایک کمرے میں داخل ہوا جہاں واقعی فون موجود تھا اور اس کی گھنٹی مسلسل بج رہی تھی۔ عمران نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... عمران نے کہا۔

"ٹریگی بول رہی ہوں۔ کون بات کر رہا ہے"...... دوسری طرف

سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔
"بلیک بول رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔
"اوہ کیا ہوا۔ ہلاک ہو گئے یہ لوگ"...... ٹریگی نے چونک کر کہا۔
"ہاں اور میں اب یہاں چیف سیکرٹری کے انتظار میں ہوں تاکہ وہ آکر خود انہیں چیک کر سکیں"...... عمران نے بلیک کی آواز اور لہجے میں کہا۔
"تمہاری بات ہوئی ہے چیف سیکرٹری سے"...... دوسری طرف سے چونک کر ایسے لہجے میں کہا گیا کہ عمران بھی چونک پڑا۔
"نہیں۔ ابھی تو نہیں ہوئی"...... عمران نے کہا۔
"میں نے چیف سیکرٹری کو فون کر کے ساری صورت حال بتا دی تھی تاکہ وہ تمہارے خلاف کوئی کارروائی نہ کر سکیں۔ اگر تم کہو تو میں خود بھی چیف سیکرٹری کے ساتھ آجاؤں"...... ٹریگی نے کہا تو عمران کی پیشانی پر شکنوں کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔
"تم نے کیا کیا ٹریگی کہ چیف سیکرٹری کو یہ بتا دیا کہ تم نے انہیں ٹریس کیا ہے۔ اس طرح میری کارکردگی تو زیرو ہو جائے گی جبکہ تم نے مجھ سے اس کام کے بیس لاکھ ڈالر وصول کر لئے ہیں"...... عمران نے کہا۔
"ارے کیا کہہ رہے ہو۔ احمق تو نہیں ہو گئے تمہیں معلوم تو ہے کہ چیف سیکرٹری سے میرے تعلقات کیسے ہیں اگر یہ لوگ ٹریس نہ

بھی ہو سکتے تب بھی میں چیف سیکرٹری کو تمہارے خلاف کارروائی سے روک دیتی اور اب تمہیں یہ بھی بتا دوں کے چیف سیکرٹری اس وقت ٹریگی ہاؤس میں موجود ہیں تم ایسا کرو کہ لاشیں لے کر یہاں آ جاؤ۔ پھر تمہارے سامنے میں تمہارا کریڈٹ بنوا دوں گی"۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران کی آنکھوں میں چمک سی ابھر آئی۔
"ٹھیک ہے میں آرہا ہوں"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔
"آؤ۔ یہ اچھا موقع ہے ٹریگی اور چیف سیکرٹری دونوں ہی ایک جگہ موجود ہیں۔ یہ ٹریگی یقیناً اس چیف سیکرٹری کی خاص عورت ہے"...... عمران نے کمرے سے باہر آکر اپنے ساتھیوں سے کہا۔
"تو آپ نے کیا کرنا ہے ان کے خلاف۔ صرف ہلاک کرنا ہے انہیں"...... صدیقی نے کہا۔
"ارے نہیں۔ میں چونکہ چیف نہیں ہوں اس لئے چیف جیسا عقلمند بھی نہیں ہوں۔ میں نے چیف سیکرٹری سے احکامات دلوانے ہیں کہ فوج کا پہرہ لیبارٹری سے ختم کر دیا جائے اور ڈاکٹر ہومز کو بھی بتا دیا جائے کہ پاکیشائی ایجنٹوں کا خاتمہ کر دیا گیا ہے اور فارمولا بھی واپس آچکا ہے اس لئے وہ آکر فارمولا ان سے لے جائے اس کے بعد ڈاکٹر ہومز کے میک اپ میں چوہان وہاں جائے گا اور سٹاپر ایکس کے ذریعے وہاں موجود تمام مشینری کو زیرو کر کے اندر میگا وائرلیس بم نصب کر دیا جائے گا اور وہاں موجود تمام سائنس

دانوں کا خاتمہ کر کے اس لیبارٹری کو تباہ کر دیا جائے گا"۔ عمران نے کہا تو صدیقی کے چہرے پر شرمندگی کے تاثرات ابھر آئے۔

" نجانے چیف آپ کو کیسے ڈیل کرتا ہے ورنہ حقیقت یہی ہے کہ آپ کسی بھی چیف کے بس کا روگ نہیں ہیں"...... صدیقی نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب دو کاروں میں سوار ہو کر اس کوٹھی سے نکلے اور آگے بڑھتے چلے گئے۔ ایک کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر عمران تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر صدیقی اور عقبی سیٹ پر چوہان بیٹھا ہوا تھا جبکہ دوسری کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر نعمانی اور سائیڈ سیٹ پر خاور موجود تھا۔

" عمران صاحب۔ کیا آپ نے ٹریگی ہاؤس دیکھا ہوا ہے"۔ صدیقی نے کہا۔

" ہاں ۔ یہ بزنس روڈ پر واقع ایک خوبصورت رہائشی عمارت ہے۔ میں نے اس کے سامنے سے گزرتے ہوئے اچانک ستون پر موجود ٹریگی ہاؤس کی پلیٹ پڑھ لی تھی اور میں اس نام پر حیران ہوا تھا۔ مجھے خیال بھی نہ تھا کہ ٹریگی کسی عورت کا نام ہو گا"۔ عمران نے جواب دیا تو صدیقی نے اثبات میں سرہلا دیا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے کی مسلسل ڈرائیونگ کے بعد عمران نے کار ایک سائیڈ پر موجود پارکنگ میں موڑ کر روک دی تو دوسری کار بھی اس کے پیچھے آ کر رک گئی۔

" صدیقی۔ بے ہوش کر دینے والی گیس پسٹل لے کر جاؤ اور اندر

گیس فائر کر دو۔ ہم آ رہے ہیں"...... عمران نے کہا تو صدیقی نے اثبات میں سرہلایا اور دروازہ کھول کر نیچے اتر گیا۔

" میری جیب میں گیس پسٹل موجود ہے"...... صدیقی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا جبکہ عمران کار سے اتر کر وہیں کھڑا ہو گیا۔ باقی ساتھی بھی کاروں سے اتر کر اس کے قریب پہنچ گئے۔

" آؤ اب ہم بھی آہستہ آہستہ روانہ ہو جائیں"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ پارکنگ سے نکل کر آگے بڑھ گیا اس کے ساتھی اس کے پیچھے تھے۔ ٹریگی ہاؤس پارکنگ سے تقریباً دو سو گز کے فاصلے پر تھا اور یہ ایک منزلہ خاصی جدید ڈیزائن کی عمارت تھی اس کا بڑا پھاٹک بند تھا۔ عمران اپنے ساتھیوں سمیت سڑک کی دوسری جانب فٹ پاتھ پر چلتا ہوا آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ فٹ پاتھ پر اور افراد بھی آ جا رہے تھے۔ پھر وہ کافی آگے جا کر پلٹے اور ایک بار پھر آہستہ آہستہ واپس جانے لگے اور جب وہ ٹریگی ہاؤس کے سامنے پہنچے تو اسی لمحے چھوٹا پھاٹک کھلا اور صدیقی باہر آ گیا۔

" آؤ"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ سڑک کراس کر کے دوسری طرف آ گئے۔ چند لمحوں بعد وہ ایک ایک کر کے اندر داخل ہو گئے۔

" کیا شاندار انداز میں سجایا گیا ہے اسے"...... صدیقی نے کہا۔

" ظاہر ہے فان لینڈ کے سب سے اہم سرکاری عہدیدار چیف

سیکرٹری کی عشرت گاہ ہے یہ"...... عمران نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد انہوں نے پوری عمارت کا راؤنڈ لگالیا۔ برآمدے میں دو مسلح افراد بے ہوش پڑے ہوئے تھے جبکہ پھاٹک کے ساتھ بنے ہوئے کیبن میں ایک مسلح آدمی کرسی پر ہی بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ اندر چار مختلف افراد بے ہوش پڑے ہوئے تھے جن میں سے ایک عورت اور تین مرد تھے لیکن یہ چاروں اپنے لباسوں سے ملازم دکھائی دے رہے تھے جبکہ ایک سٹنگ روم کے انداز میں سجے ہوئے کمرے میں صوفوں پر ایک درمیانی عمر کی عورت اور ایک درمیانی عمر کا لیکن بھاری اور چوڑے چہرے والا مرد بے ہوش پڑا ہوا تھا۔

"یہ تو چیف سیکرٹری ہے اس سے تو اس کی رہائش گاہ پر پہلے ملاقات ہو چکی ہے اس لئے یہ عورت ہی ٹریگی ہو سکتی ہے۔ بہرحال رسیاں تلاش کر کے لے آؤ اور تمام مسلح افراد اور ملازمین کا خاتمہ کر دو۔ کیونکہ ہمیں یہاں کافی وقت بھی لگ سکتا ہے"...... عمران نے کہا تو اس کے ساتھی سر ہلاتے ہوئے کمرے سے باہر چلے گئے جبکہ عمران نے آگے بڑھ کر چیف سیکرٹری کے لباس کی اور پھر ٹریگی کے لباس کی تلاشی لی لیکن ان دونوں کے پاس کوئی اسلحہ یا ایسی کوئی چیز نہ تھی جس سے انہیں کوئی خطرہ لاحق ہو سکتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد خاور اور چوہان اندر داخل ہوئے ان کے ہاتھوں میں نائلون کی رسیوں کے دو بنڈل موجود تھے۔ انہوں نے چیف سیکرٹری اور ٹریگی دونوں کو صوفے کی کرسیوں کے ساتھ اچھی طرح باندھ دیا۔

"اب تک گیس کے اثرات خاصے کم ہو گئے ہوں گے اس لئے ان کے ناک اور منہ بند کر کے انہیں ہوش میں لے آؤ"...... عمران نے کہا تو خاور نے چیف سیکرٹری اور چوہان نے ٹریگی کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب ان کے جسموں میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے تو انہوں نے ہاتھ ہٹالئے۔

"خاور تم میرے پاس رک جاؤ۔ چوہان تم باہر جاؤ اور باقی ساتھیوں سے کہو کہ باہر کا خیال رکھیں"...... عمران نے کہا تو چوہان سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا جبکہ خاور عمران کے ساتھ ہی کرسی پر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد ان دونوں نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے بندھے ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر رہ گئے تھے۔

"یہ۔ یہ۔ کیا مطلب۔ کون ہو تم۔ کیا مطلب"...... ان دونوں نے ہی انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہارا نام ٹریگی ہے اور تم گولڈن کلب کی مالکہ اور جنرل مینجر ہو"...... عمران نے ٹریگی سے مخاطب ہو کر سرد لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ ہاں۔ مگر تم کون ہو۔ یہ کیا مطلب۔ یہ تو میری رہائش گاہ ہے۔ یہ سب کیا ہے"...... ٹریگی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اور تم اس ملک کے چیف سیکرٹری ہو۔ اتنے بڑے عہدیدار ہو

کر بھی تم اس طرح کی عورتوں کے ساتھ گھوڑے اڑاتے پھر رہے ہو"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

" یہ ۔ یہ ٹرگی میری بیوی ہے"...... چیف سیکرٹری نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

" اچھا۔ لیکن یہ وقت ظاہر ہے تمہارے آفس کا ہو گا اور تم یہاں موجود ہو"...... عمران نے کہا۔

" تم۔ تم کون ہو اور تم نے ہمیں رسیوں سے کیوں باندھ رکھا ہے"......چیف سیکرٹری نے کہا۔

" میرا نام علی عمران ہے اور یہ میرا ساتھی ہے خاور۔ ہمارے باقی ساتھی باہر موجود ہیں اور یہاں موجود مسلح افراد اور ملازمین کا خاتمہ کر دیا گیا ہے"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

" مم۔ مم۔ مگر تم تو بے ہوش پڑے ہوئے تھے اور بلیک تمہیں ہلاک کرنے گیا تھا"...... ٹرگی نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے عمران کی بات پر یقین نہ آ رہا ہو"...... تم نے وائس چیکنگ ریز مشین سے میرے نام عمران اور پاکیشیا کے الفاظ کی مدد سے چیکنگ کر کے ہمیں ٹریس بھی کر لیا اور مشینی پرندے کی مدد سے ہمیں بے ہوش بھی کرا دیا لیکن تمہیں نہیں معلوم کہ ہم بے ہوشی پروف ہو چکے ہیں اس لئے ہمیں جلد ہی ہوش آگیا اور پھر بلیک اپنے دو آدمیوں سمیت وہاں پہنچ گیا۔ ہم نے انہیں گھیر لیا۔ پھر بلیک سے میں نے سب کچھ معلوم کر لیا اور بلیک اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا۔ پھر

تمہارا فون آگیا تو میں نے بلیک کی آواز اور لہجے میں تم سے بات کی اور تم نے چیف سیکرٹری اور اپنی یہاں موجودگی کے بارے میں بتا دیا۔ چنانچہ ہم یہاں پہنچ گئے اور یہاں پہلے ہم نے بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دی اس لئے تم دونوں سمیت یہاں موجود تمام افراد بے ہوش ہو گئے تم دونوں کو یہاں باندھ دیا گیا جبکہ باقی سب افراد کو ہلاک کر دیا گیا ہے"...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" تم۔ تم نے میری آواز میں بات کر کے ڈاکٹر ہومز سے فارمولا واپس لے لیا اور وعدہ کیا کہ تم واپس چلے جاؤ گے"...... چیف سیکرٹری نے کہا۔

" ہاں ۔ لیکن تم نے خود ہی حماقت کی اور لیبارٹری کے باہر فوج اور کمانڈوز کا دستہ تعینات کرا دیا۔ ایئر پورٹ اور سناکی سے باہر جانے والے تمام راستوں کی چیکنگ کرا دی اور تمام کوریئر سروسز کو احکامات دے دیئے کہ پاکیشیا جانے والے پیکٹس علیحدہ کر کے چیک کرائے جائیں اور اب تم خود مجھے وعدہ یاد دلا رہے ہو"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" مم ۔ مم ۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ یہ سب ختم کرا دوں گا۔ تم فارمولا لے کر واپس چلے جاؤ"...... چیف سیکرٹری نے جلدی سے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ تمام حالات کو نارمل کر دو ہم بھی یہاں سے واپس چلے جائیں گے"...... عمران نے

کر بھی تم اس طرح کی عورتوں کے ساتھ گلچھڑے اڑاتے پھر رہے
ہو"۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"یہ۔ یہ۔ یہ نرگس میری بیوی ہے"۔۔۔ چیف سیکرٹری نے کہا تو
عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"اچھا۔ لیکن یہ وقت ظاہر ہے تمہارے آفس کا ہو گا اور تم یہاں
موجود ہو"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"تم۔ تم کون ہو اور تم نے ہمیں رسیوں سے کیوں باندھ رکھا
ہے"۔۔۔ چیف سیکرٹری نے کہا۔

"میرا نام علی عمران ہے اور یہ میرا ساتھی ہے خاور۔ ہمارے باقی
ساتھی باہر موجود ہیں اور یہاں موجود مسلح افراد اور ملازمین کا خاتمہ کر
دیا گیا ہے"۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"مم۔ مم۔ مگر تم تو بے ہوش پڑے ہوئے تھے اور بلیک تمہیں
ہلاک کرنے گیا تھا"۔۔۔ نرگس نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے عمران
کی بات پر یقین نہ آ رہا ہو۔۔۔ "تم نے وائس چیکنگ ریز مشین سے
میرے نام عمران اور پاکیشیا کے الفاظ کی مدد سے چیکنگ کر کے
ہمیں ٹریس بھی کر لیا اور مشینی پرندے کی مدد سے ہمیں بے ہوش
بھی کرا دیا لیکن تمہیں نہیں معلوم کہ ہم بے ہوشی پروف ہو چکے ہیں
اس لئے ہمیں جلد ہی ہوش آ گیا اور پھر بلیک اپنے دو آدمیوں سمیت
وہاں پہنچ گیا۔ ہم نے انہیں گھیر لیا۔ پھر بلیک سے میں نے سب کچھ
معلوم کر لیا اور بلیک اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا۔ پھر

تمہارا فون آ گیا تو میں نے بلیک کی آواز اور لہجے میں تم سے بات کی
اور تم نے چیف سیکرٹری اور اپنی یہاں موجودگی کے بارے میں بتا
دیا۔ چنانچہ ہم یہاں پہنچ گئے اور یہاں پہلے ہم نے بے ہوش کر دینے
والی گیس فائر کر دی اس لئے تم دونوں سمیت یہاں موجود تمام افراد
بے ہوش ہو گئے۔ تم دونوں کو یہاں باندھ دیا گیا جبکہ باقی سب افراد
کو ہلاک کر دیا گیا ہے"۔۔۔ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تم۔ تم نے میری آواز میں بات کر کے ڈاکٹر ہومز سے فارمولا
واپس لے لیا اور وعدہ کیا کہ تم واپس چلے جاؤ گے"۔۔۔ چیف
سیکرٹری نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن تم نے خود ہی حماقت کی اور لیبارٹری کے باہر فوج
اور کمانڈوز کا دستہ تعینات کرا دیا۔ ایئر پورٹ اور سٹاک سے باہر
جانے والے تمام راستوں کی چیکنگ کرا دی اور تمام کوریئر سروسز کو
احکامات دے دیئے کہ پاکیشیا جانے والے پیکٹس علیحدہ کر کے چیک
کرائے جائیں اور اب تم خود مجھے وعدہ یاد دلا رہے ہو"۔۔۔ عمران
نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مم۔ مم۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ یہ سب ختم کرا دوں گا۔ تم
فارمولا لے کر واپس چلے جاؤ"۔۔۔ چیف سیکرٹری نے جلدی سے
کہا۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ تمام حالات کو
نارمل کر دو ہم بھی یہاں سے واپس چلے جائیں گے"۔۔۔ عمران نے

کہا۔

"میری رسیاں کھول دو تاکہ میں احکامات دے سکوں"۔ چیف سیکرٹری نے کہا۔

"کیا فون کرو گے یا ٹرانسمیٹر پر بات کرو گے"۔ عمران نے کہا۔

"فون بھی کروں گا اور ٹرانسمیٹر پر بھی بات کروں گا"۔ چیف سیکرٹری نے کہا۔

"فون نمبر بتاؤ۔ میں تمہاری بات کرا دیتا ہوں لیکن یہ سن لو کہ اگر تم نے کوئی اشارہ کیا یا کوئی غلط بیانی کی تو پھر دوسرے لمحے گولیاں تمہارے دل میں اتر جائیں گی"۔ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"نہیں نہیں۔ مجھے کیا ضرورت ہے ایسا کرنے کی"۔ چیف سیکرٹری نے کہا۔

"کس کو فون کرو گے"۔ عمران نے پوچھا۔

"سیکشن آفیسر رابرٹ کو اس کے تحت سارے کام ہو رہے ہیں"۔ چیف سیکرٹری نے کہا۔

"نمبر بتاؤ"۔ عمران نے کہا تو چیف سیکرٹری نے نمبر بتا دیے عمران نے اشارہ کیا تو خاور نے رسیور اٹھا کر چیف سیکرٹری کا بتایا ہوا نمبر پریس کیا اور آخر میں لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر کے اس نے فون پیس اٹھا کر چیف سیکرٹری کی کرسی کے قریب میز پر رکھا اور رسیور اس کے کان سے لگا دیا۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔

"یس ۔ سیکشن آفیسر رابرٹ بول رہا ہوں"۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"چیف سیکرٹری کارلس بول رہا ہوں"۔ چیف سیکرٹری نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ یس سر۔ حکم سر"۔ دوسری طرف سے یکلخت انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"وہ پاکیشیائی ایجنٹ ہلاک ہو چکے ہیں اس لئے تمام سرگرمیاں ختم کر دو"۔ چیف سیکرٹری نے کہا۔

"اوہ ۔ اچھا سر۔ یس سر"۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو چیف سیکرٹری نے اس انداز میں اشارہ کیا جیسے کہہ رہا ہو کہ فون آف کر دو تو خاور نے رسیور واپس کریڈل پر رکھ دیا۔

"باہر میری کار میں ٹرانسمیٹر موجود ہے۔ وہ لے آؤ تاکہ میں کمانڈر راجر سے بات کر کے لیبارٹری کے گرد پہرہ بھی ختم کرا دوں"۔ چیف سیکرٹری نے کہا تو عمران کے اشارے پر خاور سر ہلاتا ہوا باہر چلا گیا۔

"تم نے بلیک کو ہلاک کر دیا ہے"۔ خاموش بیٹھی ہوئی زگی نے کہا۔

"میں نے کوشش کی تھی کہ وہ سرکاری ایجنسی کا چیف ہے اس لئے زندہ بچ جائے لیکن اس نے خود ہی حماقت کی اور مجھ پر حملہ کر دیا

جس کے نتیجے میں وہ لاش میں تبدیل ہو گیا"۔ عمران نے خشک لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ تھوڑی دیر بعد خاور واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر موجود تھا۔

"فریکونسی بتاؤ"۔ عمران نے خاور سے ٹرانسمیٹر لے کر اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا تو چیف سیکرٹری نے فریکونسی بتا دی۔ عمران نے فریکونسی ایڈجسٹ کی اور پھر ٹرانسمیٹر خاور کو واپس دے دیا۔ خاور نے اسے چیف سیکرٹری کے منہ کے سامنے کر کے بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ چیف سیکرٹری کالنگ کمانڈر۔ اوور"۔ چیف سیکرٹری نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ میں کمانڈر راجر بول رہا ہوں سر۔ اوور"۔ چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کمانڈر راجر۔ تم اپنے دستے لے کر واپس چھاؤنی چلے جاؤ۔ پاکیشیائی ایجنٹ ہلاک ہو چکے ہیں اس لئے اب وہاں چیکنگ کی مزید ضرورت نہیں رہی۔ اوور"۔ چیف سیکرٹری نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ ٹھیک ہے سر۔ اوور"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوور اینڈ آل"۔ چیف سیکرٹری نے کہا تو خاور نے ٹرانسمیٹر آف کر کے اسے میز پر رکھ دیا۔

"اب ڈاکٹر ہومز کو فون کر کے یہاں ٹریگی ہاؤس میں بلواؤ"۔

عمران نے کہا۔

"کیوں۔ یہاں کیوں"۔ چیف سیکرٹری نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم بلاؤ تو سہی۔ اس کے یہاں آنے پر بتاؤں گا"۔ عمران نے کہا۔

"نہیں۔ میں یہاں کے بارے میں کسی کو نہیں بتانا چاہتا"۔ چیف سیکرٹری نے کہا۔

"چلو اسے فون کر کے یہ تو بتا دو کہ ہم ہلاک ہو چکے ہیں اور فارمولے کی فائل بھی تم تک پہنچ گئی ہے اور یہ فائل تم ایک آدمی مائیکل کے ہاتھ بھجوا رہے ہو۔ وہ اسے وصول کر لے"۔ عمران نے کہا۔

"نہیں۔ یہ غلط ہے۔ جب ایسا ہوا ہی نہیں ہے تو پھر میں کیوں کہوں۔ اس طرح میرے عہدے کی توہین ہو گی"۔ چیف سیکرٹری نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تمہیں اپنی زندگی پیاری نہیں ہے اور سنو۔ تمہیں ابھی معلوم نہیں ہے کہ موت کیسی ہوتی ہے دیکھ لو۔ اس ٹریگی نے ہمارے خلاف کام کیا ہے اس لئے دیکھو یہ کس طرح مرتی ہے"۔ عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ چیف سیکرٹری یا ٹریگی احتجاج کرتے عمران نے بجلی کی سی تیزی سے جیب سے مشین پسٹل نکالا اور دوسرے لمحے تڑتڑاہٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ

ی کمرہ نرگی کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا اور چند لمحے بعد
کے بعد نرگی ختم ہو گئی۔ چیف سیکرٹری کا چہرہ زرد پڑ گیا تھا۔
" تم۔ تم نے نرگی کو ہلاک کر دیا" ۔۔۔۔ چیف سیکرٹری نے
ک رک کر کہا۔
" میں تمہیں دکھانا چاہتا ہوں کہ موت کیسی ہوتی ہے
لو۔ جیسے میں کہہ رہا ہوں ویسے کرتے ہو۔ یا" ۔۔۔۔ عمران نے
شین پسٹل کا رخ اس کی طرف کرتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں
ہا۔
" مم۔ مم۔ میں کہہ دیتا ہوں۔ مجھے مت مارو" ۔۔۔۔ چیف
سیکرٹری نے خوف کی شدت سے ہکلاتے ہوئے لہجے میں کہا تو عمران
نے رسیور اٹھا کر نمبر پریس کئے اور خاور کی طرف رسیور بڑھا دیا۔
خاور نے ایک بار پھر فون پیس اٹھا کر چیف سیکرٹری کے سامنے میز
پر رکھا اور رسیور چیف سیکرٹری کے کان سے لگا دیا۔
" ڈاکٹر ہومز بول رہا ہوں" ۔۔۔۔ چند لمحوں بعد ڈاکٹر ہومز کی آواز
سنائی دی کیونکہ عمران نے آخر میں لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا تھا۔
" چیف سیکرٹری کارلس بول رہا ہوں" ۔۔۔۔ چیف سیکرٹری نے
ہا۔
" یس سر۔ حکم سر" ۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔
" پاکیشیائی ایجنٹ ہلاک کر دیئے گئے ہیں ڈاکٹر ہومز اور فارمولے
والی فائل بھی واپس میرے پاس پہنچ گئی ہے اسی لئے میں نے فوج کا

دستہ بھی واپس منگوا لیا ہے" ۔۔۔۔ چیف سیکرٹری نے کہا۔
" یہ تو بہت اچھا ہوا سر۔ اب تو ہر قسم کا خطرہ ختم ہو گیا
ہے" ۔۔۔۔ دوسری طرف سے مسرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔
" فائل میں تمہیں واپس بھجوا رہا ہوں۔ میرا آدمی جس کا نام
مائیکل ہے وہ فائل لے کر وہاں پہنچ رہا ہے وہ سیکنڈ گیٹ پر پہنچے گا تم
اس سے فائل لے لینا" ۔۔۔۔ چیف سیکرٹری نے کہا۔
" یس سر" ۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو چیف سیکرٹری کے
اشارے پر خاور نے رسیور رکھ دیا۔
" تم یہیں رکو خاور۔ میں آ رہا ہوں" ۔۔۔۔ عمران نے اٹھتے ہوئے
کہا اور خاور کے اثبات میں سر ہلانے پر وہ تیزی سے چلتا ہوا کمرے سے
باہر آ گیا۔ باہر اس کے ساتھی موجود تھے۔
" صدیقی ۔ باہر کاروں میں ہمارا سامان موجود ہے اس میں
ہمارے موجودہ میک اپ کے مطابق کاغذات موجود ہیں۔ تم یہ
کاغذات ساتھ لو اور ایئر پورٹ جا کر ناراک کے لئے طیارہ چارٹرڈ
کراؤ۔ ہم اس وقت تک یہاں رہیں گے جب تک تم واپس نہیں آ
جاتے اور پھر یہاں سے لیبارٹری جائیں گے تاکہ مشن کو حتمی طور پر
مکمل کیا جا سکے" ۔۔۔۔ عمران نے صدیقی سے کہا۔
" آپ کا مقصد ہے کہ ہم لیبارٹری سے براہ راست ایئر پورٹ
جائیں تاکہ جس قدر جلد ممکن ہو سکے فان لینڈ سے باہر نکل
جائیں" ۔۔۔۔ صدیقی نے کہا۔

"ہاں - چیف سیکرٹری ایسا عہدیدار ہے جسے ہلاک کرنے سے دونوں ملکوں کے درمیان معاملات بگڑ سکتے ہیں اس لئے اسے بے ہوش کر دیا جائے گا اور میں چاہتا ہوں کہ اسے ہوش میں آنے سے پہلے ہم فان لینڈ سے باہر نکل جائیں" عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور صدیقی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ڈاکٹر ہومز نے رسیور رکھا تو اس کا دل چاہا کہ وہ اٹھ کر ناچنا شروع کر دے کیونکہ چیف سیکرٹری نے واقعی ایسی خوشخبری سنائی تھی جو اس کے تصور میں بھی نہ تھی اور اس بات کو بھی اس نے کنفرم کر لیا تھا کہ موجودہ فون کال چیف سیکرٹری کی طرف سے ہی ہو رہی ہے کیونکہ پہلے جب پاکیشیائی ایجنٹ نے اس سے چیف سیکرٹری کی آواز اور لہجے میں بات کی تھی اور وہ چیف سیکرٹری کا حکم سمجھ کر جا کر انہیں فارمولے کی فائل خود دے آیا تھا تو اسے حقیقتاً اس وقت بے حد شرمندگی ہوئی تھی کہ جب چیف سیکرٹری نے اسے بتایا کہ انہوں نے اسے کال ہی نہیں کی اس لئے اس نے آئندہ اس قسم کی صورت حال سے بچنے کے لئے فوری طور پر وائس چیکنگ کمپیوٹر منگوا لیا تھا اور اپنے فون کا نہ صرف لنک اس کے ساتھ کر دیا بلکہ چیف سیکرٹری کی فون کال کی ٹیپ سے اس نے ان کی آواز بھی

کمپیوٹر میں فیڈ کر دی تھی اور اب اسے چیف سیکرٹری کی کال آئی تو
اس نے سب سے پہلے یہ بات چیک کی تھی کہ واقعی چیف سیکرٹری
کی طرف سے کال کی جارہی ہے اور جب کمپیوٹر نے او کے کی رپورٹ
دی تو اس نے مطمئن ہو کر ان سے بات کی تھی اور چیف سیکرٹری
نے اسے خوشخبری سنائی تھی کہ نہ صرف پاکیشیائی ایجنٹ ہلاک ہو
چکے ہیں بلکہ فارمولے کی وہ فائل جو وہ ان ایجنٹوں کو خود دے آیا تھا
وہ بھی ان کے پاس واپس پہنچ گئی ہے اسے یقین تھا کہ اب وہ آسانی
سے اس اہم فارمولے کو مکمل کرا کر دنیا بھر میں انقلاب پیدا کر دینے
والی یہ سولر انرجی چپ اپنے اور اپنے ملک کے نام سے رجسٹرڈ کرا
لے گا اور اس کے بعد اس کا نام پوری دنیا میں ہمیشہ کے لئے بطور
عظیم سائنس دان زندہ رہے گا اور فان لینڈ اس سولر انرجی چپ کی
بکنگ سے ہی دنیا کا امیر ترین ملک بن جائے گا اس لئے اس کا دل چاہ
رہا تھا کہ وہ اٹھ کر بے اختیار ناچنا شروع کر دے لیکن ظاہر ہے وہ
فان لینڈ کا سب سے بڑا سائنس دان تھا اس لئے اس نے اپنے آپ پر
قابو کیا اور انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر
دیئے۔

"چیف سیکورٹی آفیسر میگی بول رہا ہوں" دوسری طرف سے
ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"میگی میرے آفس میں آجاؤ" ڈاکٹر ہومز نے کہا اور رسیور
رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا

آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر درشتی اور سختی کے تاثرات
جیسے ثبت ہوئے نظر آرہے تھے۔ یہ لیبارٹری کا سیکورٹی چیف میگی
تھا۔

"یس ڈاکٹر" میگی نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"بیٹھو۔ تمہیں ایک بہت بڑی خوشخبری سنانی ہے" ڈاکٹر
ہومز نے مسرت بھرے لہجے میں کہا تو میگی کے چہرے پر حیرت کے
تاثرات ابھر آئے۔

"خوشخبری کیا واقعی" میگی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ بہت بڑی خوشخبری ہے۔ پاکیشیائی ایجنٹوں کو ہلاک کر
دیا گیا ہے اور ایک اہم ترین فائل جو ان کے پاس پہنچ گئی تھی وہ بھی
واپس آرہی ہے" ڈاکٹر ہومز نے کہا تو میگی بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ واقعی یہ تو بہت بڑی خوشخبری ہے جناب۔ مگر کیسے
ہلاک ہوئے ہیں یہ ایجنٹ" میگی نے کہا۔

"سرکاری ایجنسیوں نے کئے ہوں گے۔ ابھی چیف سیکرٹری
صاحب کا فون آیا تھا انہوں نے بتایا ہے اور انہوں نے یہ بھی بتایا
ہے کہ لیبارٹری کی حفاظت کے لئے تعینات فوج اور فوجی کمانڈوز کا
دستہ بھی واپس بلا لیا گیا ہے اور ان کا خاص آدمی مائیکل سیکنڈ گیٹ
پر فائل لے کر پہنچے گا ہم نے اس سے فائل واپس لینی ہے اس لئے
اب تم بھی ریڈ الرٹ ختم کر دو اور معمول کی سیکورٹی پر آجاؤ" ڈاکٹر
ہومز نے کہا۔

"ٹھیک ہے سر۔ لیکن کیا یہ فائل ہم نے اس آدمی سے لینی ہے یا اسے آپ کے پاس بھجوانا ہے" میکی نے اطمینان بھرا ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ کچھ بھی ہو کسی اجنبی کو اب میں لیبارٹری کے اندر لے آنے کی اجازت نہیں دے سکتا اور فائل اس قدر اہم ہے کہ اسے میں نے ہی وصول کرنا ہے اس لئے تم مجھے اطلاع دے دینا میں خود باہر جا کر ان سے یہ فائل لے آؤں گا" ڈاکٹر ہومز نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ حکم کی تعمیل ہو گی سر" میکی نے کہا۔

"اوکے۔ اب تم جا سکتے ہو" ڈاکٹر ہومز نے کہا تو میکی نے اٹھ کر سلام کیا اور واپس چلا گیا۔ ڈاکٹر ہومز نے ایک بار پھر انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ ڈاکٹر آرنلڈ بول رہا ہوں" رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے اس کے اسسٹنٹ ڈاکٹر آرنلڈ کی آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر ہومز بول رہا ہوں آرنلڈ" ڈاکٹر ہومز نے کہا۔

"یس ڈاکٹر" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"تمام ساتھی سائنس دانوں کو خوشخبری دے دو کہ لیبارٹری پر ہونے والے حملے کا خطرہ ختم ہو گیا ہے پاکیشیائی ایجنٹ ہلاک کر دیئے گئے ہیں اور سب سے بڑی خوشخبری یہ ہے کہ اصل فارمولے کی فائل بھی واپس آ رہی ہے" ڈاکٹر ہومز نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ ڈاکٹر۔ یہ تو ہمارے لئے واقعی بہت بڑی خوشخبری ہے اس پر تو باقاعدہ جشن برپا ہونا چاہئے" ڈاکٹر آرنلڈ نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بالکل ہو گا جشن۔ فائل واپس آ جائے پھر ہم باقاعدہ جشن منائیں گے اور اب یہ پابندی بھی ختم ہو گئی ہے کہ ہم اس لیبارٹری سے باہر نہیں جا سکتے اس لئے جشن سناکی میں ہی منایا جائے گا"۔ ڈاکٹر ہومز نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تھینک یو ڈاکٹر۔ میں یہ خوشخبری تمام ساتھیوں کو سنا دیتا ہوں" ڈاکٹر آرنلڈ نے کہا۔

"اوکے۔ میں فائل کے انتظار میں بیٹھا ہوں وہ لے کر ہی میں لیبارٹری ہال میں آؤں گا" ڈاکٹر ہومز نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ اسے معلوم تھا کہ ڈاکٹر آرنلڈ کیوں اس قدر خوش ہو رہا ہے کیونکہ گزشتہ ایک ماہ سے لیبارٹری سے باہر جانے یا باہر سے کسی کے اندر آنے پر پابندی تھی اور وہ دن رات کام میں گدھوں کی طرح جتے ہوئے تھے اس لئے اب پابندی ختم ہونے کی وجہ سے وہ آزادی سے باہر آ جا سکیں گے اس لئے ظاہر ہے خوشی تو ہونی تھی۔ پھر تقریباً دو گھنٹوں کے طویل انتظار کے بعد انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی تو ڈاکٹر ہومز نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ ڈاکٹر ہومز بول رہا ہوں" ڈاکٹر ہومز نے کہا۔

"چیف سیکورٹی آفیسر میکی بول رہا ہوں جناب۔ دو آدمی سیکنڈ

گیٹ پر موجود ہیں ان کا کہنا ہے کہ انہوں نے اندر جا کر آپ کو فائل دینی ہے کیونکہ چیف سیکرٹری صاحب کا یہ خصوصی حکم ہے۔" میگی نے کہا۔

"دو آدمی۔ لیکن چیف سیکرٹری صاحب نے تو کہا تھا کہ ایک آدمی مائیکل آئے گا"۔ ڈاکٹر ہومز نے چونک کر کہا۔

"میں نے ان سے یہ بات پوچھی تھی کیونکہ آپ نے بھی مجھے ایک آدمی مائیکل کی آمد کے بارے میں ہی بتایا تھا میرے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ اس کا نام مائیکل ہے اور دوسرا کار ڈرائیور ہے اس کا نام جانسن ہے۔ کار انہوں نے یہاں سے کچھ دور پارکنگ میں روکی ہے"۔ میگی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ ٹھیک ہے۔ بہرحال تم انہیں باہر ہی روکو میں خود آرہا ہوں"۔ ڈاکٹر ہومز نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھے اور تیز تیز قدم اٹھاتے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

"تم مجھے تو کھول دو اس طرح بندھے بندھے تو میرا خون ہی منجمد ہونے لگ گیا ہے"۔ چیف سیکرٹری نے سامنے بیٹھے ہوئے عمران سے کہا۔

"مجھے تو اس بات پر حیرت ہو رہی ہے کہ تم اتنے بڑے ملک کے چیف سیکرٹری ہو اور چیف سیکرٹری ایسا عہدہ ہوتا ہے کہ جسے سر کھجانے کی بھی فرصت نہیں ہوتی لیکن تم ہمارے آنے سے پہلے سے یہاں موجود ہو لیکن اب تک نہ ہی کوئی فون آیا ہے اور نہ ہی کسی نے تم سے کسی طرح رابطہ کیا ہے۔ اب تو مجھے شک پڑنے لگ گیا ہے کہ کہیں تم نقلی چیف سیکرٹری تو نہیں ہو"۔ عمران نے کہا تو چیف سیکرٹری بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم ایک پسماندہ ملک کے رہنے والے ہو۔ تمہارے ملک میں سیکرٹری کام کرتے ہوں گے جبکہ فان لینڈ انتہائی ترقی یافتہ ملک ہے

یہاں ہر کام کے لئے علیحدہ علیحدہ سیکشن آفیسر موجود ہیں جو پالیسی کے مطابق کام کرتے رہتے ہیں اور ہم جیسے عہدیداروں کو بس پالیسیاں بنانی ہوتی ہیں یا کبھی کبھار میٹنگ کرنا پڑتی ہے اس لئے ہمارے پاس کام تقریباً نہ ہونے کے برابر ہوتا ہے دوسری بات یہ کہ آج ہفتہ ہے اور یہاں ہفتہ اور اتوار دو روز چھٹی ہوتی ہے اور یہ چھٹیاں ملک کے صدر سے لے کر عام آدمی تک اپنی مرضی اور اپنے انداز سے گزارتا ہے اور میں ہمیشہ ہفتے کا روز یہاں ٹرگی کے پاس گزارتا ہوں اور سوائے انتہائی ٹاپ ایجنسی کے یہاں مجھ سے کوئی رابطہ نہیں کر سکتا"۔۔۔۔ چیف سیکرٹری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا ٹرگی واقعی تمہاری بیوی تھی"۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔ وہ میری دوست تھی۔ میں نے تو تمہیں ویسے ہی کہہ دیا تھا کہ ٹرگی میری بیوی ہے کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ پاکیشیا جیسے مسلم ملک میں بیوی کے علاوہ کسی اور عورت سے تعلقات رکھنا انتہائی برا سمجھا جاتا ہے اس لئے مجھے خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ اگر میں نے ٹرگی کو بیوی نہ بتایا تو تم مجھے بھی ہلاک کر سکتے ہو"۔ چیف سیکرٹری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ ٹرگی ٹریننگ کمپنی کی چیف تھی کیا تمہیں اس بارے میں معلوم ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ہاں۔ مجھے معلوم ہے اس لئے کہ درپردہ اسے میری سرپرستی حاصل ہے اور میں اس میں ٹرگی کا بزنس پارٹنر بھی ہوں۔ ٹرگی کی یہ

ایجنسی اس لئے بھی انتہائی کامیابی سے کام کر رہی ہے کہ اس میں انتہائی جدید ترین مشینری استعمال کی جاتی ہے اور یہ انتہائی جدید ترین مشینری سرکاری طور پر دنیا بھر سے منگوائی جاتی ہے لیکن میں چونکہ چیف سیکرٹری ہوں اس لئے میں اسے ٹرگی کو بھجوا دیتا تھا"۔۔۔۔ چیف سیکرٹری نے کہا۔

"آخر کاغذات میں بھی تو کچھ درج کرتے ہی ہو گے"۔۔۔۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اسے خراب اور ناکارہ بنا دیا جاتا ہے"۔۔۔۔ چیف سیکرٹری نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"یہ بتاؤ کہ تم اس سولر انرجی چپ میں اس قدر ذاتی دلچسپی کیوں لے رہے ہو جبکہ یہ رجسٹرڈ ڈاکٹر ہومز کے نام ہو گی"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اب چونکہ تمہارے ساتھ معاہدہ ہو گیا ہے اور کوئی خطرہ بھی نہیں رہا اس لئے تمہیں بتایا جا سکتا ہے۔ جب ڈاکٹر ہومز اس کو مکمل کر لے گا تو پھر ڈاکٹر ہومز کو سکرین سے ہٹا دیا جائے گا اس کے بعد ایک پرائیویٹ کمپنی کی طرف سے اسے رجسٹرڈ کرایا جائے گا اور اس پرائیویٹ کمپنی کا مالک میں خود ہوں اس لئے اس چپ سے حاصل ہونے والی بے پناہ اور ناقابل یقین دولت کا مالک بھی میں ہی ہوں گا اور اسی لئے میں نے تم سے فوری طور پر معاہدہ کر لیا ہے حالانکہ اگر یہ حکومت کی ضرورت ہوتی تو پھر ایسا معاہدہ باقاعدہ

حکومتوں کے درمیان ہو سکتا تھا" ۔۔۔ چیف سیکرٹری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ اب تک کی ساری کارروائی کا تعلق حکومت فان لینڈ سے نہیں ہے جبکہ تم نے باقاعدہ سرکاری ایجنسیوں کو استعمال کیا ہے" ۔۔۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سرکاری ایجنسیوں کو تو میں بطور چیف سیکرٹری استعمال کر سکتا ہوں" ۔۔۔ چیف سیکرٹری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ اس فارمولے کا پاکیشیا سے حصول اور ڈاکٹر ہومز کی اس پر ہونے والی ریسرچ کے بارے میں سرکاری ریکارڈ میں کچھ نہیں ہے" ۔۔۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ جہاں بے پناہ دولت کا حصول مقصد ہو وہاں ایسا ہی ہوتا ہے" ۔۔۔ چیف سیکرٹری نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی دروازہ کھلا اور صدیقی اندر داخل ہوا۔

"کیا ہوا" ۔۔۔ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"آپ کے حکم کی تعمیل کر دی گئی ہے" ۔۔۔ صدیقی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ میں نے اپنا فیصلہ بدل دیا ہے اس لئے اب اسے آف کر دو اور آجاؤ" ۔۔۔ عمران نے کہا اور تیزی سے اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دوسرے لمحے کمرہ سائیلنسر لگے مشین پسٹل کی

مخصوص آواز اور چیف سیکرٹری کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا لیکن عمران مڑے بغیر آگے بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد صدیقی بھی باہر آگیا۔

"آپ نے اچانک فیصلہ کیوں بدل دیا۔ کوئی خاص بات" ۔۔۔ صدیقی نے کہا۔

"کون سا فیصلہ" ۔۔۔ باقی ساتھیوں نے چونک کر پوچھا تو صدیقی نے مختصر طور پر انہیں پہلے چیف سیکرٹری کو صرف بے ہوش کرنے اور اب اس کے خاتمے کے بارے میں بتا دیا۔

"ہاں۔ میری اس سے بات ہوئی ہے اس نے یہ سب کچھ خود دولت کمانے کے لئے کیا ہے اس ساری کارروائی کا سرکاری طور پر کوئی ریکارڈ نہیں ہے اس لئے اب اس کا زندہ رہنا الٹا پاکیشیا کے خلاف چلا جاتا جبکہ اب کسی کو اصل بات کا علم ہی نہ ہو سکے گا۔ آؤ اب چلیں تاکہ اس لیبارٹری کا بھی خاتمہ کیا جا سکے" ۔۔۔ عمران نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب اپنی کاروں میں سوار تیزی سے لیبارٹری کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔

"عمران صاحب۔ وہاں کی پلاننگ کیا ہے" ۔۔۔ سائیڈ سیٹ پر بیٹھے ہوئے صدیقی نے کہا۔

"میں مائیکل ہوں جبکہ تم ڈرائیور جانسن ہو۔ ہم دونوں فائل دینے اندر جائیں گے اور پھر وہاں کارروائی کا آغاز ہو جائے گا" ۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن آپ نے کارروائی کی تیاری تو نہیں کی"...... صدیقی نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"کیسی تیاری"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"وہ سٹاپر ایکس بھی ساتھ نہیں ہے اور اسلحہ بھی اور باقی ساتھیوں کو کیا ہو گا"...... صدیقی نے کہا۔

"کاریں ہم وہاں سے کچھ فاصلے پر موجود پارکنگ میں روکیں گے سٹاپر ایکس اور اسلحہ وغیرہ کار کے خفیہ خانے میں موجود ہے۔ وہاں سے لے لیں گے اور پیدل چل کر سیکنڈ گیٹ پر پہنچ جائیں گے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ایسا کرنے کی کوئی خاص وجہ ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"ہاں۔ ہو سکتا ہے کہ راستے میں پولیس چیکنگ ہو جائے اور سٹاپر ایکس کو بہرحال روک لیا جائے گا۔ اسلحے کی تو یہاں پرواہ نہیں کی جاتی لیکن سٹاپر ایکس ان کی سمجھ میں نہیں آئے گا"...... عمران نے جواب دیا اور صدیقی نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد عمران نے کار ایک خالی پڑی ہوئی پارکنگ میں روک دی اور اس کے ساتھ ہی وہ نیچے اتر آئے۔ دوسری کار بھی ان کے ساتھ آ کر رک گئی اور باقی ساتھی بھی باہر آ گئے۔

"تم لوگ یہیں رکو گے۔ اپنے واچ ٹرانسمیٹر آن رکھنا۔ ضرورت پڑنے پر ہم تمہیں کال کر سکتے ہیں۔ اسلحہ وغیرہ جیبوں میں رکھ لینا۔ صرف میں اور صدیقی جائیں گے"...... عمران نے باقی ساتھیوں سے

کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ پھر عمران کے بتانے پر صدیقی نے کار کے خفیہ خانے سے سٹاپر ایکس نکال کر اسے باقاعدہ آن کر کے جیب میں ڈال لیا۔ اس کے ساتھ ہی مشین پسٹل اور اس کا میگزین بھی اس نے جیب میں منتقل کیا جبکہ عمران نے مشین پسٹل کے ساتھ ساتھ وائرلیس ڈی چارجر ایک ہزار میگا پاور بم خفیہ خانے سے اٹھا کر اپنی جیب میں ڈال لیا۔

"آؤ"...... عمران نے صدیقی سے کہا اور پارکنگ سے نکل کر وہ پیدل آگے بڑھتا چلا گیا۔ صدیقی بھی اس کے پیچھے چل رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس طویل دیوار کے تقریباً درمیان میں پہنچ کر رک گئے جو لیبارٹری کا سیکنڈ وے تھا۔ عمران نے دیوار میں بنے ہوئے ایک چوکھٹے میں اپنا ہاتھ رکھ کر اسے پریس کیا اور ہاتھ ہٹا کر وہ اطمینان سے کھڑا ہو گیا۔ وہ چونکہ پہلے ہی اس گیٹ اور اندرونی تفصیل سے آگاہ ہو چکا تھا اس لئے اس کے انداز میں کوئی جھجک نہیں تھی۔ چند لمحوں بعد سرر کی آواز سے دیوار درمیان سے پھٹ کر سائیڈوں میں کھسکتی چلی گئی۔ اب وہاں ایک دروازہ موجود تھا۔

"کون ہے باہر"...... ایک سخت آواز سنائی دی۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس دروازے کے اندر کوئی خفیہ مائیک موجود ہو۔

"میرا نام مائیکل ہے اور مجھے چیف سیکرٹری صاحب نے بھیجا ہے میں نے ڈاکٹر ہومز کو فائل پہنچانی ہے"...... عمران نے مقامی لہجے اور زبان میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن چیف سیکرٹری صاحب نے تو کہا تھا کہ ایک آدمی آئے گا جبکہ تم دو ہو"...... دوسری طرف سے مشکوک لہجے میں کہا گیا۔

"یہ ڈرائیور ہے جانسن"...... عمران نے مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کی کار کہاں ہے"...... اندر سے پوچھا گیا۔

"یہاں سے قریب پارکنگ میں موجود ہے۔ آپ دروازہ کھولیں۔ آپ نے کیا انٹرویو لینا شروع کر دیا ہے"...... عمران نے جان بوجھ کر جھلائے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کو اندر جانے کی اجازت نہیں ہے۔ میں دروازے میں جھری کھولتا ہوں آپ یہ فائل اس جھری میں ڈال دیں یہ ڈاکٹر ہومز تک پہنچ جائے گی"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"نہیں۔ مجھے سختی سے تاکید کی گئی ہے کہ اس فائل کو ہم نے ڈاکٹر ہومز کے ہاتھ میں دینا ہے"...... عمران نے سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ انتظار کرو میں ڈاکٹر ہومز سے بات کرتا ہوں"...... اندر سے جواب دیا گیا۔

"آپ کون ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"میں چیف سیکورٹی آفیسر میکی ہوں"...... دوسری طرف سے سرد لہجے میں جواب دیا گیا اور اس کے ساتھ ہی ہلکی سی کٹک کی آواز سنائی دی جیسے مائیک بند کر دیا گیا ہو۔ عمران نے صدیقی کی طرف دیکھا تو

صدیقی نے ہونٹ بھینچ لیے اس کی پیشانی پر شکنیں نمودار ہو گئی تھیں لیکن عمران کے چہرے پر ویسے ہی اطمینان تھا۔

"ہیلو۔ میں ڈاکٹر ہومز بول رہا ہوں"...... تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر ہومز کی آواز سنائی دی اور عمران اس کی آواز سے ہی پہچان گیا کہ یہ ڈاکٹر ہومز ہے۔

"میرا نام مائیکل ہے اور مجھے چیف سیکرٹری صاحب نے بھیجا ہے لیکن آپ کا چیف سیکورٹی آفیسر ہمارے ساتھ ایسے سلوک کر رہا ہے جیسے ہم دشمن ہوں"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"فائل کہاں ہے"...... ڈاکٹر ہومز نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے الٹا سوال کر دیا۔

"میری جیب میں ہے"...... عمران نے کہا۔

"آپ نکال کر دروازے کے سامنے کھولیں تاکہ میں چیک کر لوں"...... ڈاکٹر ہومز نے کہا۔

"سوری ڈاکٹر ہومز۔ ہمیں ایسی ہدایت نہیں کی گئی۔ آپ نے فائل لینی ہے تو ٹھیک ورنہ ہم واپس جا رہے ہیں"...... عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں خود باہر آ رہا ہوں"...... ڈاکٹر ہومز نے جواب دیا اور پھر چند لمحوں بعد ہلکی سی کٹک کی آواز کے ساتھ ہی دروازہ ایک سائیڈ میں کھسکتا چلا گیا۔ اب وہاں خلا تھا جس کی دوسری طرف ڈاکٹر ہومز بذات خود موجود تھا۔ اس کے پیچھے دو مسلح افراد کھڑے نظر آ

رہے تھے۔

"مجھے دو فائل"....... ڈاکٹر ہومز نے وہیں کھڑے کھڑے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے عمران نے بجلی کی سی تیزی سے اس کے سینے پر ضرب لگا کر اسے اندر کی طرف اچھال دیا اور ڈاکٹر ہومز چیختا ہوا اچھل کر عقب میں موجود دونوں مسلح افراد سے جا ٹکرایا جبکہ عمران اچھل کر اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے صدیقی بھی اچھل کر اندر داخل ہوا ہی تھا کہ تڑتڑاہٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی عمران کو ایسے محسوس ہوا جیسے کئی گرم سلاخیں اس کے جسم میں اترتی چلی گئی ہوں۔ عمران نے سنبھلنے کی بے حد کوشش کی لیکن اس کا ذہن کسی کیمرے کے شٹر کی طرح بند ہو گیا لیکن جس تیزی سے اس کا ذہن تاریک ہوا تھا۔ اسی تیزی سے وہ دوبارہ روشن ہو گیا اور عمران نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے یہ دیکھ کر اس کا ذہن بھک سے اڑ گیا کہ وہ اپنے تمام ساتھیوں سمیت فرش پر رسیوں سے بندھا پڑا تھا۔ اس نے اپنے جسم کو دیکھا کیونکہ بے ہوش ہونے سے پہلے اسے یاد تھا کہ گرم سلاخیں اس کے جسم میں اتر گئی تھیں لیکن اس کا جسم ٹھیک تھا۔ باقی ساتھی بھی ٹھیک تھے لیکن وہ بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ عمران سمجھ گیا کہ اسے ذہنی ورزشوں کی وجہ سے پہلے ہی ہوش آگیا ہے اور انہیں موجودہ سچوئشن کی وجہ سے فوری طور پر رسیوں سے باندھ دیا گیا ہے اور جلد ہی اسے معلوم ہو گیا کہ اسے باندھنے والے ایجنٹ نہیں ہو سکتے۔ البتہ وہ

کسی حد تک تربیت یافتہ ضرور ہیں۔ چنانچہ اس نے جلد ہی نہ صرف گانٹھ تلاش کر لی بلکہ تھوڑی سی کوشش کے بعد وہ اسے کھول لینے میں بھی کامیاب ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا اس کے جسم میں درد کی تیز لہریں سی دوڑنے لگیں لیکن اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے حرکت میں آگیا اور اس نے تمام ساتھیوں کی بندشیں کھول دیں اور پھر اس نے باری باری ان کے ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر کے انہیں ہوش میں لانا شروع کر دیا۔

"عمران صاحب۔ یہ کیا۔ کیا مطلب"....... صدیقی نے ہوش میں آتے ہی کہا۔

"نجانے کیا چکر چل گیا ہے۔ بہرحال یہ غنیمت ہے کہ ہم ہوش میں ہیں"....... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ سیدھا ہو گیا اور اس نے اپنے لباس کی تلاشی لینا شروع کر دی لیکن اس کی جیبیں خالی تھیں حتیٰ کہ ان کی گھڑیاں تک اتار لی گئی تھیں۔

"تم لوگ کیسے بے ہوش ہوئے۔ تم تو پارکنگ میں تھے"۔ عمران نے صدیقی کے علاوہ تمام ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہم وہیں موجود تھے کہ دو آدمیوں کو ہم نے پارکنگ کی طرف آتے دیکھا پھر اچانک انہوں نے جیبوں سے گیس پسٹل نکال کر فائر کر دیا اور ہم سنبھلنے سے پہلے ہی بے ہوش ہو گئے اور اب یہاں ہمیں ہوش آیا ہے"....... نعمانی نے جواب دیتے ہوئے کہا اسی لمحے بے

اختیار عمران چونک پڑا کیونکہ کمرے کے بند دروازے کے باہر
قدموں کی آواز سنائی دی تھی۔ عمران نے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور
وہ سب تیزی سے آگے بڑھ کر دروازے کی دونوں سائیڈوں پر دیوار
سے پشت لگا کر کھڑے ہو گئے۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ایک
مشین گن بردار تیزی سے اندر داخل ہوا۔ مشین گن اس کے
کاندھے سے لٹکی ہوئی تھی۔

"ارے کیا مطلب"...... اس نے اندر داخل ہوتے ہی اچھلتے
ہوئے کہا اور دوسرے لمحے نعمانی اس پر جھپٹ پڑا اور اس نے اس کی
گردن میں بازو ڈال کر اسے اپنے سینے سے لگا کر دوبارہ دیوار سے
پشت لگا لی تھی جبکہ عمران نے کھلے دروازے سے باہر دیکھا۔ وہاں
ایک چھوٹی سی راہداری تھی لیکن وہ خالی تھی۔ عمران نے دروازہ بند
کر دیا۔

"اسے نیچے اس طرح پھینکو کہ اس کی گردن پر پیر رکھ کر میں اس
سے پوچھ گچھ کر سکو"...... عمران نے پاکیشیائی زبان میں نعمانی سے
کہا تو نعمانی نے اچانک اسے آگے کی طرف دھکیلا اور خود جھٹکے سے
سائیڈ پر ہو گیا اور وہ آدمی ایک دھماکے سے پشت کے بل فرش پر گرا
تو عمران نے اس کی گردن پر پیر رکھ کر اسے تیزی سے موڑ دیا اور
اٹھنے کی کوشش کرتا ہوا وہ آدمی دوبارہ دھماکے سے نیچے گر پڑا۔ اس
کے منہ سے خرخراہٹ کی آوازیں نکلنے لگیں اور چہرہ یکلخت مسخ ہو گیا
تھا۔ عمران نے پیر کو واپس موڑا تو اس آدمی کا چہرہ جتنی تیزی سے مسخ

ہوا تھا اتنی تیزی سے نارمل ہو گیا۔

"کیا نام ہے تمہارا"...... عمران نے کہا۔

"مم۔ مم۔ میرا نام سٹاجر ہے۔ سٹاجر"...... اس آدمی نے رک
رک کر کہا۔

"ہمیں یہاں کس طرح لایا گیا ہے۔ جلدی بتاؤ"...... عمران نے
کہا۔

"تم دونوں نے زبردستی اندر داخل ہونے کی کوشش کی تو تم
دونوں پر ایکس وی گیس فائر کر دی گئی جس سے تم فوری طور پر بے
ہوش ہو گئے۔ پھر چیکنگ کی گئی تو قریب ہی پارکنگ میں تمہارے
تین ساتھی موجود تھے انہیں بھی جا کر ایس وی گیس کے ذریعے بے
ہوش کر دیا گیا اور پھر اٹھا کر یہاں لایا گیا اور یہاں تمہیں باندھ کر
ڈال دیا گیا۔ تمہاری تلاشی لی گئی۔ تمہارے پاس انتہائی خطرناک
اسلحے کے ساتھ ساتھ ایسی مشین بھی تھی جس سے تم یہاں کے تمام
حفاظتی نظام کو آف کر سکتے تھے۔ تمہارے ہاتھوں میں ٹرانسمیٹر واچز
تھیں اس لئے چیف سکیورٹی آفیسر میکی کا خیال تھا کہ تم پاکیشیائی
ایجنٹ ہو تمہارے میک اپ چیک کرائے گئے لیکن تم میک اپ
میں نہیں تھے اس لئے معاملہ مشکوک ہو گیا۔ اب ڈاکٹر ہومز چیف
سیکرٹری سے رابطہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں لیکن ان سے رابطہ
نہیں ہو رہا۔ میں تو ویسے ہی چیکنگ کے لئے اندر آ گیا تھا"...... اس
آدمی نے رک رک کر کہا اور عمران کے مزید سوالوں کے جواب دیتے

ہوئے اس نے ساری باتیں بتا دیں۔

" وہ چیف سیکورٹی آفیسر میکی کہاں ہے"...... عمران نے پوچھا۔

" وہ بھی ڈاکٹر ہومز کے آفس میں ہے"...... ساجر نے جواب دیا تو عمران نے پیر کو جھٹکے سے موڑ دیا اور ساجر کے جسم نے یکلخت جھٹکا کھایا اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھیں بے نور ہوتی چلی گئیں۔

" اس کی مشین گن لے لو اور آؤ۔ اب ہم نے فوری طور پر فل آپریشن کرنا ہے"...... عمران نے کہا تو صدیقی نے آگے بڑھ کر مشین گن لے لی اور اسے عمران کی طرف بڑھا دیا۔

" اس کی جیب میں شاید مشین پسٹل ہو۔ چیک کرو"۔ عمران نے کہا تو صدیقی ایک بار پھر جھک گیا اور چند لمحوں بعد اس کے ہاتھ میں واقعی ایک مشین پسٹل موجود تھا۔

" یہ مجھے دو اور یہ مشین گن تم رکھ لو اور آؤ۔ مجھے اندرونی نقشہ معلوم ہے اس لئے ہمیں پہلے اس میکی ارر ڈاکٹر ہومز پر قابو پانا ہے"...... عمران نے کہا اور مشین پسٹل لے کر وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد ہی وہ ایک اور راہداری میں پہنچ گئے جس کے آخر میں ایک کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور اندر سے باتوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ ان میں سے ایک آواز ڈاکٹر ہومز کی تھی جبکہ دوسری میکی کی۔ وہ بے ہوش پڑے ہیں ان کی طرف سے کیا خطرہ ہو سکتا ہے۔ آج ہفتہ ہے اور چھٹی ہے اس لئے چیف سیکرٹری صاحب سے رابطہ نہیں ہو رہا اس لئے انہیں

فوری ہلاک کرنے کا کیا فائدہ"...... ڈاکٹر ہومز کی آواز سنائی دی۔ اس کے ساتھ ہی عمران اندر داخل ہو گیا۔

" تم۔ تم یہاں"...... سامنے بیٹھے ہوئے ڈاکٹر ہومز نے چیختے ہوئے کہا۔ میکی کی دروازے کی طرف پشت تھی۔ وہ تیزی سے مڑا ہی تھا کہ عمران کے ہاتھ میں موجود مشین پسٹل سے تڑتڑاہٹ کی آوازیں سنائی دیں اور میکی چیختا ہوا نیچے گرا اور تڑپنے لگا اس کے ساتھ ہی صدیقی اور باقی ساتھی بھی اندر آ گئے۔ ڈاکٹر ہومز کا چہرہ یکلخت زرد پڑ گیا تھا لیکن وہ بیٹھا کرسی پر ہی رہا تھا۔ شاید اس میں اٹھنے کی ہمت ہی نہیں رہی تھی۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو حسب عادت احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

"ارے ۔ ارے ۔ بیٹھو۔ میں نے تو تم سے چیک لینا ہے اور تم بھاگنے کا پروگرام بنا رہے ہو"...... عمران نے رسمی دعا سلام کے بعد کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"اس بار جولیا چونکہ آپ کے ساتھ نہیں تھی اس لئے مجھے تو کیس کے بارے میں کوئی رپورٹ ہی نہیں ملی۔ پھر چیک کس بات کا"...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا وہ فارمولا تمہارے پاس نہیں پہنچا"۔ عمران نے کہا۔

"وہ تو پہنچ گیا تھا اور میں نے سر سلطان کے ذریعے اسے سرداور کو بھجوا دیا تھا۔ میں تو کیس کے بارے میں بات کر رہا ہوں"۔ بلیک

زیرو نے کہا۔

"اوہ ۔ کیا کیس رہ گیا ہے ۔ فارمولے کی واپسی ہمارا مشن تھا اور وہ مشن مکمل ہو گیا ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"وہ لیبارٹری ۔ اس کا کیا ہوا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اس کا کیا ہونا تھا۔ تباہ ہو گئی اور بس"...... عمران نے جواب دیا۔

"اوہ ۔ پھر تو واقعی مشن مکمل ہو گیا ہے لیکن یہ فان لینڈ والے آسانی سے پیچھا نہیں چھوڑیں گے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ارے نہیں۔ ایسا نہیں ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"کیوں"...... بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

"اس لئے کہ یہ سارا کھیل فان لینڈ حکومت نہیں کھیل رہی تھی۔ انہیں تو علم ہی نہیں ہے کہ شمسی توانائی کی چپ ایک ایسی انقلابی ایجاد ہے جو دنیا کو صدیوں آگے لے جائے گی ان کے ملک میں موجود رہی ہے"...... عمران نے جواب دیا تو بلیک زیرو کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں آپ کی بات"...... بلیک زیرو نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"چیف کو سمجھانے کی فیس مشن کے چیک سے علیحدہ ہو گی"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"جب تک چیف کو سمجھ نہیں آئے گی تب تک چیک کیسے

جاری ہو سکتا ہے"...... بلیک زیرو نے ترکی بہ ترکی جواب دیا تو عمران اس کے اس خوبصورت جواب پر بے اختیار ہنس پڑا۔

" پھر تو واقعی سمجھانا پڑے گا لیکن میں اس چیک کا کیا کروں گا کیونکہ جب چیک ملے گا میرا ذہن ہی کھپ چکا ہو گا۔ آخر چیف کو سمجھانا ہے اور کسی ذہین اور کند ذہن کو سمجھانے میں فرق تو ہو گا"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو ایک بار پھر ہنس پڑا۔

" اب میں اتنا بھی کند ذہن نہیں ہوں جتنا آپ نے سمجھ لیا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

" ارے ۔ ابھی تو تمہیں دانش منزل میں مستقل بٹھایا ہوا ہے کہ شاید کچھ تھوڑی بہت دانش تمہارے دماغ میں بھی کہیں نہ کہیں سے گھس جائے۔ بہرحال یہ بات مجھے بھی مشن کے آخر میں معلوم ہوئی تھی۔ یہ سارا کھیل فان لینڈ کے چیف سیکرٹری نے ذاتی حیثیت سے کھیلا ہے اس لئے سرکاری لیبارٹری کی بجائے ایک پرائیویٹ خفیہ لیبارٹری بنائی گئی تھی جب اس فارمولے پر وہاں کام مکمل ہو جاتا تو اس لیبارٹری کے انچارج ڈاکٹر ہومز اور اس کے ساتھی سائنس دانوں کو ختم کر دیا جاتا اور ایک پرائیویٹ تنظیم کی طرف سے اس فارمولے کو بین الاقوامی سطح پر رجسٹرڈ کرا کر اس پرائیویٹ تنظیم کی طرف سے شمسی توانائی کی یہ چپ تیار کر کے پوری دنیا میں فروخت کی جاتی اور اس قدر دولت کما لی جاتی جس کا شاید اس وقت کوئی تصور ہی نہ کر سکے۔ یہ فارمولا واقعی ایک سونے کی پوری کان

سے بھی زیادہ قیمتی ثابت ہوتا اور میں نے اسی لئے چیف سیکرٹری کا خاتمہ کر دیا تھا۔ میں نے چیف سیکرٹری سے لیبارٹری کے ڈاکٹر ہومز کو کال کرا دی تھی کیونکہ مجھے اندازہ تھا کہ وہاں وائس چیکنگ کمپیوٹر اب ضرور رکھ لیا گیا ہو گا اور چیف سیکرٹری نے ڈاکٹر ہومز کو بتا دیا کہ پاکیشیائی ایجنٹ ہلاک ہو گئے ہیں اور جو فارمولا ڈاکٹر ہومز چیف سیکرٹری کی کال سمجھ کر ان ایجنٹوں کو دے آیا تھا وہ بھی واپس مل گیا ہے اور اسے ڈاکٹر ہومز کے پاس واپس بھیجا جا رہا ہے اور پھر میں اور صدیقی وہ فارمولا لے کر لیبارٹری گئے لیکن وہاں ایک تربیت یافتہ چیف سکیورٹی آفیسر موجود تھا۔ نتیجہ یہ کہ ہم دونوں کو ہی بے ہوش کر دیا گیا اور باہر موجود ہمارے ساتھیوں پر بھی اچانک گیس فائر کر کے بے ہوش کر کے لیبارٹری میں لایا گیا لیکن قدرت کو ہماری زندگی مقصود تھی اس لئے وہ ہمیں فوری طور پر ہلاک کرنے کی بجائے چیف سیکرٹری سے رابطہ کرنے کے چکر میں پڑ گئے ۔ کیونکہ چیف سیکرٹری نے انہیں بتایا تھا کہ پاکیشیائی ایجنٹ ہلاک ہو چکے ہیں جبکہ ہم زندہ سلامت موجود تھے۔ ہمارے میک اپ بھی ان سے صاف نہ ہو سکے اس لئے وہ مزید الجھ گئے اس دوران مجھے ہوش آ گیا اور پھر ہم نے چیف سکیورٹی آفیسر میکی کو ہلاک کر کے لیبارٹری پر قبضہ کر لیا۔ اس فارمولے کی باقی کاپیاں بھی ہم نے وہاں سے حاصل کر لیں۔ ڈاکٹر ہومز اور اس کے ساتھی سائنس دانوں کو بھی ہلاک کر کے ہم نے لیبارٹری کے اندر انتہائی طاقتور وائرلیس آپریٹ بم رکھ

مخصوص آواز اور چیف سیکرٹری کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا لیکن عمران مڑے بغیر آگے بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد صدیقی بھی باہر آگیا۔

" یہ آپ نے اچانک فیصلہ کیوں بدل دیا۔ کوئی خاص بات"...... صدیقی نے کہا۔

" کون سا فیصلہ"...... باقی ساتھیوں نے چونک کر پوچھا تو صدیقی نے مختصر طور پر انہیں پہلے چیف سیکرٹری کو صرف بے ہوش کرنے اور اب اس کے خاتمے کے بارے میں بتا دیا۔

" ہاں۔ میری اس سے بات ہوئی ہے اس نے یہ سب کچھ خود دولت کمانے کے لئے کیا ہے اس ساری کارروائی کا سرکاری طور پر کوئی ریکارڈ نہیں ہے اس لئے اب اس کا زندہ رہنا الٹا پاکیشیا کے خلاف چلا جاتا جبکہ اب کسی کو اصل بات کا علم ہی نہ ہو سکے گا۔ آؤ اب چلیں تاکہ اس لیبارٹری کا بھی خاتمہ کیا جا سکے"...... عمران نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب اپنی کاروں میں سوار تیزی سے لیبارٹری کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔

" عمران صاحب۔ وہاں کی پلاننگ کیا ہے"...... سائیڈ سیٹ پر بیٹھے ہوئے صدیقی نے کہا۔

" میں مائیکل ہوں جبکہ تم ڈرائیور جانسن ہو۔ ہم دونوں فائل دینے اندر جائیں گے اور پھر وہاں کارروائی کا آغاز ہو جائے گا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

دیا اور پھر باہر آکر ہم نے اسے ڈی چارج کر دیا اس طرح لیبارٹری مکمل طور پر تباہ ہو گئی"...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" کیا انہیں اطلاع نہیں مل سکی کہ چیف سیکرٹری کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ چیف سیکرٹری تو ایسا عہدہ ہے کہ اس کی ہلاکت تو ایک طرف اسے چھینک بھی آجائے تو پورے ملک کو اس کا علم ہو جاتا ہے"...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہی بات میں نے چیف سیکرٹری سے پوچھی تھی۔ اس نے بتایا کہ پاکیشیا جیسے پسماندہ ملک کے سیکرٹری کام کرتے ہوں گے لیکن فان لینڈ جیسے ترقی یافتہ ملک کے سیکرٹری تو صرف پالیسیاں بناتے ہیں اور احکامات دیتے ہیں اور دوسری اہم بات یہ کہ وہاں ہفتہ اور اتوار دو چھٹیاں ہوتی ہیں اور اس روز ہفتہ تھا"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" پھر تو واقعی آپ کو چیک ملنا چاہئے۔ آپ پاکیشیا کا ایسا فارمولا واپس لے آئے ہیں جو مکمل ہونے کے بعد پاکیشیا کی تقدیر ہی بدل دے گا"...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اللہ تمہارا بھلا کرے۔ چلو شکر ہے تمہیں اتنا تو احساس ہو گیا اب جلدی کرو دراز سے چیک بک نکالو اور اس پر ایک سے نو تک کے ہندسے لکھ کر باقی جگہ خالی چھوڑ دو میں اس پر دس بارہ صفریں آگے ڈال دوں گا"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

دیا اور پھر باہر آکر ہم نے اسے ڈی چارج کر دیا اس طرح لیبارٹری مکمل طور پر تباہ ہو گئی"...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کیا انہیں اطلاع نہیں مل سکی کہ چیف سیکرٹری کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ چیف سیکرٹری تو ایسا عہدہ ہے کہ اس کی ہلاکت تو ایک طرف اسے چھینک بھی آجائے تو پورے ملک کو اس کا علم ہو جاتا ہے"...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہی بات میں نے چیف سیکرٹری سے پوچھی تھی۔ اس نے بتایا کہ پاکیشیا جیسے پسماندہ ملک کے سیکرٹری کام کرتے ہوں گے لیکن فان لینڈ جیسے ترقی یافتہ ملک کے سیکرٹری تو صرف پالیسیاں بناتے ہیں اور احکامات دیتے ہیں اور دوسری اہم بات یہ کہ وہاں ہفتہ اور اتوار دو چھٹیاں ہوتی ہیں اور اس روز ہفتہ تھا"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پھر تو واقعی آپ کو چیک ملنا چاہئے۔ آپ پاکیشیا کا ایسا فارمولا واپس لے آئے ہیں جو مکمل ہونے کے بعد پاکیشیا کی تقدیر ہی بدل دے گا"...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اللہ تمہارا بھلا کرے۔ چلو شکر ہے تمہیں اتنا تو احساس ہو گیا اب جلدی کرو دراز سے چیک بک نکالو اور اس پر ایک سے نو تک کے ہندسے لکھ کر باقی جگہ خالی چھوڑ دو میں اس پر دس بارہ صفریں آگے ڈال دوں گا"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑا۔

"بغیر کسی تحریری رپورٹ کے میرے لئے تو یہ مشن زیرو ہی رہ جاتا ہے اس لئے چیک پر صرف ایک زیرو تو ہو سکتا ہے ہندسہ نہیں"...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے۔ تو پھر چیک پر میری نمائندگی کون کرے گا۔ ساری نمائندگی تو پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ہو جائے گی"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو چونک پڑا۔

"کیا مطلب"...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسے عمران کی بات کی واقعی سمجھ نہ آئی تھی۔

"تم بلیک زیرو اور سیکرٹ سروس کے چیف ہو اس لئے زیرو کا مطلب ہوا پاکیشیا سیکرٹ سروس اور میں تو بہرحال پاکیشیا سیکرٹ سروس میں شامل ہی نہیں ہوں"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"داور بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سر داور کی آواز سنائی دی۔

"حقیر فقیر پر تقصیر بندہ ناداں بے سروسامان علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"اتنی قیمتی ڈگریاں رکھ کر تم کیسے بے سروسامان ہو گئے"۔ دوسری طرف سے سر داور نے ہنستے ہوئے کہا۔

"چلیں آپ یہ ڈگریاں لے لیں۔ بولیں کیا دیں گے ان کے

عوض"...... عمران نے کہا۔
" میں تو خود غریب آدمی ہوں۔ میں اس قدر قیمتی ڈگریاں کیسے خرید سکتا ہوں تم اپنے چیف کو فروخت کر دو"...... سرداور نے کہا۔
" چیف کو نجانے کس نے کہا ہے کہ میں سوپر فیاض سے بھاری رقمیں اینٹھتا رہتا ہوں۔ گو میں نے انہیں لاکھ یقین دلایا ہے کہ یہ رقمیں رفاہی اداروں کو بھجوا دی جاتی ہیں لیکن وہ مانتا ہی نہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ان تمام رفاہی اداروں کا کیشئر آغا سلیمان پاشا ہے اور ویسے بات بھی درست ہے۔ بہرحال چلیں اگر آپ ڈگریاں نہیں لیتے تو سولر انرجی چپ کا فارمولا کسی سپرپاور کو فروخت کرا دیں چلیں دو چار دن کا آسرا ہی ہو جائے گا"...... عمران نے کہا۔
" اوہ عمران۔ مجھے سرسلطان نے یہ فارمولا بھجوایا ہے میں نے جب اس کی تفصیل سے سٹڈی کی تو میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ یہ فارمولا واقعی مکمل ہو سکتا ہے اور تم جانتے ہو کہ اس کا کیا نتیجہ نکلے گا۔ یوں سمجھو کہ دنیا بھر میں انقلاب آ جائے گا۔ تیل کی توانائی۔ الیکٹرک توانائی سب کچھ ماضی کی یادگار بن کر رہ جائے گی۔ عمران بیٹے یہ ایسا فارمولا ہے جو دنیا کو صدیوں آگے لے جائے گا۔ ویری گڈ۔ تم واقعی نہ صرف پاکیشیا کے بلکہ پوری دنیا کے ہیرو ہو"۔ سرداور نے بڑے جذباتی لہجے میں کہا۔
" آپ یہی بات چیف کو بھی بتا دیں۔ وہ تو مجھے ہیرو کی بجائے زیرو قرار دے دیتے ہیں اور میں بے چارہ آغا سلیمان پاشا کی جھڑکیاں

سننے تک کا ہیرو رہ جاتا ہوں"...... عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا تو سرداور بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑے۔
" مجھ میں ہمت نہیں ہے کہ میں تمہارے چیف کو کچھ سمجھا سکوں۔ وہ اس طرح عزا کر بات کرتے ہیں کہ سننے والا اپنے آپ کو خرگوش اور چیف کو۔ بہرحال چھوڑ۔ یہ بتاؤ کیسے فون کیا تھا"۔ سرداور کچھ کہتے کہتے رک گئے تھے۔
" اور چیف کو کچھوا سمجھ لیتا ہے۔ یہی کہنا چاہتے تھے ناں آپ۔ بہرحال یہ بھی چیف کے لئے خراج تحسین ہی ہے کیونکہ خرگوش سو جاتا ہے اور دوڑ کچھوا جیت جاتا ہے۔ میں نے اس لئے فون کیا تھا کہ معلوم کر سکوں کہ یہ فارمولا کسی کام کا ہے بھی ہی یا نہیں۔ اب آپ نے اس کی تعریف کر دی ہے اب میں چیف کو آپ کا حوالہ دے کر ایک بڑا چیک اینٹھ لوں گا۔ میں نے دیکھ لیا ہے کہ چیف کے دل میں آپ کی بہت عزت ہے"...... عمران نے بلیک زیرو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار مسکرا دیا۔
" یہ ان کی مہربانی ہے کہ وہ میری عزت کرتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ پاکیشیا کے اصل حاکم وہی ہیں۔ بہرحال میں نے ایک ضروری میٹنگ اٹنڈ کرنی ہے اس لئے پھر باتیں ہوں گی۔ اللہ حافظ"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔
" آپ نے سرداور کو اس لئے فون کیا تھا کہ آپ اس فارمولے کی

افادیت کے بارے میں کنفرم ہونا چاہتے تھے" .... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں تمہیں اس کی افادیت کا قائل کرنا چاہتا تھا تاکہ شاید مالی بہار آجائے اور کوئی بڑا چیک مل جائے" .... عمران نے کہا۔

"مالی بہار ۔ واہ ۔ آپ تو شاعر ہوتے جا رہے ہیں اور شاعروں کا مال سے کیا تعلق" .... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا تو عمران نے دونوں ہاتھوں سے سر اس طرح پکڑ لیا جیسے اپنی قسمت پر رو رہا ہو۔

ختم شد

مصنف مظہر کلیم ایم اے

زیرو مشن — ایک ایسا مشن۔ جو نوجوان لڑکیوں کے اغوا سے شروع ہوا اور پھر ناپال کے خوفناک جنگل تک پھیلتا چلا گیا۔

زیرو مشن — ایک ایسا مشن۔ جس میں عمران اور سیکرٹ سروس کی پوری ٹیم کو قدم قدم پر انتہائی خوفناک حملوں کا شکار ہونا پڑا۔

زیرو مشن — ایک ایسا مشن۔ جو عمران اور اس کے ساتھیوں نے انتہائی جان لیوا اور ہنگامہ خیز جدوجہد سے مکمل کیا لیکن عین آخری لمحات میں مشن زیرو کر دیا گیا۔ کیسے اور کیوں —؟

زیرو مشن — ایک ایسا مشن۔ جسے عمران زیرو سمجھنے کے لئے تیار نہ تھا۔ مگر وہ واقعی زیرو تھا۔ کیسے اور کیوں —؟

[illegible]

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک منفرد اور انتہائی دلچسپ کہانی

مکمل ناول

سنیک کلرز

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

سنیک کلرز
ایک نئی تنظیم جس کا چیف جوانا تھا اور اس کے ممبروں میں جوزف اور ٹائیگر شامل تھے۔ انتہائی دلچسپ سچوئیشن۔

سنیک کلرز
جس نے ایک مقامی کلب میں قتل عام کر دیا اور پاکیشیا کی پوری سرکاری مشینری اس قتل عام پر بوکھلا اٹھی۔

سنیک کلرز
جنہیں پولیس اور حکومت نے دہشت گرد قرار دے دیا اور پھر جوزف جوانا اور ٹائیگر کی فوری گرفتاری کے احکامات صادر کر دیئے گئے۔

عمران
جس نے جوانا، ٹائیگر اور جوزف کو پھانسی سے بچانے کے لئے سرتوڑ کوشش کیں۔ لیکن ——— ؟

★ وہ لمحہ جب سیکرٹ سروس کے چیف کو مجبوراً سنیک کلرز کو سرکاری تنظیم قرار دینے کا نوٹیفکیشن جاری کرنا پڑا۔ انتہائی دلچسپ اور حیرت انگیز سچوئیشن۔

★ وہ لمحہ جب عمران بھی جوانا کی سربراہی میں سنیک کلرز کے لئے کام کرنے پر مجبور ہو گیا۔ کیوں اور کیسے ——— ؟

جوانا
جس نے ایک بار پھر ماسٹر کلرز کے جوانا کا روپ دھار لیا اور پھر ہر طرف موت کے بھیانک سائے پھیلتے چلے گئے۔

وہ لمحہ جب جوانا اور ٹائیگر کو دن دہاڑے سڑک پر گولیوں سے اڑا دیا گیا۔ کیا یہ دونوں ہلاک ہو گئے ——— یا ——— ؟

سنیک کلرز
جنہوں نے پاکیشیا کے دارالحکومت میں بے تحاشا قتل و غارت کا بازار گرم کر دیا۔ ان کا اصل مقصد کیا تھا ——— ؟

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان